

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی نظر میں

دنیا کی حقیقت



تالیف > عارف اللہ صاحب مدرس و لانا شاہ حکیم محمد احمہ صاحب دست بر کاہنم



ڈیزائنر: پیادگار خانقاہ امدادیہ شرقیہ، کراچی، لاہور

ناشر: انجمن احیاء السنہ فیہ آباد باغیچہ لاہور



یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش نمک تھی
قبر میں جاسے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی نظر میں

دُنیا کی حَقِیْقَت

دل کو نرم کرنے والی حدیثوں کا مجموعہ مع ترجمہ و تشریح

تالیف:

عارف باللہ حضرت سابقہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ اشاعت نمبر: ۳۱۱

نام کتاب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت

نام مولف: علامہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلی صاحب امتیاز برکات

تخریج: حضرت مولانا عبدالرشید صاحب شیخ الحدیث علامہ شرف المدارس کراچی

ترجمین و آرائش: ارشد محمود

مطبع: الحمراء گروپ

خطاطی: محمد علی زاہد

بحران اشاعت طباعت

خلیفہ مجاہدیت

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلی صاحب امتیاز برکات
علامہ عبدالرشید صاحب شیخ الحدیث علامہ شرف المدارس کراچی

فہمیت تصانیف شریعتیہ ہندوستان کے
مؤلفین پر ان کا اثر ہے اور ان کے

پیش قدمیوں پر ان کے اثر ہے
اور ان کے اثر ہے

احقر

کی جملہ تصانیف تالیف و تحقیق
مرشدنا و مولانا محی الدین حضرت اقدس
شاہ ابرار راجھی صاحب دامت برکاتہم
اور

حضرت اقدس مولانا
شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری برکاتہم
اور

حضرت اقدس مولانا
شاہ محمد احمد صاحب برکاتہم
کی صحبتوں کے فیوض برکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد خورشید رضا شاد علی



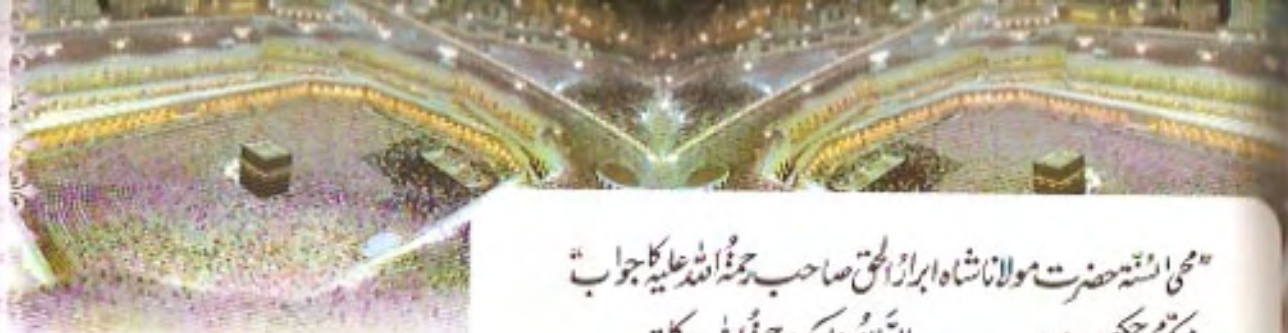
بشارتِ عظمیٰ

آج سے تقریباً ۳۵ سال پہلے مُرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب ادام اللہ ظلہم علینا کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد منظر صاحب دامت برکاتہم (جو اُس وقت طالب علم تھے) نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی اطلاع حضرت مُرشدی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ خط کی تھی۔ وہ خط اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب برکت کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

تعارف باللہ مُرشدنا حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے خط کا اقتباس :-

خواب : غلام زادہ عزیزم محمد منظر میاں سلمہ نے آخر شب میں خود کو اور اس ناکارہ کو اور عشرت جمیل سلمہ کو اور ایک مُلازم دو خانہ محمد زاد سلمہ کو جو اس ناکارہ سے بیعت بھی ہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم چاروں اشخاص کو ایک پہاڑی کی طرف لے گئے اور وہ مٹی کی ہے۔ وہاں ہم چاروں اُمّتی کو حکم فرمایا کہ اس کو کھو دو۔ کھو دینے پر شیشہ کے بڑے بڑے مرتبان ظاہر ہوئے اور ان میں ہرن وغیرہ کی کھالوں پر لکھے ہوئے احادیث کے مسودات تھے پھر اس ناکارہ نے عشرت جمیل کو حکم دیا کہ ان احادیث کو لکھ لو۔ انہوں نے عربی میں لکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناکارہ سے ارشاد فرمایا کہ ان سے (امٹار الیہ) (عشرت جمیل سے) لکھایا کرو۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔





”محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب“

مکرمی حکیم صاحب — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم نظر ستمہ کا خواب بہت مبارک ہے رانی اور مرئی حضرات کے لئے۔ سب کے لئے بشارت ہے خدمت دین کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق باحسن وجوہ عطا فرمائیں۔ والسلام — ابرار الحق

۱۳ رجب ۱۳۹۹ھ



اس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ کئی سال بعد حضرت والا نے پیش نظر کتاب ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت“ تحریر فرمائی جو مشکوٰۃ کتاب الرقاق کی منتخب احادیث اور ان کا ترجمہ و تشریح ہے حضرت والا کے تحریر کردہ مسودہ کو احقر دوسرے کاغذ پر نقل کر کے کاتب کو دے دیا تھا اور انگلی کاٹ کر شہیدوں میں نام لکھوانے کا مصدق بننے کی کوشش کرتا تھا! اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے قبول فرما کر احقر کی مغفرت کا بہانہ بنا دیں اور حضرت مرشدی مدظلہم العالی کی بلندی درجات اور صدقہ جاریہ کا ذریعہ بنا دیں آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ یہ کتاب اہل علم میں بہت مقبول ہے اور تیس تیس سال سے شائع ہو رہی ہے۔

راقم الحروف

احقر سید عشرت جمیل عقب سید رضا اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸ - ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

طباعتِ جدیدہ کے متعلق

چند معروضات

مُرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم
 محمد آختر صاحب ادا م اللہ ظل اللہ علیہ و علیٰ آلہ کی
 تالیف ”رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت“ تقریباً
 ۳۵ سال میں نہ معلوم کتنی بار شائع ہو چکی ہے لیکن چند برس پہلے
 جب حضرت والا کا مجموعہ کلام فیضانِ محبت شائع ہوا جس کی
 کتابت و طباعت وغیرہ انتہائی دیدہ زیب ہے اس کو دیکھتے ہی
 حضرت مُرشدی و امت برکاتہم نے فرمایا کہ ”رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نظر میں دُنیا کی حقیقت“ اس سے کہیں زیادہ شاندار طبع
 ہونی چاہیے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک
 کے سامنے میرے کلام کی کیا حیثیت ہے۔ غلام کا کلام تو شاندار
 طبع ہو اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی کتابت و طباعت
 ویسی نہ ہو یہ میں برداشت نہیں کر سکتا اور حضرت والا نے
 از سر نو کتابت کے لئے ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب کو رقم بھی
 پیش کر دی جو لاہور سے تشریف لاتے ہوئے تھے۔



جلالہ عمیر الدہا



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ
 إِبْرَاهِيمَ

اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کی طباعت کا بھی انتظام فرمایا اور اللہ تعالیٰ ڈاکٹر عبدالمقسیم صاحب کو جزائے عظیم عطا فرمائے جن کی شب روزِ محنت اور طباعت کو خوب سے خوب تر کرنے کی دھن اور کاوش کی بدولت حضرت مُرشدی دامت برکاتہم وعتمت فیوضہم کی مرضی کے مطابق دُنیا کی حقیقت کی طباعتِ جدیدہ آپ کے سامنے ہے اور الحمد للہ اتنی دیدہ زیب ہے جس کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس طباعتِ جدیدہ میں ہر حدیثِ پاک کے ساتھ کُتبِ احادیث کے حوالے نہایت تفصیل سے درج کر دیئے گئے ہیں جو حضرت مولانا عبدالرشید صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کی محنتوں کا ثمر ہے اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اور جملہ معاونین کو جزائے عظیم عطا فرمائے۔

آمین

کتاب

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ
خادم حضرت والادامت برکاتہم

۹ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ

مطابق ۲۲ دسمبر ۲۰۰۴ء



حلالہ عمیرہ



فہرست



المفضل علیٰ محمد وآل
محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم
وآلک علیٰ محمد وآل محمد
کما صلیت علیٰ ابراہیم
والحمد للہ الذی هدانا
لحکم ہذا انک جمیعہ

○ مقدمہ

○ کتاب الرقاق (دل کو نرم کرنے والی حدیثیں) —

○ فقرا کی فضیلت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کا بیان

○ حرص و آرزو کا بیان —

○ اللہ کی اطاعت کے لیے مال اور عمر سے محبت رکھنے کا بیان

○ توکل اور صبر کا بیان —

○ ریاء اور سمعہ کا بیان —

○ رونے اور ڈرنے کا بیان —

○ لوگوں کی حالتوں میں تغیر و تبدل کا بیان —

○ ڈرانے اور نصیحت کرنے کا بیان —



مقدمہ

عبدضعیف محمد اختر عرفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا عاشق الہی صاحب بئذ شہری مظہر العالمی استاد حدیث دارالعلوم کراچی نے تالیف معارف مشنوسی سے اختر کو فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اب احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تالیف کا سلسلہ شروع کرو۔ اختر مولانا موصوف کے ہن کرم کا ممنون ہے کہ ان کے ارشاد کے بعد ہی قلب میں توفیق باری تعالیٰ سے داعیۃ تالیف عطا ہوا اور مولانا موصوف مظہر کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ دنیا کی محبت ہی آخرت سے غفلت کا اور تمام معاصی کا اصل سبب ہے اس لیے مشکوٰۃ شریف سے کتاب الرقاق کے انتخاب پر مشعل مجموعہ سے آغاز مناسب ہے گا۔ احادیث شریفہ کی تشریحات میں زیادہ تر مظاہر حق سے جو نہایت تندرست شرح مشکوٰۃ شریف ہے کام لیا گیا ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کتاب کو قبول و نافع فرمائیں اور اختر کے لیے اور مولانا موصوف اور دیگر معارفین و ناشرین کے لیے صدقہ جاریہ فرمائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

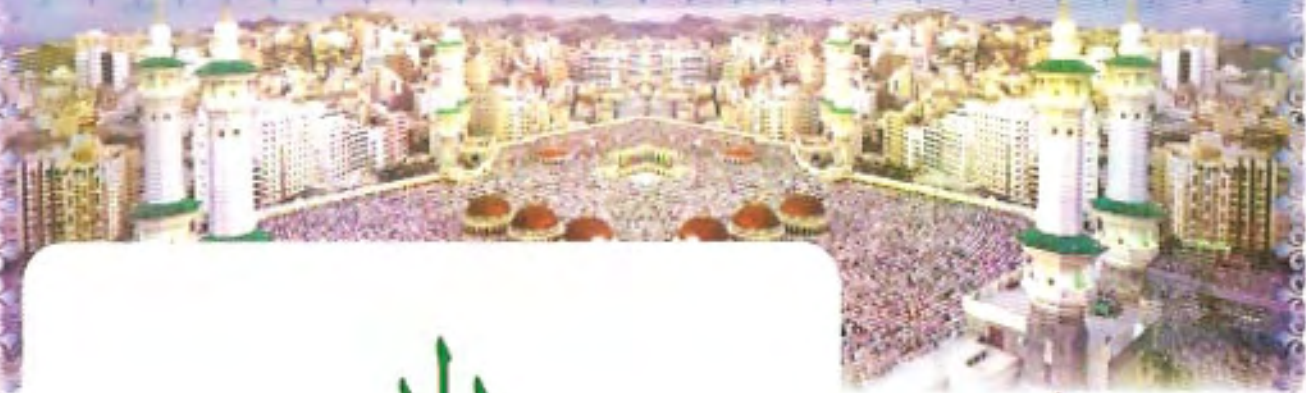
العارض محمد اختر عرفا اللہ عنہ

۲۰ جی ۱۲ / انارمل آباد، کراچی نمبر ۱۸

پاکستان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ
 إِنَّكَ تَعْلَمُ خَيْرَ الْعَالَمِينَ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِلْمَلِكِ

حَمْدًا وَعِزًّا

مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ

مُحَمَّدٍ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی ذریعہ کی حقیقت کھل گئی
(اختیار)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِحَمْدِهِ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

كِتَابُ الرَّفَاقِ

دل کو نرم کرنے والی حدیثیں

فصل اول

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نِعْمَتَانِ مَغْبُورُونَ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاحُ لَهُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن کے
معاملہ میں بہت سے لوگ دان کی قدر کا حقد نہ کرنے کے سبب خسارہ اور
نقصان میں ہیں ایک صحت دوسری فراخ۔

تشریح: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ موطا امام مالک

۱۔ بخاری ص ۹۳۸ ج ۲، بابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ
إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ۔ ترمذی، أبوابُ الزُّهْدِ ص ۵۶، ج ۲، شرح السنّة

ص ۲۶۹، ج ۲ رقم (۳۹۱۵)

لِلْمَلِكِ

حَمَلَةَ الْعَمَّةِ وَالنَّبَا

مَجْدِدِ

لِللَّهِ وَالرَّحْمَنِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الشَّجِيَّاتُ بِلَهُوِّ الصَّلَوَاتِ
وَالظَّنِّيَّاتُ. أَسْلَامُهُ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

میں لکھا ہے کہ علمائے اہل حدیث کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ انسان عبادت میں ہی وقت مشغول ہو سکتا ہے کہ جب وہ صحت مند ہو اور بقدر ضرورت رزقی حلال ہو کیوں کہ کبھی آدمی صحت مند ہوتا ہے مگر کسبِ معاش سے فرصت نہیں پاتا اور کبھی کسبِ معاش کے متغنی ہوتا ہے لیکن صحت ٹھیک نہیں ہوتی اور جس کو یہ دونوں نعمتیں حاصل ہوں اور پھر بھی کاہلی کے سبب عبادت میں مشغول نہ ہو تو یہ بڑے ہی خسارے اور نقصان میں ہے (مرقاۃ ص ۵ ج ۹)

پس از سی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یکم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ترجمہ: حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیس برس مجاہدات کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوتی کہ ایک سانس حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت سے افضل ہے۔

مظاہر حق میں ہے کہ علمائے لکھا ہے التَّغْمَةُ إِذَا فُقِدَتْ
عُرِفَتْ کوئی نعمت جب ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اس کی قدر و قیمت
کا احساس ہوتا ہے اسی طرح صحت اور فراغ کی نعمت کو بہت سے لوگ
مفت کھودیتے ہیں اور اس کی قدر ان کو اس وقت معلوم ہوتی ہے جب
بیمار ہوتے ہیں یا کسی تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ قیامت کے دن ندامت نفع نہ دے گی۔ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ

لہ مظاہر حق ص ۶۶۸ ج ۳ لہ مکررة التَّغَابُنِ پارہ ۲۸ آیت ۹



أَنْهَضَ صَلِّ عَلَيَّ مَنْ مَحَبَّتِي كُنَّا
صَلَّيْتُ عَلَيَّ مَنْ مَحَبَّتِي كُنَّا
أَنْهَضَ بَارِكْ عَلَيَّ مَنْ مَحَبَّتِي
كُنَّا بَارِكْ عَلَيَّ مَنْ مَحَبَّتِي
بَارِكْ عَلَيَّ مَنْ مَحَبَّتِي

ترجمہ: یہی دن ہے ہارجیت کا یا سود و زیاں کا اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کو جنت میں کسی بات کی حسرت نہ ہوگی مگر حق تعالیٰ نے غفلت کے لمحات اور اوقات پر وہاں بھی حسرت ہوگی۔

۴۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْأَخِرَةِ إِلَّا هَيْئُ مَا يَجْعَلُ أَحَدٌ كَفْرًا ضَبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِهِ يَرْجِعُ (رواه مسلم، ترجمہ: حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص دریا میں اٹھکی ڈالے اور پھر دیکھے کہ اٹھکی کیا چیز لے کر واپس ہوئی۔ یعنی پانی کا کتنا حصہ اٹھکی میں لگا،

تشریح: یہ مثال محض سمجھانے کے لیے ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں کس قدر بے وقعت ہے ورنہ حقیقت کے اعتبار سے دنیا کی اتنی بھی وقعت اور قیمت اور نسبت آخرت کے مقابلے میں نہیں ہے جتنا کہ اٹھکی کو دریا میں ڈال کر نکالنے کے بعد پانی کی تری کو دریا سے ہے۔ پس مثال

۱۔ مرقاۃ ص ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، شرح السنۃ ص ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، رقم (۳۹۱۸) ابن ماجہ باب مکیل الدنيا ص ۲۰۲



أَلْفٌ قَسْرٌ عَلَى فَحْشٍ
وَأَلْفٌ قَسْرٌ عَلَى فَحْشٍ
عَلَى الْبُحْبُوحَةِ وَالرِّبِّ وَالرِّبِّ
وَأَلْفٌ قَسْرٌ عَلَى فَحْشٍ
وَأَلْفٌ قَسْرٌ عَلَى فَحْشٍ
وَأَلْفٌ قَسْرٌ عَلَى فَحْشٍ
وَأَلْفٌ قَسْرٌ عَلَى فَحْشٍ

کا مقصود تفہیم کو آسان کرنا ہے۔ ورنہ دنیا متننا ہی محدود کو آخرت غیر متننا ہی غیر محدود سے کیا نسبت پس دنیا کی نعمت پر نہ مغرور ہو اور نہ یہاں کی تکلیف کا شکوہ کرے اور کہے جیسا کہ فرمایا آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ **اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ** یہ کلمہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا ایک دفعہ یوم الاحزاب میں اور دوسری دفعہ حجۃ الوداع پر جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی عیش مگر آخرت کا عیش



جَلالہ عظیمہ والہا

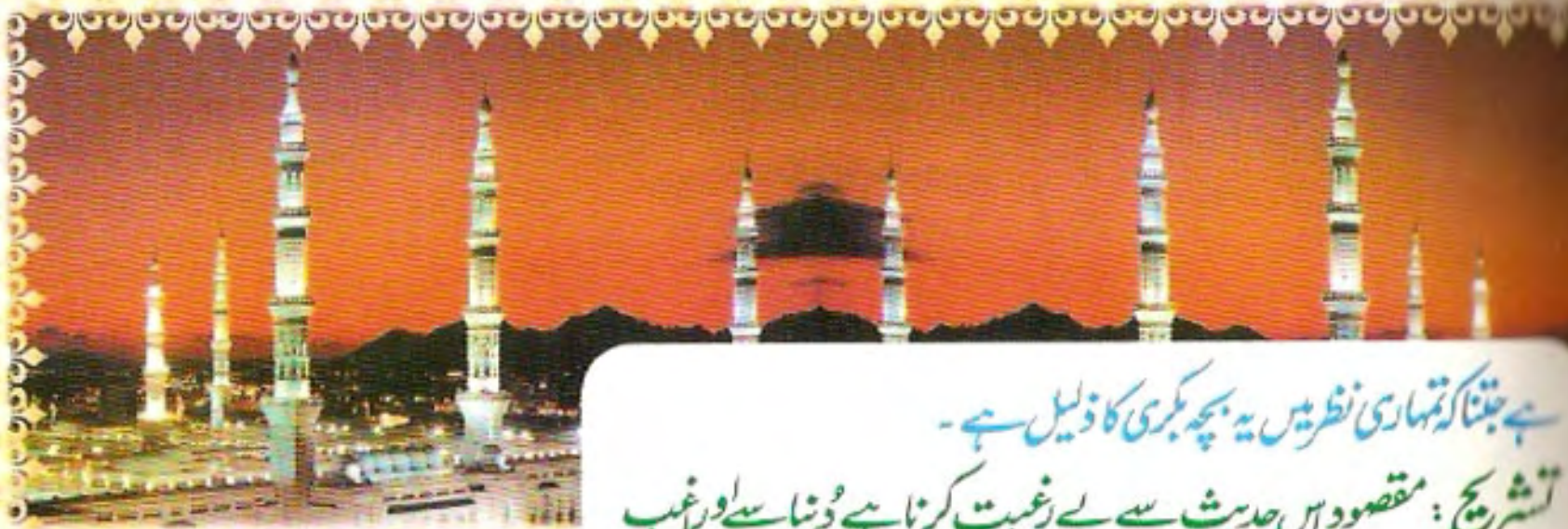
۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدِي أَسَدٍ مَيِّتٍ قَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوا مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَيَّ اللَّهُ مِنْ هَذَا عَلَيْنِكُمْ. (رَوَاهُ الْمُسْلِمُ) بکتاب الزُّهُد ص ۲ ج ۴

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک بکری کے بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے یا کٹے ہوئے تھے اور مرا ہوا تھا، ارشاد فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض میں لے لے، صحابہ رضوان اللہ عنہم جمعین نے عرض کیا کہ ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں نہیں لینا چاہتے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے خداوند تعالیٰ کی یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيبٌ مُجِيدٌ. وَأَتَارِكٌ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا أَتَرَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيبٌ مُجِيدٌ.

۱۔ بخاری: بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ ص ۵۸۸، ج ۲، مُسْلِمٌ: بَابُ غَزْوَةِ الْأَحْزَابِ وَهِيَ الْخَنْدَقُ ص ۱۱۳، ج ۲، مَرْقَاتُ ص ۴، ج ۹



ہے جتنا کہ تمہاری نظر میں یہ بچہ بگری کا ذلیل ہے۔

تشریح: مقصود اس حدیث سے بے رغبت کرنا ہے دُنیا سے اور غلب کرنا ہے آخرت کی طرف کیونکہ دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے اور ترک محبت دنیا کا ہر عبادت کا سر ہے۔ دُنیا کا عاشق اگر دین کا میں بھی مشغول ہوتا ہے تو اس کی غرض فاسد ہوتی ہے اور دُنیا سے بے رغبت اگر دُنیا کے کام میں بھی لگتا ہے تو اس کی غرض آخرت ہوتی ہے بعض عارفین نے کہا ہے کہ جس نے دوست رکھا دُنیا کو اس کو کوئی مُرشد ہدایت نہیں دے سکتا اور جس نے ترک کیا دُنیا کی محبت کو اس کو کوئی مُفسد اور گمراہ کرنے والا گمراہ نہیں کر سکتا (مظاہر حق)

۴۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) : کتاب الزُّهْدِ ص ۲۰۷ ج ۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے

۱۰ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ مِنْ أَرْبَابِ الْيَقِينِ : مَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيَّ وَعَلَىٰ هِدَايَتِهِ جَمِيعُ الْمُرْتَدِّينَ ، وَمَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا لَمْ يَقْدِرْ

عَلَىٰ ضَلَالَتِهِ جَمِيعُ الْمُفْسِدِينَ . مَرَقَات : ص ۷۷ ج ۹

۱۱ مَظَاهِرِ حَقِّ ص ۶۰ ج ۴ ۱۲ شرح السنۃ ص ۳۲۵ ج ۲ رقم (۳۰۰۰) ابن ماجہ باب مثلی الدُنیا ص ۳۰۳، ترمذی باب مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا

سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ص ۵۸ ج ۲



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ

اور کافر کے لیے جنت ہے۔

تشریح: مومن اگر مصائب اور بلاؤں میں مبتلا ہے تو اس کے لیے اس کی دُنیا کا جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں قید خانہ ہونا واضح ہے اور اگر مومن دُنیا کی نعمتوں اور عیش میں ہے تو جنت کی ان نعمتوں کے مقابلے میں جہنم کو اس کی آنکھوں نے نہ کبھی دیکھا اور نہ کبھی سنا اور نہ اس کے دل میں اس کا خطرہ اور خیال گذرا پھر بھی وہ قید خانہ میں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ط نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کے کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گذرا۔

اور کافر اگر بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے تب بھی یہ دُنیا اس کی دوزخ کے مصائب کے مقابلے میں جنت ہے اور اگر عیش میں ہے یعنی شہوات نفسانیہ کی تمام لذتوں کو اڑا رہا ہے تب بھی دوزخ کی تکالیف کے مقابلے میں موت سے قبل یہ دُنیا اس کی جنت ہے۔

نیز یہ کہ مومن دُنیا سے آخرت کی طرف خروج کی تمنا کرتا ہے اور کافر دُنیا میں خلود یعنی ہمیشہ رہنے کی تمنا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ دُنیا مومن

۱۔ بخاری: بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ ص ۲۶۰، ج ۱، مسلم: کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نِعْمَتِهَا وَأَهْلِهَا ص ۲۴۸، ج ۲



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَآرَكَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا رَكَّعْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ وَرَسُولِهِ

کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے اور مقصود اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ مومن کے نزدیک دُنیا کی نعمتوں کی آخرت کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہوتی اگرچہ بظاہر کثیر اور جلیل القدر ہوں اور اس کی تمام تر فکر آخرت کی زندگی کے لیے وقف ہوتی ہے اور کافر آخرت کی زندگی کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے **إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَحْنُ نَمُوتُ** مگر صرف دُنیا کی زندگی (لمعات)

۵۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلًا حُجِبَتْ ۝

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ دُھانکی گئی ہے شہوات سے (یعنی دوزخ پر شہوتوں اور لذتوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں پس جو شخص شہوتِ نفسانی میں اپنے کو مبتلا کر دیتا ہے وہ دوزخ کا پردہ چاک کرتا ہے یعنی اس میں داخل ہو جاتا ہے) اور جنت دُھانکی گئی ہے سختیوں اور تکلیفوں سے (پس جو شخص اعمالِ صالحہ پر دوام اور کما ہوں

۱۔ سورة الأنعام: پارہ ۷، آیت ۲۹، سورة المؤمنون: پارہ ۱۸، آیت ۳۷،
۲۔ بخاری: باب حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ ص ۹۶، ج ۲، مسلم: کتاب
الْجَنَّةِ ص ۳۷۸، ج ۲

المؤمنين

حلالہ عینوالنار

ما تَحْتِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَلْفَسَّرَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
جَبَّارٌ قَدِيرٌ

سے صبر کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے وہ جنت کے پردہ کو چاک کرتا ہے یعنی اس میں داخل ہو جاتا ہے، (بخاری و مسلم) اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حفت یعنی دوزخ کو شہوتوں سے اور جنت کو تکلیفوں سے گھیر دیا گیا ہے۔

تشریح: خلاصہ مفہوم حدیث مذکور کا یہ ہے کہ دوزخ تک کوئی شخص نہ پہنچے گا جب تک وہ شہوات کا یعنی گناہوں کا ارتکاب نہ کرے گا اسی طرح کبھی شخص کو جنت تک سائی نہ ہوگی جب تک کہ وہ عبادات کی اور معاصی سے حفاظت کی محنت نہ برداشت کرے گا۔ جو شخص جس حجاب کچ چاک کرے گا وہ اس حجاب کے محبوب تک وصل ہو جاوے گا۔ فَسَمِّنْ هَتَكَ الْجَحَابَ وَصَلْ إِلَى الْمَحْجُوبِ ترجمہ جس نے پردہ پھاڑا وہ پردہ کے پیچھے والی شے سے ملا (خلاصہ مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ علم حجاب اللہ علم پردہ ہے اللہ کا اس کے معنی کیا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تک سائی کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے جب علم تک سائی ہو گی خدا کی معرفت عطا ہوگی۔ اس حدیث میں شہوت سے مراد خواہش حرام ہے جیسے شراب، زنا اور غیبت ہے اور جائز راحت میں حرج نہیں مگر عیش کی زیادہ فکر و کاوش مانع قرب ولایت ہے (مظاہر حق)

۶۱. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



حَوْلَهُ عَمْرٍو



لَقَدْ نَكَحَ الْعَرَبَاتِ لَمْ يَكُنْ
لَقَدْ نَكَحَ الْعَرَبَاتِ لَمْ يَكُنْ
وَأَنْتَ يَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَأَنْتَ يَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدَّرْهَمِ وَعَبْدُ النُّخَيْصَةِ
 إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعَسَّ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شَيْكَ
 فَلَا انْتَقَشَ طُوبَى لِعَبْدٍ أَخَذَ بُعْنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَشَعَتْ
 رَأْسَهُ مُغَبَّرَةً قَدَمَا لَا إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ
 كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَإِنْ
 شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ لَهُ
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ہلاک ہو دینار اور درہم اور چادر کا بندہ اگر اس کو یہ چیزیں دی جائیں تو خوش ہو اور اگر نہ دی جائیں تو ناراض ہو۔ ایسا شخص ذلیل اور سرنگوں ہو جب اس کے کاٹنا چھبے نہ نکالا جائے مبارک ہو وہ بندہ جو خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا ہے اسکے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور قدم غبار آلود ہیں اگر شکر کی حفاظت پر مقرر کیا جاوے تو شکر کی حفاظت کرتا ہے اور شکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت کے ساتھ شکر کے پیچھے رہتا ہے اگر لوگوں کی محفل میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی اور اگر کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں

لَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْعُرْوَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ،
 طبع السنۃ ۱۴۰۱ھ ، ج ۴ ، رقم (۳۹۵۳)

المؤمنين

حلالہ عمیرہ

مہتاب

صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
 إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

کی جاتی۔ یعنی گناہ نام نہ نام و نشان ہونے کے سبب مخلوق ایسے بندے کو بے قدر سمجھتی ہے۔ (بخاری)

تشریح: بندۂ دینار کا مطلب یہ ہے کہ مال کی مذموم دوستی جو آخرت سے غافل کر دے اور اگر مال ہو لیکن اس کی محبت میں گرفتار نہ ہو تو مذموم نہیں اور خاص دینار اور درہم جو فرمایا تو اس لیے کہ یہ نقد ہے جس سے نفس کی ہر بڑی خواہش کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ خمیصہ اس چادر سیاہ کو کہتے ہیں جس پر خطوط (دھاریاں) ہوں اور خاص اس کو اس لیے ذکر فرمایا کہ اس سے رعونت اور تکبر اور ریاء اور سمعہ پیدا ہوتا ہے بندہ ہونا اس لیے ہے کہ کمال رغبت و محبت سے اس کی جذباتی پرچھل نہیں رکھتے تو گویا کہ اس کے غلام ہو چکے ہیں۔ (مظاہر حق)

۴۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْسُطَ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا بَسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَّا فُتِنَّا فُسُوها كَمَا تَنَّا فُسُوها وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے جس طرح

۱۔ مرقات ص ۱۱، ج ۹، ۲۷ بخاری: باب مَا يُحَذَّرُ مِنْ ذَهْرَةِ الدُّنْيَا ص ۹۵۱، ج ۲، مسلم: کتاب الزُّهْدِ ص ۴۰، ج ۲



جَلَالَةُ عَمْرٍو



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ

تم سے پہلے والوں پر کشادگی گنتی تھی پھر تم دُنیا کی محبت و رغبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے والے گرفتار ہوتے تھے اور یہ دُنیا پھر تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا تھا۔ (بخاری و مسلم، تشریح: اِس حدیث میں دُنیا کی کشادگی سے وہ وسعت مُراد ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور یہی حالت غفلت اور گمراہی کا سبب ہوتی ہے چونکہ دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں مذکور ہے حَبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ اِس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دُنیا کی فراوانی اور زیادتی سے اُمت پر گمراہی کا اندیشہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ نہیں ڈرتا میں اُمت پر فقر و افلاس سے مطلب یہ ہے کہ اس حالت میں اکثر سلامتی رہتی ہے۔ جو مفید ہے اُمت کو اور فقر سے مُراد اس جگہ یہ ہے کہ تمام ضروریات دین اور دُنیا کی موجود نہ ہوں یعنی کسی قدر تنگی و پریشانی سے گذر ہوتی ہو البتہ زیادہ تنگی جو کفر تک پہنچا دے وہ فقر یہاں مُراد نہیں کیونکہ اس فقر سے پناہ آتی ہے۔

كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا (حدیث) ترجمہ: شدید تنگدستی کبھی ضعیف الایمان کو کفر تک پہنچا دینے کا سبب بن جاتی ہے۔ حتیٰ تعالیٰ

۱۔ بیہقی فی شعب الایمان ص ۲۳۸ ج ۷، رقم (۱۰۵۰۱) ۲۔ شعب الایمان
بیہقی ص ۳۶۷ ج ۵، رقم ۶۶۱۲، الجامع الصغیر ص ۳۸۷ ج ۲، رقم ۶۱۹۹
فیض القدیر ص ۷۰۸ ج ۳، رقم (۶۱۹۹) ابونعیم فی الحلیة ص ۱۰۹ ج ۳
الطبرانی فی الأوسط رقم (۳۰۵۶)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالتَّوَكَّلْ عَلٰی
رَسُوْلِ اللّٰهِ



حلالہ خیر والدہ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ

ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین (مظاہر حق) ص ۶۷۸ ج ۴
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَبَّاسٌ بِالْغُفَى
لِمَنْ اتَّقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ (احمد) مالداری اس شخص کو مضر نہیں جو اللہ
سے ڈرتا ہے۔ جو مال ارتقی نہیں ہیں انھیں کو مال نے آخرت سے غافل
کر رکھا ہے اور نافرمانیوں میں اپنا مال بے دریغ صرف کر رہے ہیں۔
(لحمیاذ باللہ)

۸۔ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقِي أَلِ مُحَمَّدٍ تَوْفِيقًا وَفِي رِوَايَةٍ
كَفَاءًا - (متفقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ تو محمد کی آل (اہل بیت و
قریبیت) کو صرف اتنا رزق عطا کر جو ان کی جان بچائے اور بدن کی قوت کھ
قائم رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ صرف اتنا رزق عطا کر جو ان کی
زندگی باقی رکھنے کے لیے کافی ہو (بخاری و مسلم)

تشریح: چونکہ دنیا کی حقیقت اور اس کے نقصانات کا حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو صحیح علم عطا ہوا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی

۱۔ مسند احمد ص ۴۳۵ ج ۵ رقم حدیث (۳۳۲۲۰)
۲۔ بخاری: باب کَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ص ۹۵۷
۳۔ مسلم: کتاب الزَّهْدِ ص ۲۰۹ ج ۲

آل اور اہل و عیال کے لیے دُنیا کو خُدا سے بقدرِ ضرورت طلب فرمایا۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کی نگاہوں میں پیغمبرِ علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں دُنیا کی ناپائیداری اور بے وقعتی دکھادیں اور توفیقِ عملِ نخبشیں آئیں۔ صاحبِ مظلہ ہر حق لکھتے ہیں کہ آلِ رسول سے یہاں مُراد اہل بیت یا آپ کے طریقے پر چلنے والے اور دوستِ کامل ہیں اور دوسرے معنی کو ترجیح دی گئی ہے اور کفاف کے معنی یہ ہیں کہ اتنی روزی حاصل ہو جو دوسروں سے سوال کرنے سے بے پروا کر دے۔ بعض کے نزدیک کفاف اور قوت کے ایک ہی معنی ہیں اور علماء نے لکھا ہے کہ روزی بقدرِ ضرورت (کفاف) افضل ہے فقر اور غنا سے اور جو مال داری سببِ گمراہی اور اسراف نہ ہو بلکہ نیکی اور عبادت کا سبب ہو تو وہ فضیلت اور طرح کی ہے۔ خلاصہ یہ کہ دُنیا صرف بقدرِ ضرورت مطلوب ہے اور ضرورت کی تعریف حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے کہ ضروری وہ ہے جس کے نہ ہونے سے ضرر ہو خواہ دُنیا کا یا آخرت کا۔

۹- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كِفَافًا وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ (رَاوَدَا مُسْلِمًا)

۱۰ ص ۶۷۸ ج ۳ ۱
 ۱۱ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۲ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۳ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۴ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۵ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۶ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۷ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۸ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۱۹ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۰ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۱ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۲ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۳ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۴ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۵ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۶ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۷ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۸ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۲۹ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۰ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۱ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۲ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۳ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۴ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۵ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۶ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۷ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۸ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۳۹ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۰ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۱ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۲ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۳ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۴ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۵ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۶ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۷ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۸ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۴۹ ص ۲۳۷ ج ۱
 ۵۰ ص ۲۳۷ ج ۱

الحبیب

حلالہ عنوالہ

رشد

اللہ

النِّبَاتِ الطَّيِّبَاتِ وَالصُّلُوكِ
 وَالتَّوَكُّلِ وَالتَّوَكُّلِ
 وَرَحْمَةِ اللَّهِ
 وَرَحْمَةِ اللَّهِ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص نے فلاح پائی جس نے اسلام قبول کر لیا اور بعد ضرورت رزق دیا گیا اور خدانے اس کو اس چیز پر جو اس کو دی گئی قناعت بخشی (مسلم شریف)

تشریح : قناعت کا مفہوم یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی تقسیم پر رضی ہے اگر قناعت نہ ہوگی تو مال کی حرص آخرت کی تیاری کے لیے اس کو فرصت نہ دے گی پس اس حدیث پاک سے قناعت کی نعمت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

کوزہ چشم حریصاں پُر نہ شد

تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حریصوں کی آنکھ کا کوزہ کبھی پُر نہ ہوا اور سیپ جب تک قناعت نہیں اختیار کرتی یعنی اپنے حرص کا جب تک مُنہ بند نہیں کرتی اس میں موتی نہیں بنتا۔

حدیث مذکور میں اسلام کی نعمت کے بعد قناعت کے ذکر سے اُمت کو تعلیم دی گئی کہ قناعت سے وقت فارغ ہوتا ہے جو آخرت کی تیاری میں استعمال ہو کر فلاحِ اُخروی کا سبب بنتا ہے۔

۱۰ ر وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي وَإِنْ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَّا أَكَلَ فَافْتَى أَوْ لَيْسَ فَأَبْلَى أَوْ أُعْطِيَ فَأَغْنَى وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ



رسول الله صلى الله عليه وسلم

ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِنَتَائِسٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ انسان اپنے مال کو فخر سے کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا مال اس کے جمع شدہ مال سے صرف تین چیزیں ہیں ایک تو جو اس نے کھالیا اور ختم کر دیا۔ دوسرے وہ جو اس نے پہن لیا اور پرانا کر کے پھاڑ دیا اور تیسرے وہ جو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور ذخیرہ آخرت بنا لیا۔ ان تینوں چیزوں کے علاوہ جو مال اس کا ہے وہ دوسروں کے لیے چھوڑنے والا ہے وہ اس کا نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے دنیا کی حقیقت کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ہم جس کو اپنا مال سمجھتے ہیں وہ صرف تین چیزیں ہیں پھر دوسروں کے لیے چھوڑنے کے لیے کیوں آخرت تباہ کریں۔

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ اولاد کی فکر میں اپنی آخرت تباہ نہ کرے اور نہ دل کو مشوش اور فکر مند کرے کیونکہ اولاد اگر نیک ہے تو خدا خود ان کی مدد کرے گا اور اگر بُری ہے تو اس کی بُرائی میں اپنے کما تے ہوئے مال سے کیوں مدد کریں کہ مرنے کے بعد بھی گناہ ملے۔

۱۱ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ

الْمُتَكَبِّرِينَ

حَمَلَانِ عَمْرٍوَالْبَنِي

مَشْرِقِ

مَشْرِقِ

أَلَهُمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ مُتَّفَقًا
عَلَيْهِ (بُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میت کے ساتھ قبرستان میں چیزیں
جاتی ہیں اس کے اہل و عیال اور اس کا مال اور اس کے اعمال، دو چیزیں تو
واپس آجاتی ہیں اہل و عیال اور مال اور صرف اعمال اس کے ساتھ باقی رہ
جاتے ہیں مال سے مراد غلام، لونڈی اور تکفین و تدفین کے لوازم ہیں۔
تشریح: صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ القبر صندوق لعل۔ قبر عمل
کا صندوق ہے۔

۱۲ / وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَعْدَائِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ
مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْيَأْتِي
الْخَيْرُ بِالْشَّرِّ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَسَخَّ عَنْهُ
الرَّحَضَاءُ وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمْدًا لَهَا فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي
الْخَيْرُ بِالْشَّرِّ وَإِنْ مِمَّا يُبْتِغِ الرِّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبْطًا أَوْ يُلْمُ إِلَّا
أَكَلَةَ الْخَضِرِ أَكَلْتُ حَتَّى أَمْتَدَّتْ خَاصِرَتَا هَا اسْتَقْبَلْتُ

لے بخاری: باب سَكَرَاتِ الْمَوْتِ ص ۹۶۴ ج ۲، مسلم: کتاب
الرُّهْدِ ص ۴۰۶ ج ۲، مظاہر حق ص ۶۸ ج ۲



الْمُرْسَلِ عَلَى مَشَايِخِ وَأَعْلَى
الْمُحْتَدِيْنَ كَمَا ضَلَّيْتُ عَنْ
الْإِسْلَامِ وَأَبْرَأْتُكَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ لِي الْعَالَمِينَ
اللَّهُ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطْتُ وَبَاكَتُ ثُمَّ عَادَتْ فَكَالَتْ وَإِنَّ هَذَا
الْمَالِ خَصْرَةً حُلُوءَةً فَمَنْ أَخَذَ بِحَقِّهِ وَصَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ
الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَ لَا بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ
وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے مرنے کے بعد ہمارے
لیے میں جن چیزوں سے ڈرتا ہوں ان میں دنیا کی تروتازگی اور زینت بھی
ہے جو فتوحات حاصل ہونے کے بعد تمہارے سامنے آتے گی ایک
شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا کیا بھلائی اور خیر اپنے ساتھ برائی اور شر کو
لانے گی (یعنی مثلاً فتوحات کے سلسلہ میں جو مال غنیمت حاصل ہوگا کیا وہ
بدی کو بھی ساتھ لاتے گا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سینکڑ خاموش
ہو گئے) اور وحی الہی کا انتظار کرنے لگے، یہاں تک کہ ہم نے یہ خیال قائم
کر لیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ کا بیان ہے کہ وحی نازل ہونے کے بعد آپ نے اپنے چہرہ مبارک
سے پسینہ صاف کیا اور پھر فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے گویا آپ نے سائل
کے سوال کو قابل تعریف سمجھا اس کے بعد آپ نے فرمایا بھلائی برائی کو ساتھ

۱۰ بخاری: باب ما یحذّر من زهرة الدنيا ص ۹۵۱ ج ۲
مسلم: کتاب الزکاة، باب التحدیر من الاعترار بزینة الدنيا

الخالف

جلالہ عموالہ

بشارت

صلی اللہ علیہ وسلم

اللہم صل علی محبتی وعلی
أزواجہ وذریئہم کما صلیت
علی آل إبراهیمہ وبارک علی
محبتہم وعلی أزواجہم وذریئہ
کما بارکت علی آل إبراهیمہ الذک

نہیں لاتی (اور اس کی مثال یہ ہے کہ) بہار کا موسم جو سبزہ اُگاتا ہے (وہ بھلائی ہے اور کسی قسم کی بُرائی اس میں نہیں لیکن) وہ جانور کا پیٹ پھلا کر اس کو مار ڈالتا ہے یا ہلاک ہونے کے قریب پہنچا دیتا ہے (بُرائی سبزہ میں نہیں جانور کے فصل میں ہے۔ یعنی گھاس کھانے والے جانور نے گھاس اس طرح کھائی کہ اس کا پیٹ خوب بھر گیا اور) اس کے دونوں پہلو تن گتے یعنی اس نے سبزہ کھانے میں حد سے تجاوز کیا اور ضرورت سے زیادہ کھا لیا جو بُرائی اور خرابی کا باعث ہوا پھر وہ دھوپ میں بیٹھا (جانور کی عادت ہے کہ جب اس کا پیٹ اچھر جاتا ہے تو وہ دھوپ میں جا بیٹھتا ہے تاکہ دھوپ کی گرمی سے پیٹ نرم ہو جائے) پتلا گوبر کیا اور پیشاب کیا (یعنی دھوپ کی گرمی نے پیٹ کو نرم کر کے پیشاب اور پاخانہ کو خارج کر دیا) اور پھر چراگاہ کی طرف لوٹ پڑا اور گھاس کو کھایا یہی حال انسان کا ہے جب اس کو مال ملتا ہے تو وہ بے دریغ خرچ کرتا ہے اور معاصی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دُنیا کا پیال سبز اور خوش گوار تر و تازہ اور لذیذ ہے۔ جو شخص اس کو جائز طریقہ پر حاصل کرے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جو شخص اس کو ناجائز طریقہ پر حاصل کرے تو یہ مال اس کے حق میں اس شخص کے مانند ہو جاتا ہے جو کھانا کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور یہ مال قیامت کے دن اس کا شاہد ہوگا (یعنی اس کے اسراف وغیرہ کی شہادت دے گا) بخاری و مسلم

تشریح: دنیا کی دولت جب آتی ہے تو آدمی میں عیش اور آرام کی فکر اور



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَجِيْدٌ

آخرت غنفلت شروع ہوتی ہے اور دل میں بُرائی اور جاہ پیدا ہوتی ہے
 تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک تو وہ جو دنیا کی محبت میں آلودہ نہ ہونے دوسرے
 وہ جو آلودہ ہوتے پھر توبہ کر کے پاک و صاف ہو گئے۔ تیسرے وہ جو بد دن
 توبہ نہ پا پاک اور آلودہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ حضرت خواجہ
 عبید اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دُنیا مانند سانپ کے ہے اور سانپ
 کو لینے سے پہلے اس کا منتریکھنا ضروری ہے اور منتر یہ ہے کہ علم حاصل کرے
 کہ کہاں سے حاصل کرنا جائز ہے اور کہاں خرچ کرنا چاہیے اور وضاحت اس
 کی حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمائی کہ منتر اس
 کا تقویٰ ہے اور تقویٰ حاصل ہونا ہے متقی بندہ کی صحبت سے احتقر مولف
 عرض کرتا ہے کہ یہ حدیث تائید کرتی ہے اس ارشاد کی کہ اَلْبَاسُ بِالْغَيْبِ
 لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ: مالدار می مضربیں اس کو جو ڈرتا ہے
 اللہ تعالیٰ سے۔

۱۳ / عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْهَلْكَمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَا لِي
 مَا لِي قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَنْذَيْتَ أَوْلِيَيْتَ
 مَا بَلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
ترجمہ: حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 سَمِيعٌ قَدِيرٌ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت اَنهٰکھُرُ
 التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے (یعنی سورۃ التکم التکاثر جس کے معنی یہ ہیں کہ
 لے لو گو تم اپنے مال کی زیادتی پر باہم فخر کرنے کے سبب آخرت کے خیال
 سے بے پروا ہو گئے ہو یعنی مال کی زیادتی پر فخر کرنے کی وجہ سے تمہارے
 قلوب میں اندیشہ آخرت باقی نہیں رہا ہے) پھر آپ نے فرمایا آدم کا بیٹا
 میرا مال میرا مال کتنا رہتا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آدم کے بیٹے تیرے مال
 میں سے سب کو کچھ نہیں ملتا مگر صرف اتنا بنتا کہ تو نے کھایا اور خراب کر دیا
 پہنا اور پھاڑ ڈالا اور خیرات کر دیا اور آخرت کے لیے ذخیرہ کیا (مسلم)
 تشریح: آدمی مال کے بڑھانے کی فکر میں آخرت کے اعمال سے غافل ہو
 جاتا ہے جس کے سبب پردیس کا امیر اور وطن آخرت کا فلاش اور غلٹ
 ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا نادانی ہو سکتی ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کی
 حفاظت فرمائیں۔



۱۴۱ ر وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى
 النَّفْسِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۴ بخاری: بابُ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ ص ۹۵۴، ۲۳، مسلم: بابُ الْعَزْذِيرِ
 مِنَ الْإِعْتِرَارِ بِمِثْلِهِ الدُّنْيَا ص ۳۳۶، ۱۳

أَنْهَضَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
 وَأَزْدًا جِهَ أَهْلِيَّاتِ التَّوْبِينِ
 وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِي بَيْتِهِ كَمَا
 صَلَّى عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَبِيبٌ مُجْتَبَى



رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غنا (دولت مندی) اسباب
 سامان کی زیادتی پر نہیں ہے بلکہ حقیقی غنا دل کی دولت مندی سے
 ہے (دل غنی ہونا پانہتے مال ہو یا نہ ہو)

تشریح : اور دل کی مالداری حاصل ہوتی ہے تعلق مع اللہ کی برکت سے
 جب بندہ خدا کا مقرب ہو جاتا ہے تو خالق کائنات کے قرب کی دولت
 کے سامنے تمام کائنات کی شان و شوکت اسے بے قدر اور بیچ دکھائی
 دیتی ہے جس طرح ستاروں کی روشنی اور ان کی کثرت ایک آفتاب عالم
 کے سامنے کالعدم ہو جاتی ہے۔



- ۱ چوں سلطان عزت علم برکشد
 جہاں سر بجیب عدم درکشد
- ۲ اگر آفتاب است یک ذرہ نیست
 وگرفت دریاست یک قطرہ نیست

ترجمہ : ۱ جب وہ سلطان عزت یعنی حق سبحانہ تعالیٰ اپنی جلالت
 شان کے ساتھ عارف کے قلب میں تجلیات قرب عطا کرتے ہیں تو عارف
 کو معیت خاصۃ اللہ کے انوار کے سامنے تمام جہاں کالعدم معلوم ہوتا ہے
 اور بزبان حال وہ کہہ اٹھتا ہے۔

یہ کون آیا کہ جیبی پڑ گئی کو شمع محفل کی
 پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چکا پیاں کی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ أَعْلَمُ الْبَاطِنِ

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آتے

ترجمہ: اگر آفتاب روشن ہے تو اس کے سامنے ایک نرۃ روشن
بے قدر ہے اور اگر ہفت دریا موجود ہے تو اس کے سامنے ایک قطرہ کیا
حقیقت رکھتا ہے اور بندہ خدا کا مقرب اس وقت ہوتا ہے جب اتباع
سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اختیار کرتا ہے اور یہ توفیق عادتاً اہل اللہ
اور مشائخ و مقبولان بارگاہ حق کی صحبت طویلہ کے فیضان سے نصیب ہوا
کرتی ہے۔

اُن سے ملنے کی ہے یہی راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
اکبر

صاحبِ مظاہر حق نے لکھا ہے کہ جو شخص قانع اور رضی ہے بقدر ضرورت
پر وہ غنی ہے اس سے جو حرص ہے اور زیادہ طلبی کے لیے بے سکون ہے جیسا
کہ کہا گیا ہے۔ تو نگر ہی بدلی ست نہ بمال اور بزرگی بعقل ست نہ بسال۔ ترجمہ
تو نگر ہی دل سے ہے یعنی دل عالی ہمت اور عالی حوصلہ ہو تو وہ غنی ہے نہ کہ مال



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْأَمْنِيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

(۱۰۰) سالانہ سیدنا محمدی شہ

سے کوئی غنی ہوتا ہے اور بزرگی عقل سے ہوتی ہے نہ عمر کی زیادتی سے۔
 اور بعضوں نے کہا کہ کمالات علمیہ و عملیہ سے نفس انسان کا غنی ہوتا ہے
 انبیاء اور اولیاء اور صلحا کا ترکہ علم ہے اور فرعون قارون ہامان اور فجار کا ورثہ

مال ہے۔ نظم لے

أَرْضَيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَابِرِ فِيْنَا
 لَنَا عِلْمٌ وَوِلْدَانٌ عَدَاءُ مَا لَنَا
 فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنَى عَنْ قَرِيبٍ
 وَإِنَّ الْعِلْمَ يَبْقَى لَا يَزَالُ

ترجمہ ہم حق تعالیٰ کی اس تقسیم پر رضی ہیں کہ ہم کو علم دین عطا ہو اور
 دشمنوں کو مال پس تحقیق کہ مال عنقریب فنا ہونے والا ہے اور علم دین کی دولت
 ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

لے مرقات ص ۲۴ ج ۹



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ
 خَبِيرٌ بِمَجْهَدِهِمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 انتخابات کتاب الرِّفَاقِ
 مشکوٰۃ شریف
 فضیل دوم

۱۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْخُذْ عَنِّي هُوَ لَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَكَ تَكُنْ أَعْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنُ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمَيِّتُ الْقَلْبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا

۱۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ ص ۴۱۵، ۲ ج، ۲، رقم حدیث (۸۱۱۵)

ترمذی ابواب الزہد ص ۵۶، ۲ ج



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
 مُحَمَّدٍ - (نقلی، مکتبہ اہل سنت، لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کون ہے جو مجھ سے ان احکام کو لے جائے اور ان پر عمل کرے یا اس شخص کو سکھاتے جو اس پر عمل کرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح پانچ باتیں گنوائیں یعنی فرمایا :

۱۔ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچا جن کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اگر تو ان سے بچے گا تو تیرا شمار بہترین عبادت گزار لوگوں میں ہوگا۔

۲۔ جو چیز خدا نے تیری قسمت میں لکھ دی ہے اس پر رضی اور شاکر رہ اگر تو ایسا کرے گا تو دنیا کے غنی ترین لوگوں میں تیرا شمار ہوگا۔

۳۔ اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کر اگر تو ایسا کرے گا تو مومن کامل ہوگا۔
۴۔ جو چیز تو اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسروں کے لیے بھی پسند کر اگر ایسا کرے گا تو کامل مسلمان ہوگا۔

۵۔ اور زیادہ نہ ہنس اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے (محمد ترمذی) تشریح: حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے جن اعمال کو ہمارے

اوپر حرام فرمایا ہے ان سے احتیاط کرنے والا بہترین عبادت گزاروں میں شمار ہوگا۔ اس سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو نوافل اور تسبیحات اور

ذمات کا تو اہتمام کرتے ہیں مگر گھروں میں تصاویر لگانے اور پانچمے ٹخنے نیچے کرنے اور دائرہ کٹانے یا منڈانے سے احتیاط نہیں کرتے اور اسی طرح

بھوٹ، غیبت، بدگواہی، رشوت، تکبر وغیرہ، محرمات سے نہیں بچتے

الْقَبِيلَاتِ

حَمَلَاتِ عَمْرٍوَالنَّارِ

هَادٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

الشَّجِيَّاتِ بِلُؤِ وَالضَّلَوَاتِ
وَالظَّنْبَاتِ. اَسْلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

محارم سے مراد نافرمانی کرنا حکم شرعی کی اور ترک کرنا اعمالِ ضروریہ کا۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ قضا نمازوں کو ادا نہیں کرتے اور نوافل اور وظیفوں میں بہت مشغول نظر آتے ہیں اور فقرا کو خوب خیرات کرتے ہیں اور خوب مساجد میں چندہ دیتے ہیں۔ نفل کی تو فکر اور فرض سے غفلت کس درجہ نادانی ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم بے عمل کو بھی امر بالمعروف جائز ہے (منظاہر حق ص ۶۸۳-۶۸۴ ج ۲)

۱۶ / وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلاً صَدْرَكَ غِنًى وَآسَدُ فُقْرَكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَائِكَةٌ يَدُكَ شُغْلًا وَلَمْ آسَدْ فُقْرَكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ ۱۰

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے آدم کے بیٹے میری عبادت کے لیے تو اپنے دل کو چھی طرح مطمئن اور فارغ کر لے میں تیرے دل میں غنی (بے پروائی) بھر دوں گا اور فقر و احتیاج کے سوراخوں کو بند کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو (دنیا کے) مشاغل سے بھر دوں گا اور تیرے فقر و افلاس کے سوراخوں

۱۰ مسند احمد ص ۳۷۵، ج ۲ رقم حدیث (۸۷۱۷)

ابن ماجہ: بابُ الْهَكْرِ بِالْذُّنْيَا ص ۳۱۲



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

کو بھی بندہ کروں گا۔ (احمد- ابن ماجہ)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دنیا میں چین اور آرام اور سکون والی زندگی اسی وقت مل سکتی ہے جب بندہ اپنے مولیٰ کی عبادت کے لیے وقت کو فارغ کرے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو دنیا کی ہوس اور فکر سے ہر وقت اس کی زندگی تلخ رہے گی اور ملے گا اتنا ہی جتنا قسمت میں ہے۔

۱۷۱ ر وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَتِهِ وَاجْتِهَادِهِ وَذُكِرَ آخِرُ بَرِيْعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (: أَبْوَابِ صِفَةِ الْقِيَمَةِ ص ۷۸ ، ۲۳۷)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے عبادت اور اطاعتِ الہی میں کوشش کا ذکر کیا ایک شخص نے پرہیزگاری کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو اس کو (یعنی عبادت اور اطاعت میں کوشش کرنا) پرہیزگاری کے مساوی نہ ٹھہرا (یعنی پرہیزگاری بڑی چیز ہے) (ترمذی)

تشریح: تقویٰ کے ساتھ تھوڑی عبادت سے بھی بڑی برکت ہوتی ہے اور کثرتِ عبادت کے ساتھ گناہوں کی بھی عادت سے بڑی بچ بکتی رہتی ہے اسی لیے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک گناہ کی عادت کو ترک کر دینا لاکھوں تہجد کی نمازوں سے افضل ہے۔

الْعِبَادَاتُ

حَمْدُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

مَهْلِكٌ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ خَبِيرٌ
بِمُجْتَمَعِهِمْ

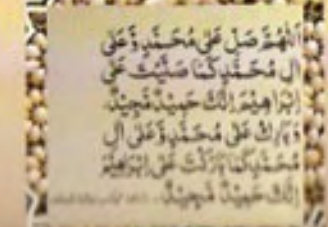
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہمارے اولیاء وہی ہیں جو متقی ہیں گناہوں کی عادت اور اصرار کے ساتھ کوئی شخص صاحبِ نسبت (یعنی ولی اللہ) نہیں ہو سکتا۔ ولایت اور فسق میں تضاد ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کے لیے ایمان کے ساتھ تقویٰ کا حصول بھی ضروری ہے جو عبادۃ متقین کا ملین کی صحبت کے فیضان سے حاصل ہوا کرتا ہے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر
 نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
 دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
 (اکبر الہ آبادی)

۱۸۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جُلِدَ وَهُوَ يَعْظُمُهُ اِغْتَلَمَ خُمْسًا قَبْلَ خُمْسٍ شَبَابِكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتِكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَقِرَاعَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا ۱۱

ترجمہ: حضرت عمرو بن اودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

۱۱۔ بیہقی فی شعبِ الإیمان ص ۲۶۳، ج ۷، رقم: (۱۰۲۳۸)
 والترمذی بمسألة مشکوة، کتاب الرقاق ص ۳۳۱، ج ۲



کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا
پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت شمار کرو۔

۱ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔

۲ بیماری سے پہلے صحت کو۔

۳ افلاس سے پہلے خوش حالی کو۔

۴ مشاغل سے پہلے فراغت کو۔

۵ موت سے پہلے زندگی کو۔ (ترمذی)

تشریح : غنیمت شمار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو لہو و لعب اور فضول

غیر مفید کاموں میں ضائع نہ کیا جاوے یعنی اپنی جوانی صحت، خوش حالی۔

فراغ اور زندگی کی نعمت کو قبل اس کے کہ بڑھاپا۔ بیماری۔ افلاس۔ مشاغل۔

موت ان نعمتوں کو ہم سے چھین لیں ان لمحات میں اعمالِ صالحہ سے آخرت

کا ذخیرہ کر لیا جاوے۔ ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں عبادت کو بھی دل چاہے گا

تو جوانی جیسی طاقت کہاں سے لائے گا اسی طرح اگرچہ بیماری میں زیادہ

خدا یاد آتا ہے لیکن عبادت کی طاقت نہیں رہتی۔ دل کی حسرت دل میں

بے گی۔ اسی طرح افلاس میں دل تو معاش کی فکر میں مبتلا رہے گا۔ خدا کی

عبادت کی فرصت کو دل ترسے گا۔ اسی طرح مشاغل سے پہلے فراغ

التَّوَلَّى

حلالہ عمولہ

مباح

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اور موت سے پہلے زندگی کی نعمت کو قیاس کر لیا جاوے۔

۱۹ / وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا
يَنْتَظِرُ أَحَدُكُمْ إِلَّا غِنًى مُطْعِغِيًّا أَوْ فَقْرًا مُنْسِيًّا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا
أَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوْ الدَّجَالَ فَالِدَّ جَالٍ شَرُّ
غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوْ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ أَذْهَلِي وَأَمْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ لَهٗ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص دولت مند ہی اور
تو نگری کا انتظار کرتا رہتا ہے جو گنہ گار کرنے والی ہے یا افلاس کا انتظار
کرتا رہتا ہے جو خدا کو مجلا دینے والا ہے (دولت کی قدر نہ کر کے اس کو
ضائع کر دینا گویا افلاس کا انتظار کرتا ہے) یا بیماری کا انتظار کرتا ہے (یعنی
صحت کی قدر نہ کرنے کے سبب) جو بدن کو خراب و تباہ کر دینے والی ہے
یا بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے جو بدحواس و بے عقل بنا دیتا ہے یا موت کا
انتظار کرتا رہتا ہے جو ناگہاں اور جلد آنے والی ہے یا دجال کا انتظار کرتا ہے
جو بُرا غائب ہے اور جس کا انتظار کرتا رہتا ہے یا قیامت کا انتظار کرتا

لہ۔ ترمذی: باب مَا جَاءَ فِي الْمَبَادِرَةِ بِالْعَمَلِ ص ۵۶ - ۵۷ ج ۲، والنسائي
بحواله مشكوة كتاب الرقاق ص ۲۴۱ ج ۲، والبيهقي في شعب الایمان
ص ۳۵۷ ج ۲، رقم (۱۰۵۷۲) والمحاکم في المستدرک ۳/ ۳۲۰ - ۳۲۱
وشرح السنة ص ۲۷۷ ج ۲، رقم (۸۳۹۱۷)



أَنَّهُمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
سَمِيعٌ عَلِيمٌ



ہے جو سخت ترین اور تلخ ترین حوادث میں سے ہے۔ (ترمذی و نسائی)
 تشریح: یعنی اس انتظار اور آج کل کے وعدوں میں انسان آخرت کی
 تیاری سے غافل رہتا ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ اور طاعات کے لیے سکون اور طہینان کا
 انتظار نہ کرو۔ جس حالت میں بھی ہو فوراً خدا کی یاد میں لگ جاؤ کہ یاد خدا
 ہی سے نو طہینان نصیب ہوگا اور تم یاد خدا کو طہینان کے انتظار میں موقوف
 کیے جوتے ہو۔ یہ کس درجہ نادانی ہے۔ ذکر ہر حالت میں مفید ہے خواہ
 تشویش قلب کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔



گفت قطب شیخ گنگوہی رشید
 ذکر را یابی بہ ہر حالت مفید

ترجمہ: یہ احقر کی مثنوی کا شعر ہے مطلب یہ ہے کہ مولانا رشید گنگوہی
 رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ہے کہ ذکر کو خواہ سکون میں ہو یا بے سکون ہر حالت
 میں مفید پاؤ گے۔



حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 ماضی و مستقبل پر وہ خداست

یعنی سالک کو ماضی کا غم اور مستقبل کا اندیشہ اصلاح حال سے محروم کر
 دیتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں
 کہ نہی کے گناہوں سے ایک ل سے تو بہ کر کے پھر بار بار اسی کی یاد میں نہ لگا

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی
 رَسُوْلِ اللّٰهِ

ہے۔ بندہ خدا کی یاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ گناہوں کی یاد کے لیے
 اسی طرح مستقبل کا اندیشہ کہ جب پھر گناہ ہو جائے گا تو اس تو بے فائدہ ہی
 کیا۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں حجاب ہیں۔ آئندہ کے لیے صرف
 پختہ ارادہ گناہ نہ کرنے کا کافی ہے اور اگر ہو گیا تو پھر تو بے سے اس کی تلافی کا
 راستہ ہے خلاصہ یہ کہ آئندہ کا انتظار کہ کیا ہو گا نہ چاہتے جس حالت میں سانس
 لے رہا ہے اس سانس کو اعمالِ صالحہ میں لگائے اور گناہوں سے بچائے
 حال کو درست رکھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے۔

نیست فردا گفتن از شرط طریق

اعمال کو کل پر ٹالنا خلاف طریق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ
 کے اصول کے خلاف ہے۔ اس حدیث شریف میں اسی بیماری کا علاج
 ارشاد فرمایا گیا ہے کہ بعض لوگ مفلس ہیں وہ مالدار ہی کے انتظار میں اعمال
 آخرت کی طرف اپنے کو مشغول نہیں کرتے اور جو مالدار ہیں وہ افلاس کے
 انتظار میں ہیں یعنی دولت کو گناہوں یا فضول کاموں میں اڑا رہے ہیں حالانکہ
 اس دولت سے ذخیرہ آخرت کر سکتے تھے اسی طرح صحت کو نافرمانیوں یا
 غفلتوں میں ضائع کرتے ہیں گویا بیماری کا انتظار کر رہے ہیں آخرت کے
 اعمال کے لیے۔ اسی طرح جوانی کو رائیگاں کر رہے ہیں بڑھاپے کے
 انتظار میں اور زندگی کو ضائع کر رہے ہیں موت کے انتظار میں اور باقی مضمون
 کو اس تشریح پر قیاس کر لیا جاوے۔ انتظار کرنے کا عنوان ڈانٹ اور



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
 إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ



تشبیہ کے لیے ہے غفلت کا پردہ چاک ہو۔

۲۰۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنَّ
الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَّا فِيهَا إِلَّا ذَكَرَ اللَّهُ وَمَا وَالَاهُ وَ
عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ • رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ لَهُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار دنیا ملعون ہے
اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے مگر ذکرِ الہی اور وہ اعمال جن کو
اللہ پسند کرتا ہے اور علمِ دین کے عالم اور علم سیکھنے والے۔

تشریح: لعنت کا مفہوم اور معنی اصطلاحِ شرع میں اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے دُوری کے ہیں پس "دنیا ملعون ہے" کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا اللہ تعالیٰ
کی رحمت سے دور ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے دور ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور جو چیزیں ذکر سے قریب کرنے والی
ہیں۔ مثلاً ذکر کرنا انبیاء اور اولیاء اور صلحاء اور اعمالِ صالحہ اور دُنیا کی
بے شباتی وغیرہ کا اور بقدرِ ضرورت معاش کے حاصل کرنے میں مصروف
ہونا اسی طرح دین سیکھنے والے اور سکھانے والے بھی مستثنیٰ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ
ذکرِ حق اور مقدماتِ ذکرِ حق مستثنیٰ ہیں۔ (مرقات ص ۳۱ ج ۹)

۲۰۔ ترمذی: بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ ص ۵۸ ج ۲
ابن ماجه: بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا ص ۳۱۲

الْعَلَمُ

عَلَمٌ

بِنَاءِ

صَلَّى

الْقِيَامَاتِ الصَّلَوَاتِ لَهُ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَفْهَامُ السُّبْحِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

۲۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَأْسُومَةٍ كَافِرًا مِنْهَا شَرِبَةٌ -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ - تَرْمِذِي - ابْنُ مَاجَةَ)

ترجمہ: حضرت سعد بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر دنیا اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

تشریح: چونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر تھی اس لیے کفار اور فجار کو دنیا خوب دیتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَإِخْرَجْنَا مِنْكُمْ كُلَّ كَاذِبٍ فَاسْقًا لِيُكْفَرُوا بِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ لَشَدِيدٌ أَلَمْ تَرَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا عَلَىٰ دِينٍ وَكُنَّا نُوحِي إِيَّاهُمْ أَنْ يَتَّخِذُوا مِنِّي ظُلُمًا فَاكِرًا لِيُنشِئُوا لِيَّ دِينًا غَيْرًا مُعْتَدًّا وَأَن يَتَّخِذُوا مِنِّي ظُلُمًا فَاكِرًا لِيُنشِئُوا لِيَّ دِينًا غَيْرًا مُعْتَدًّا وَأَن يَتَّخِذُوا مِنِّي ظُلُمًا فَاكِرًا لِيُنشِئُوا لِيَّ دِينًا غَيْرًا مُعْتَدًّا

دنیا جب اس درجہ بے وقعت ہے پھر اس کے لیے اپنے مولیٰ اور مالک حق تعالیٰ کی شانہ کو ناراض کرنا کس درجہ نادانی ہوگی نیز اگر اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ڈھیل دینے کے لیے دنیا کی چند روزہ بہار دے دی ہے تو

۱۔ ترمذی: باب مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ ص ۵۸، ج ۲

ابن ماجہ: باب مَثَلِ الدُّنْيَا ص ۳۱۲ و احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۳۱، ج ۲

۲۔ سورة الزخرف پارہ ۲۵ آیت ۳۳



کافروں کی اس دُنیا کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا چاہیے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے **مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ** یہ دنیا جو کافروں کے پاس ہے چند روزہ بہار ہے پھر انجام کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ یہ دنیا جو کافروں کے پاس ہے وہ نعمت نہیں ہے بلکہ عذاب ہے **لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی دُنیا سے ان کی دنیاوی زندگی میں۔ اگر بادشاہ پچانسی کے ملزم کو ایک ماہ کے لیے مہلت دے اور اس مہلت کے زمانے میں خوب اس کو سامانِ عیش دیدے تو کیا کوئی عقل مند اس کے عیش پر لالچ کر سکتا ہے۔ بادشاہ ہارون رشید کے صاحبزادے نے جو انتہائی زاہدانہ زندگی کی حالت میں دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا یہ دو شعر اپنے رفیق ابو عامر بصری کو بطور وصیت کے سنائے تھے۔

يَا صَاحِبِي لَا تَغْتَرَّرْ بِتَنَعُّبِي
فَالْعُمُرُ يَنْقُذُ وَالتَّعِيمُ يَزُونُ
فَإِذَا حَمَلْتَنِي إِلَى الْقُبُورِ جَنَازَةً
فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُولٌ

ترجمہ: اے ساتھی دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ عمر ایک دن ختم

۱۔ - سورة آل عمران پارہ ۴ آیت ۱۹۷
۲۔ - سورة التوبة پارہ ۱۰ آیت ۵۵

الْفَيْضُ

حَوْلَ الْعَمْرِيَّةِ

رَسُولٌ

لِللَّهِ وَالنَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ وَالتَّسْلِيمِ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ

ہونے والی ہے اور تمہیں تم سے ختم یا جدا ہونے والی ہیں۔
 اور جب تم کسی جنازہ کو قبرستان لے جا رہے ہو تو یقین کر لینا کہ تم
 آج اٹھانے والے ہو اور کل تم اٹھائے جاؤ گے۔

نظیر اکبر آبادی کے دو شعر بھی عجیب عبرت ناک ہیں
 کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
 معطر بدن تھا مبیض کفن تھا
 جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھا
 نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

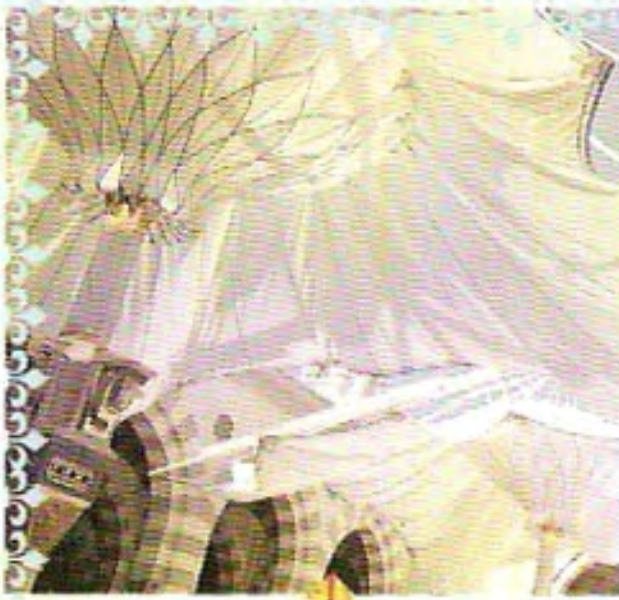
۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا -
 (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

ترجمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ضیعت کو اپنے لیے ضروری
 لازم نہ جانو کہ وہ دنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جاتے۔
 تَشْرِيحُ ضَيْعَتِ بِالْفَتْحِ حِرْفَةُ الرَّجُلِ وَصِنَاعَتُهُ دَامِي

۱۔ ترمذی: بَابُ مَا جَاءَ فِي هَمِّ الدُّنْيَا وَحُبِّهَا ص ۵۹ ج ۲
 بیہقی ص ۳۰۴ ج ۲، رقم (۱۰۳۹۱) شرح السنہ ص ۲۸۵ ج ۲
 رقم (۳۹۳۰)



الْمَجِيَّاتِ الطَّيِّبَاتِ وَالصَّلَوَاتِ
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
 أَيُّهَا الْمَكِّيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ.

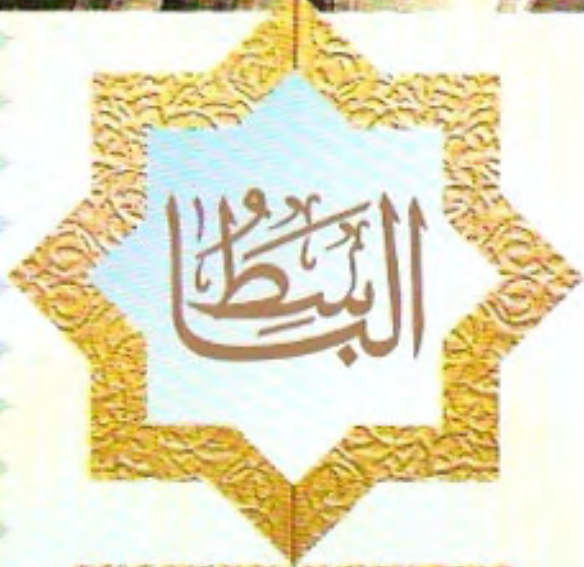


کا پیشہ اور صنعت) اور باغ و کھیتی اور گاؤں - مراد جا تیار دے مے مطلب
یہ ہے کہ جا تیار خریدنے اور بنانے میں اتنا غلو اور انہماک نہ کرے جس
سے آخرت کی طرف سے غفلت اور بے پروائی پیدا ہونے لگے -
(لمعات شرح مشکوٰۃ) صاحب مظاہر حق نے یہ شعر لکھا ہے -

گرت مال و جاہست زرع و تجارت
چوں دل با خدا بست خلوت نشینی

ترجمہ اگر جاہ اور مال اور کھیتی اور تجارت کے ہوتے ہوئے دل اللہ
کے ساتھ ہے تو یہ شخص خلوت نشین اور با خدا ہے اور اس کی یہ دنیا اس کی
آخرت کے لیے مضر نہیں ہے - رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا
بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۗ ۙ الْآيَةِ ۗ اللَّهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ مردانِ خدا وہ
ہیں جن کو بڑی سے بڑی تجارت اور نہ چھوٹی تجارت اللہ کی یاد سے غافل نہیں
کرتی ہے آخرت کے ہولناک مناظر کے خوف سے -

۲۳ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَا لَا أَضَرَ بِأَخْرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ أَخْرَتَهُ
أَضَرَ بِدُنْيَا لَا فَاتِرُ وَأَمَّا يَبْقَى عَلَيَّ مَا يَفْنَى رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ



جَلَّالٌ عَزِيزٌ ذُو جَلَالٍ
عَبْدُ اللَّهِ



أَذْهَبَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ - (بخاری صحیح)

الْبَيْهَقِيُّ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ

ترجمہ حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے (اس قدر محبوب رکھنا کہ اللہ کی محبت پر غالب آجاتے) وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرر پہنچاتا ہے پس تم اس چیز کو اختیار کرو جو باقی رہنے والی ہے اور فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دو۔

تشریح ہر عاقل دنیا اور آخرت کی فکر اور تیاری اور محنت دونوں مقامات میں رہنے کے زمانے میں غور کر کے توازن قائم کر سکتا ہے کہ کہاں کتنا رہنا ہے۔ دنیا کی محبت مطلق مذموم نہیں بلکہ اس شرط سے دنیا کی محبت بُری ہے کہ وہ آخرت پر غالب آجاتے۔ مثنوی شریف میں دنیا اور آخرت کے امتزاج کو اس طرح سمجھایا گیا ہے۔

آب اندر زیر کشتی پستی ست

آب در کشتی ہلاک کشتی ست (رومی)

ترجمہ اگر پانی کشتی کے نیچے رہے تو کشتی کے چلنے کا وہی ذریعہ بھی ہوتا ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جاوے تو اس کو ڈبوئے گا بھی

۱۔ مسند احمد ص ۵۰۴، ج ۲، رقم: (۱۹۲۰) بیہقی ص ۲۸۸ ج ۷

دقم (۱۰۳۲۷) شرح السنہ ص ۲۸۶ - ۲۸۷، ج ۷، رقم (۳۹۳۳)



وَسَلَّمَ عَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ الْأَمْيَنَ

وہی ذریعہ بنتا ہے۔ پس دنیا اگر آخرت کی کشتی کے نیچے رہے تو وہی دنیا دین کی مددگار بن جاتی ہے اور اگر دنیا کی محبت دل کے اندر گھس جاوے (یعنی آخرت کی کشتی کے اندر) تو آخرت کو تباہ کر دیتی ہے۔

۲۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَيْن عَبْدُ الدِّينَارِ وَلِعَيْن عَبْدُ الدَّرْهَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۙ
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کی گتھی درہم و دینار کے بندہ پر۔

تشریح: درہم اور دینار کے بندہ پر لعنت سے مراد یہ ہے کہ بندہ مال و زر دولت سمیٹنے کی خاطر نماز، روزہ اور جملہ اعمال خیر سے غفلت اور حلال و حرام کی پروا نہ کرنے کے سبب حق تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر تقویٰ کے ساتھ دولت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کَمَا هُوَ فِي التَّحْدِيثِ بِرِوَايَةِ أَحْمَدَ لَأَبَاسٍ بِالْفِعْلِ لِمَنِ اتَّقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ۙ مَالِدَارِي مُضْرَبِينَ هُنَّ لِيَعْرِفُوا أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَعَى دَرْتَاهُ - اس سے معلوم ہوا کہ جاہل صوفیاء جو متقی مالداروں کو بھی دنیا دار سمجھتے ہیں اور ان کو کسبِ معاش سے روکتے ہیں سخت غلطی پر ہیں حضرت خواجہ

۱۔ قرمذی: ابواب الزُّهْدِ ص ۶۲، ج ۲

۲۔ اس حدیث کی تخریج ص ۱۱ پر ہو گئی ہے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِهِ وَارْحَمِهِمْ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
وَعَلَى آلِهِمْ
وَارْحَمِهِمْ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



عزیز احسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ۷

کسبِ دُنیا تو کر ہو س کم کر کی
اس پہ تو دین کو مہتمم کر

۲۵، وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذُنْبَانِ جَاءَتَانِ أُرْسِلَانِي غَنَمٍ بِأَفْسَادِ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِيَدِينِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالذَّارِمِيُّ ۷

ترجمہ: حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھڑیے جن کو کبریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرص جاہ و دولت پر دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

تشریح: انسان کو عزت اور مال کی لالچ اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے اور جس شخص کا بھی دین تباہ ہوا ہے اگر اس کی تحقیق کی جاوے تو یہی دو سبب نکلیں گے۔ عزت اور مال کی لالچ ہی کا سبب عزت کی حرص تھی حُب جاہ نے سجدہ آدم علیہ السلام سے اس کو روک دیا اور شیطان ہو گیا۔ قارون کو

السلام

جلالہ عظیمہ والہا

تہامی

صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَا نَعْمَدُ



اس کے حرص مال نے گمراہ کیا ان دونوں بیماریوں کا علاج بزرگان دین کی خدمت میں حاضری اور ان سے اپنے حالات کی اطلاع کر کے ان کے ارشادات اور ہدایات پر کچھ مدت تک عمل کرنا ہے اور جو شخص شریعت کا پابند نہ ہو اور سنت کی اتباع نہ کرتا ہو اس کو بزرگ سمجھنا بھی گمراہی اور گناہ ہے۔

الطَّلَع

۲۶۔ وَعَنْ خُتَّابٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِنْ نَفَقَةٍ إِلَّا أُجِرَ فِيهَا إِلَّا نَفَقَتَهُ فِي هَذَا التُّرَابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

جَلالہ غمراہی

ترجمہ: حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مسلمان جو کچھ اپنی زندگی کو قائم رکھنے پر خرچ کرتا ہے اس کو اس کا ثواب دیا جاتا ہے مگر اس خرچ پر جو اس مٹی میں کیا جائے (یعنی بلا ضرورت و حاجت مکان بنانے میں کوئی ثواب نہیں ملتا)

تھاوی

تشریح: رہائش کی ضرورت یا کرایہ کی آمدنی کے لیے جو تعمیر کی جاتی ہے سب پر ثواب ملتا ہے البتہ بدون ضرورت محض شان دکھانے اور لوگوں پر فخر جتانے کے لیے جو تعمیر کی جاتی ہے وہ ناجائز ہے اور مسجد اور

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ عَظِيمُ الْمُجِيبَاتِ

۱۔ ترمذی: ابواب صفة القيمة ص ۴۵، ۲۵۰ ابن ماجه:

باب في البناء والخراب ص ۳۱

دینی مدرسہ کی عمارت بنانا مستحسن اور مستحب ہے۔

۲۷۷ / وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مصارف (زندگی، راہِ خدا میں) خرچ کرنے کے برابر، ہیں مگر مکانوں اور عمارتوں پر (جو بلا ضرورت و حاجت بنائی جاتیں) خرچ کرنا کہ اس میں کوئی نیکی اور ثواب نہیں ہے۔
تشریح: چونکہ مکان بناتے وقت اکثر ضرورت کے درجہ پر صبر نہیں ہوتا آدمی فخر اور جاک کے لیے ضرورت سے زائد بنا ڈالتا ہے اس لیے اس اسراف پر یہ تشبیہ فرمائی گئی ہے۔

۲۸ / وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَنَحْنُ مَعَهُ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ مَا هَذِهِ قَالَ أَصْحَابُهُ هَذِهِ لِفُلَانِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِي نَفْسِهِ حَتَّى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذَلِكَ مِرَارًا حَتَّى عَرِفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى أَصْحَابِهِ وَ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
مُحَمَّدًا كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَأَرْكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا أَرْكَتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
يَا أَعْلَمُ إِنَّكَ خَبِيرٌ



قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُنْكِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا
خَرَجَ فَرَأَى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى قُبَّتِهِ فَهَدَّ مَرَهَا حَتَّى
سَوَّاهَا بِالْأَرْضِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلْتَ الْقُبَّةُ قَالُوا شَكِيَ إِلَيْنَا
صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ فَأَخْبَرْنَاكَ فَهَدَّ مَرَهَا فَقَالَ أَمَا إِنَّ
كُلَّ بِنَاءٍ وَقَالَ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا يَعْنِي إِلَّا مَا لَا بُدَّ مِنْهُ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - (: بَابُ فِي الْبِنَاءِ ص ٣٥٥ ج ٢)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
مُسْتَجِيبُ الدُّعَاءِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے آپ نے
ایک مقام پر ایک بلند قبۃ دیکھا اور (تحقیر کے لہجہ میں) فرمایا کیا ہے یہ
گنبد۔ صحابہ نے عرض کیا یہ فلاں انصاری نے بنایا ہے آپ (یہ سن
کر) خاموش رہے اور بات کو دل میں مخفی رکھا یہاں تک کہ گنبد بنانے
والا آگیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے اس
کی طرف سے منہ پھیر لیا کئی مرتبہ ایسا ہوا (یعنی اس نے سلام کیا اور آپ
نے منہ پھیر لیا) یہاں تک کہ اس شخص نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار
محسوس کیے اور آپ کے منہ پھیر لینے سے آپ کی نفرت کو معلوم کر
لیا اس نے صحابہ سے شکایت کی اور کہا خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو اپنے آپ سے غضب میں پاتا ہوں صحابہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم ادھر تشریف لائے اور تیرے قبۃ کو دیکھ کر غضب ناک ہو گئے وہ شخص
 قبۃ کی طرف گیا اور اس کو گرا دیا یہاں تک کہ زمین کے برابر کر دیا پھر اس
 واقعہ کے بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر ادھر تشریف
 لے گئے اور قبۃ کو نہ پا کر فرمایا وہ گنبد کیا ہوا صحابہؓ نے عرض کیا قبۃ بنانے
 والے نے ہم سے آپ کی نصرت کی شکایت کی ہم نے اس کو واقعہ سے
 آگاہ کر دیا پس اس نے قبۃ کو ڈھا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا خیر دار! ہر
 عمارت اس کے بنانے والے پر وبال ہے (یعنی موجب عذاب ہے)
 مگر وہ عمارت جس سے چارہ نہ ہو (یعنی جس کے بغیر زندگی گزارنی ممکن نہ ہو)
 تشریح: محض تفاخر اور معیشت کے لیے عمارت بنانا جو ضرورت سے
 زائد ہو آخرت کے لیے وبال ہے۔ یہاں جس قبۃ کا ذکر ہے وہ دراصل
 ضروریات زندگی سے زائد تھا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے
 اصحاب کے لیے ایسے امور کو کب پسند فرما سکتے تھے جو ان کی بندنی
 مرتبت فی الدین کے منافی ہوں آخرت کے لیے جو عمارتیں بنائی جائیں
 مثلاً مساجد، مدارس دینیہ وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں (مظاہر حق)

۲۹۔ وَعَنْ ابْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَثْبَةَ قَالَ عَهَدَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ
 وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ زَوْا لَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
 اٰلِ اِيْمَانٍ

وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي بَعْضِ نُسُخِ الْمَصَابِيحِ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ
بْنِ عَتْبَةَ بِاللِّدَالِ بَدَلِ النَّاءِ وَهُوَ تَصْحِيفٌ ۚ

ترجمہ: حضرت ابی ہاشم بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ حج کو وصیت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام
اموال دنیا میں سے تیرے لیے ایک خادم اور خدا کی راہ میں سوار ہونے
کے لیے ایک سواری کافی ہے اور صابج کے بعض نسخوں میں "عتبہ دال
کے ساتھ ہے تصحیف ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے کس درجہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں کے حقوق کی رعایت بیان فرمائی
ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْنَا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

یعنی خادم اور سواری کی گنجائش اور اجازت دے دی گئی تاکہ
جماد یا حج یا طلب علم کے لیے سفر کرنا آسان ہو اور مراد بقدر ضرورت پر
قناعت کرنے کی تعلیم ہے۔

۳۰ وَعَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَهُ مَسْنَدُ أَحْمَدَ ص ۵۴۱ ج ۳ رقم (۱۵۶۰) ، ترمذی : بَابُ مَا جَعَلَ فِي
هَيْمِ الدُّنْيَا وَحَيْثُهَا ص ۵۸ ج ۲ - نسائی : اِتِّخَاذُ الْعَادِمِ وَالْمُرَكَّبِ
ص ۳۱ ج ۲ ابن ماجه : بَابُ الرَّهْدِ فِي الدُّنْيَا ص ۳۱۲ -

الْمَلَأَتْ

حَمَلًا

الْبَطْحِي

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْفَعَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ
وَأَوْلَادِهِمْ وَأَهْلِ بَيْتِهِمْ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مُجِيدٌ

لَيْسَ لِابْنِ أَدْمَرَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذَا الْخِصَالِ بَيْتٍ يَسْكُنُهُ
وَتُوبٍ يُؤَارِي بِهِ عَوْرَتَهُ وَجِلْفِ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ - رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ - (ترمذی: بَابُ مَلْجَأٍ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا ص ۵۹، ج ۲)

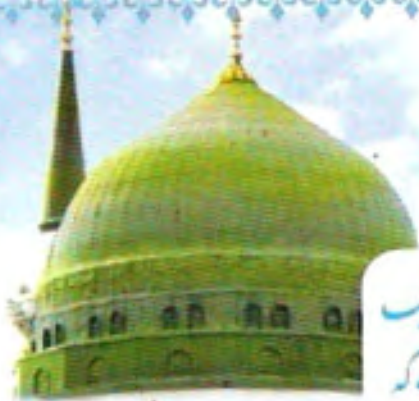
ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان چیزوں کے سوا آدم کے بیٹے کا کسی چیز پر
کوئی حق نہیں ہے۔ ۱۔ بھنے کے لیے گھر۔ ۲۔ تن ڈھانکنے کو کپڑا۔
۳۔ خشک روٹی۔ ۴۔ اور پانی۔

تشریح: مرثاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ جو شخص مذکورہ حلال نعمتوں پر
اکتفا کرے گا۔ اس سے قیامت کے دن حساب ان کے متعلق نہ ہوگا۔
کیونکہ نفس کے حقوقِ ضروریہ سے ہیں اور جو ان کے علاوہ حظوظ اور لذتوں
کا سامان مہیا کرے گا ان کے متعلق سوال ہوگا اور ان کے شکر کا مطالبہ ہوگا
۳۱۴ رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا آتَانَا عَمَلْتَهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ
قَالَ ارْزُقْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ وَارْزُقْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ
يُحِبُّكَ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ لَهُ

۱۔ مرقات ص ۳۰، ج ۹ ۲۔ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ترمذی میں نہیں۔ مرقات
ص ۳۱، ج ۹ - ابن ماجہ: بَابُ الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا ص ۳۱، شرح السنۃ ص ۲۸۹
ج ۲، رقم (۳۹۳۲)



أَنْهَى صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
لَا نَبِيَّ وَآلٍ مَعَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتائیے کہ میں جب اس کو کروں تو خدا اور خدا کے بندے مجھ سے محبت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی طرف رغبت نہ کر خدا تجھ سے محبت کرے گا اور اس چیز کی خواہش نہ کر جو لوگوں کے پاس ہے یعنی جاہ و دولت۔ لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔



أَنَّهُ صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدًا وَعَلَى
أَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ كَمَا
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي آيَاتِهِ
مُتَبَعًا لِمَنْ تَبِعَ

تشریح: بزرگوں نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ کے راستے کا پہلا قدم زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی ہے۔ پس جس کو حق تعالیٰ شانہ اپنا بنا چاہتے ہیں اس کے دل کو دنیا سے اُچاٹ (بے رغبت) کر دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیا ترک کر دیتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیا اس کے گرد و پیش ہوتی ہے اس کے دل میں نہیں ہوتی۔ دل اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دیتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ ایمان نام ہے اللہ تعالیٰ کو دل دے دینا اور اسلام نام ہے اللہ تعالیٰ کو جسم دے دینا یعنی جسم کو احکام شرع کے تابع کر دینا اور جو اللہ تعالیٰ کا خاص ہو جاتا ہے وہ لوگوں کی جاہ اور دولت سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ جس کے سبب محبوب عند الخالق ہو جاتا ہے اور عند الخلق بھی۔ صاحبِ نظر ہر حق لکھتے ہیں کہ زہد کامل یہ ہے کہ دنیا پاس ہو اور پھر بھی اس کی طرف رغبت نہ کرے۔ حضرت

علامہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا یا زاہد۔ آپ نے فرمایا کہ میں زاہد نہیں ہوں زاہد تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ تھے کہ دنیا ان کے پاس چلی آتی تھی اور وہ دنیا کو منہ نہ لگاتے تھے اور ہم کس چیز میں بہ کریں گے

۳۲۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نَامَ عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَشْرَفَ فِي جَسَدِهِ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَبْسُطَ لَكَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَا لِي وَ
 لِلدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَاللُّدُنْيَا إِلَّا كَرَائِبٍ اسْتَنْظَلَتْ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ

رَاحَ وَتَرَكَهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ لَهُ
 تَرْجُمَهُ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوریتے پر سونے سو کر اٹھے تو آپ
 کے جسم پر پوریتے کے نشان تھے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ ہم کو حکم دے دیتے تو ہم آپ کے لیے
 فرش بچھا دیتے اور کپڑے بنا دیتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا مطلب۔ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ
 کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھائے اور
 پھر چل دے اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ جاتے۔



تشریح: مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں اگر "مانیفی" کے لیے ہے تو مفہوم یہ ہوگا کہ نہیں ہے مجھے اُلفت دُنیا سے اور نہ دُنیا کو مجھ سے کہ میں رغبت کروں دُنیا کی طرف یا جمع کروں دُنیا کو اور اگر "ما" استفہامیہ ہے تو مفہوم حدیث یہ ہوگا کہ وہ کیا ہے جس کے سبب میں دُنیا سے محبت اور اُلفت کروں یا دُنیا مجھ سے کرے کیوں کہ میں طالب الآخرة ہوں اور دُنیا آخرت کے لیے مثل سوتن کے ہے اور ضد ہے اس کی۔

۳۳۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ ^{رضي الله عنه} عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَغْبَطُ أَوْلِيَاءِي عِنْدِي لِمُؤْمِنٍ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حِظٍّ مِّنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَانًا فَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ نَقَدَ بِيَدِهِ فَقَالَ عَجَلْتُ مَبْنِيَّتَهُ قَلْتُ بَوَاكِيهِ قَلَّ تَرَاثُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ لَهُ۔

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۔ مرقات ص ۳۲، ج ۹ - ۲۔ مسند احمد ص ۳۱-۳۲، ج ۵، رقم (۲۲۲۵۹) ترمذی: باب ماجاء في الكفاف - ابن ماجه: باب من لا يؤبه له ص ۳۱۳ والصبر عليه ص ۴۰، ج ۲

البصير

حلالہ عموالہ

نصیر

صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک میرے دوستوں میں قابل رشک وہ مومن ہے جو نہایت سبک ہو دُنیا کے مال اور خیال سے اور خوش نصیب ہو نماز کے اعتبار سے یعنی اپنے پروردگار کی عبادت خوبی کے ساتھ کرتا ہو اور مخفی طریقہ پر طاعت الہی میں مشغول ہو۔ لوگوں میں گنہگار ہو اس کی طرف نگلیوں سے اشارہ نہ کیا جائے اس کی روزی صرف کفایت کے درجہ کی ہو وہ صابر اور قانع ہو۔ یہ فرما کر آپ نے چٹکی بجاتی اور پھر فرمایا جلدی کی گتی اس کی موت میں کم ہیں اس کی رونے والی عورتیں اور حقیر ہے میراث اس کی۔

تشریح: ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ سبکسار مردم سبکتر روند۔ ہلکے پھلکے آدمی جو سامان سفر زیادہ نہ رکھتے ہوں آسانی سفر ہلکے پھلکے طے کرتے ہیں۔ پس انسان دُنیا میں مسافر ہے جس قدر اسباب اور تعلقات کے بوجھ سے ہلکا ہوگا۔ آخرت کے اعمال کے لیے وقت فارغ ہو اور روح بھی آسانی سے نکلے گی اور نگلیوں سے اشارہ نہ کیا جانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے جاہ اور شہرت کا ارادہ نہ کرے اور نہ امتیازی شان بناتے اس کے باوجود اگر حق تعالیٰ شانہ جاہ اور شہرت عطا فرمادیں تو وہ مضرب نہیں بلکہ اشاعتِ دین میں معین ہے (از ملفوظاتِ حضرت حکیم الامت تھانویؒ)

۳۴۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ



أَشْيَاكَ بِلَهُ وَالصَّلَاةِ
وَالطَّيِّبَاتِ. أَلَسَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْبَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَا
لَكَ رَيْتَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مَعَهُ وَرَسُولُهُ

وَيَحْمَدُكَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ
(مسلم ص ۳۳۲، ج ۲ باب إذا أثنى على الصالح فيهِ بُشْرَى
وَلَا تَضُرُّكَ

ترجمہ: مسلم شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو نیک کام کرتا ہے اور اس پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ اس کی وجہ سے اس کو دوست رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ یومن کو بھلا کرنے والی بشارت ہے (مسلم)

۳۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَيَّ رِبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَشْبَهُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(مسند احمد ص ۳۰۰، ج ۵ رقم (۲۲۲۵۲)، ترمذی: باب مَا جَاءَ فِي الْكُفَافِ وَالصَّيْرِ عَلَيْهِ ص ۶۰، ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالیٰ نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگے یزوں کو سونا بنا دے میں نے عرض کیا نہیں اے پروردگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک وزنی ٹھیک بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں جب میں بھوکا ہوں تو تیری طرف

الحكمة

حلال منقولہ

بوفی

صلى الله عليه وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

عاجزی و نذری کروں اور تہجد کو یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیری
تعریف اور تیرا شکر کروں۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اُمت کے لیے فقر اور قناعت کی
تعلیم ہے اور یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ فقر افضل ہے غنا سے۔

(مظاہر حق ۶۹۷-۶۹۸ ج ۴)

۳۶۶ رَوَعْنُ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ مِحْصَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ أَمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافٍ
فِي جَسَدِهِ عِنْدَ قُوْتِ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حَيَّرْتَ لَهُ الدُّنْيَا
بِحَدِّ إِفْرِهَارٍ وَآةِ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ غَرِيبٌ -
(بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا ص ۶۰ ج ۲)

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اپنی
جان کی طرف سے بے خوف ہو بدن درست ہو یعنی صحت چھی ہو
ایک دن کھانے کا سامان اس کے پاس ہو تو گویا اس کے لیے دنیا کی نعمتیں
جمع کر دی گئی ہیں اور ساری دنیا اس کو دے دی گئی ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مذکورہ نعمتوں کے ہوتے ہوئے خدائے تعالیٰ
کا شکر بجالائے اور طاعت میں لگا رہے۔

۳۷ رَوَعْنِ الْبِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرَبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ



صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مَلَأَ أَدْمِيُّ وَعَاءٌ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ
 يُحْسِبُ ابْنُ آدَمَ أَكْلَاتُ يُقِمْنَ صَلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مُحَالَاتَةَ
 فَثَلْثُ طَعَامٍ وَثَلْثُ شَرَابٍ وَثَلْثُ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 وَابْنُ مَاجَةَ - (ترمذی: باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْأَكْلِ
 ص ۲۳۷ ج ۲ - ابن ماجه: باب الإقتصَادِ فِي الْأَكْلِ وَكَرَاهَةِ
 الشَّبَعِ ص ۲۲۸ -

ترجمہ: حضرت مقدم ابن معد کیرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آدمی نے
 کوئی برتن پیٹ سے بتر نہیں بھرا جب کہ پیٹ کو خوب بھرا جائے اور
 اس سے دینی و دنیاوی خرابیاں پیدا ہوں، آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو
 اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر پیٹ بھرنا ہی ضروری ہو تو چاہیے کہ پیٹ
 کے تین حصے کرے ایک حصے میں کھانا دوسرے حصے میں پانی اور تیسرا
 حصہ سانس (کی آمد و رفت) کے لیے۔

تشریح: زیادہ کھانے سے عبادت میں سستی پیدا ہوتی ہے اور گناہ
 کی خواہش بڑھتی ہے اور صحت بھی خراب ہو جاتی ہے اس لیے اس پر اُمت
 کو تنبیہ فرمائی۔

۳۸۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ
 رَجُلًا يَتَجَشَّأُ فَقَالَ أَقْصِرْ مِنْ جُشَاءِكَ فَإِنَّ أَطْوَلَ النَّاسِ
 جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَطْوَلُهُمْ شَبَعًا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ

العِلَالُ

حلالہ و حرامہ

بِحَمْدِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ - (شرح السنّة ص ۲۹۴، ج ۷
رقم (۳۹۴۳) ترمذی: ابواب صِفَةِ الْقِيَمَةِ ص ۴، ۵، ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکار لیتے سنا تو فرمایا اپنی ڈکار کو کوتاہ
اور مختصر کر یعنی ڈکار نہ لے اس لیے کہ قیامت کے دن بڑی بھوک رکھنے والا
وہ شخص ہوگا جو دنیا میں خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔

تشریح: اس شخص کا نام وہب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا اور
اس وقت نابالغ تھے۔ اس نصیحت کے بعد انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ
کھایا حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہو گئے رات کو کھاتے تو صبح کو نہ کھاتے اور
صبح کو کھاتے تو رات کو نہ کھاتے (منظاہر حق، ص ۷۱، ج ۲)

۳۹ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - (ترمذی: باب مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هَذِهِ
الْأُمَّةِ فِي الْمَالِ ص ۵۹، ج ۲)

ترجمہ: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر قوم اور ہر
امت کے لیے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم خدا کی طرف سے کسی چیز کے
فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی خدا کی آزمائش)



بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ

مال ہے۔
تشریح : یعنی اللہ تعالیٰ میری اُمت کو مال اس لیے دیتے ہیں کہ امتحان
 کریں بندوں کا کہ مال داری میں دین پر قائم رہتے ہیں یا نہیں (منظاہر حق،
 ص ۱۰۷، ج ۲)

۴۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُجَاءُ
 بَابَ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَدَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ فَيَقُولُ لَهُ
 أَعْطَيْتَكَ وَخَوَّلْتَكَ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُولُ
 رَبِّ جَمَعْتُهُ وَشَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَمَا كَانَ فَأَرْجِعْنِي إِلَيْكَ بِهِ
 كُلَّهُ فَيَقُولُ لَهُ أَرِنِي مَا قَدَّمْتَ فَيَقُولُ رَبِّ جَمَعْتُهُ وَشَمَّرْتُهُ
 وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَمَا كَانَ فَأَرْجِعْنِي إِلَيْكَ بِهِ كُلَّهُ فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ
 يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُضْطَرُّ بِهِ إِلَى النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَفَهُ -
 (ترمذی : ابوابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ ص ۶۸، ج ۲)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم کا بیٹا قیامت کے دن (اس طرح) لایا
 جاتے گا گویا کہ بکری کا بچہ ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جاتے
 گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرماتے گا میں نے تجھ کو زندگی عطا کی تھی۔ میں نے
 تجھ کو لوٹھی غلام اور مال و دولت دیا تھا اور میں نے تجھ پر انعام کیا تھا یعنی
 کتاب اور اپنے رسول تیری ہدایت کے لیے بھیجے تھے، پس تو نے کیا کام

اللطيف

حلالہ عمولہ

طہ

اللہ والی
 صلی علیہ وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
 مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 خَبِيرٌ بِعِبَادِكَ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ أَعْلَمُ

کیا۔ آدمی کہے گلے پروردگار میں نے مال کو جمع کیا اس کو تجارت وغیر سے
بڑھایا اور اس سے زیادہ دنیا میں اس کو چھوڑ آیا جتنا کہ وہ تھا۔ مجھ کو دنیا میں
پھر بھیج دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں (یعنی دُنیا
میں جا کر اس کو خیرات کر دوں) پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ جو مال کہ تو نے
آگے بھیج دیا ہے (یعنی آخرت کے لیے) اس کو دکھلا وہ جواب میں کہے گا
اے پروردگار میں نے مال کو جمع کیا بڑھایا اور اس سے زیادہ تعداد میں دُنیا
کے اندر چھوڑ آیا جتنا کہ وہ تھا تو مجھ کو دنیا میں بھیج دے کہ میں اپنے سارے
مال کو تیرے پاس لے آؤں۔ آخر وہ ایک ایسا بندہ ثابت ہو گا جس نے
آخرت میں کچھ ذخیرہ نہ کیا ہو گا اور اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔
تشریح : پس معلوم ہوا کہ نعمتِ حقیقی وہ ہے جو آخرت کی سعادت اور کامیابی
کا سبب بن جاوے اور جس نعمت کے غلط استعمال سے آخرت تباہ ہو تو وہ
نعمت اس کے حق میں نعمت نہیں اس کو نعمت سمجھنا غلط ہے (مظاہر حق)
۴۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ
نُصِبْكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۲
ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

۱۔ مظاہر حق ص ۴۰۲-۴۰۳ ج ۴ ۲۔ ترمذی : ابواب التفسیر

من سُورَةِ الْهٰكِمِ التَّكَاثُرِ ص ۱۴۳ ج ۲



اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کے متعلق جو پہلا سوال کیا جائے گا وہ یہ ہوگا کیا ہم نے تجھ کو صحت عطا نہیں کی اور ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب نہیں کیا۔

تشریح : صحت اور ٹھنڈا پانی بڑی نعمت ہے۔ حضرت حاجی امد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میاں اشرف علی! پانی جب پیا کرو ٹھنڈا پیا کرو کہ ہر بن مومن سے شکر نکلتا ہے۔ ایک بادشاہ جنگل میں پیاسا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ یا بزرگ بھیجا انہوں نے کہا ایک پیالہ پانی دوں گا کیا انعام دو گے۔ بادشاہ نے کہا آدھی سلطنت دوں گا۔ ایک پیالہ پانی پینے کے بعد پھر اس کا پیشاب رگ گیا اس نے کہا میں علاج کروں گا کیا دو گے بادشاہ نے کہا بقیہ آدھی سلطنت دوں گا۔ پھر جب علاج کر دیا تو کہا کہ لے اپنا ملک اور اپنی سلطنت کی قیمت پہچان لے اور اب غور نہ کرنا۔ (مظاہر حق میں یہ حکایت لکھی ہے) (مظاہر حق ص ۲۰۳-۲۰۲ ج ۴)

۴۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْئَلَ عَنْ خُمْسٍ عَنِ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ سَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَمَا ذَاعَ مِنْهُ فِيمَا عَلِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

ابن ترمذی: ابواب صفة القيامة



حلالہ وغیرہ



الصلوات لله والسلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته. والسلام عليكم

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاؤں جنبش میں نہ آئیں گے جب تک اس سے یہ پانچ باتیں دریافت نہ کر لی جائیں گی۔ اس سے پوچھا جاتے گا کہ اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا۔ اپنی جوانی کس کام میں ختم کی۔ مال کیونکر کمایا اور کیونکر خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق کیا عمل کیا۔

تشریح: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا، اے عویر کیا حال ہو گا تیرا جب قیامت کے دن کہا جاوے گا کہ تو عالم تھا یا جاہل پس اگر کہے گا کہ عالم، تو کہا جاوے گا کہ کیا عمل کیا۔ اور اگر کہے گا جاہل تو کہا جاوے گا کہ علم کیوں نہیں سیکھا۔ (مظاہر حق)

۱۷ مرقات ص ۵۳، ۹۷ مظاہر حق ص ۴۰۴، ۴۰۵



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ.

فصل سوم

۴۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَكَ إِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ أَحْمَرَ وَلَا أَسْوَدَ إِلَّا أَنْ تَفْضَلَهُ بِتَقْوَى زَوْاكَ أَحْمَدُ - (مسند احمد ص ۱۸۹ ج ۵ رقم: ۲۱۴۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تو سیاہ اور سرخ رنگ کے سب بہتر نہیں ہے مگر تو ان دونوں میں کسی ایک سے فضیلت حاصل کر سکتا ہے تقویٰ سے۔

تشریح: سیاہ سے مراد اہل عجم ہیں اور سرخ رنگ سے مراد عرب ہیں اور مطلب حدیث شریف کا یہ ہے کہ فضیلت کا مدار ظاہری رنگ اور صورت پر نہیں ہے اور نہ نسبت پر ہے کہ فلاں سید اور فلاں پٹھان ہے بلکہ فضل وہ ہے جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ (القرآن)

ترجمہ تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو تم سب سے زیادہ متقی ہے مرقاة - ص ۵۳-۵۴ ج ۹

۴۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَهَدًا

لَهُ سُورَةُ الْمَجْرَاتِ پاره ۲۶، آیت ۱۳

الحليم

حلالہ بنت خالد

طیب

بسم الله و الصلاه
رسوله الله

عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا أَنْبَتَ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَأَنْطَقَ بِهَا
 لِسَانَهُ وَكَبَّرَهُ عَيْبَ الدُّنْيَا وَذَاءَ هَا وَذَاءَ هَا وَأَخْرَجَهُ مِنْهَا
 سَالِمًا إِلَى دَارِ السَّلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ (بينہقی
 ص ۳۴۶ - ۳۴۷ ج ۷، رقم: ۱۰۵۳۲)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بندہ نے دنیا میں زہد اختیار کیا (یعنی دنیا
 سے بے رغبتی کی) اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت پیدا کی اور حکمت کے
 ساتھ اس کی زبان کو گویا کیا اور دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور ان
 بیماریوں کا علاج اس کو دکھایا اور نکالا اس کو حق تعالیٰ نے دنیا اور آفات کو
 سالم دارالسلام کی طرف۔

تشریح: مشائخ اور بزرگان دین نے اسی حدیث کے پیش نظر فرمایا کہ زہد
 اللہ تعالیٰ کے راستے کا پہلا قدم ہے جس بندہ کو حق تعالیٰ اپنا بنا چاہتے
 ہیں اس کے دل کو دنیا سے اچاٹ یعنی بے رغبت کر دیتے ہیں۔ اگر دنیا کی
 کئی بے شباتی اور فتنائیت اور بے وفائی سمجھ میں آجائے کہ کس طرح بادشاہوں
 کو بھی چند گز کفن میں لپیٹ کر قبر میں کس بے کسی کی حالت میں لٹا دیتے ہیں
 تو دل دنیا سے کبھی ننگے اور اللہ ایسے بندہ کو اس بے رغبتی (زہد) کی بدولت
 دنیا کے فتنوں سے محفوظ فرما کر جنت میں داخل کرتا ہے۔

۴۴ رَوَعْنَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ



الْمَحَبَاتِ الْفَلِيحَاتِ وَالصَّلَوَاتِ
 وَالْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 إِلَيْهَا السُّبْحِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ.

مَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَ لِسَانَهُ صَادِقًا
 وَنَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً وَجَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً
 وَعَيْنَيْهِ نَاطِرَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَفَقِّعَتْ وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَرَّرَةٌ لِمَا يُوعَى
 الْقَلْبُ وَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ
 فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - مُسْنَدُ أَحْمَدُ ص ١٤٦ ج ٥ رقم (٢١٣٦٨)
 بيهقي ص ١٣٢ ج ١ رقم (١٠٨)

الْعَمِيرَةُ

حَمْدُ الْعَمِيرَةِ

رَضِي

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى عَلَيَّ وَعَلَىٰ آلِيَّ وَصَلَاتُهُ
 عَلَيْكُمْ وَرِزْقُكُمْ كَمَا صَلَّيْتُ
 عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونَ عَلَىٰ
 مُسْتَقْدَمِي آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 بَارَكْتُ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
 هَارُونَ

ترجمہ : حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ شخص فلاح پا گیا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خاص و مخصوص کر لیا اور اس کے دل کو (حسد بغض اور تمام اخلاقِ رذیلہ اور احوالِ بد سے) سالم رکھا اور اس کی زبان کو سچا اور راست سمجھ بنایا اور اس کے نفس کو مطمئن اور اس کی خلقت اور طبیعت کو مستقیم اور سیدھا بنایا (یعنی باطل اور گہمی کی طرف تامل نہ ہونے والی) اور اس کے کانوں کو حق بات کا سننے والا اور آنکھوں کو (دلائل و حدانیت) کا دیکھنے والا بنایا پس کان قیف ہیں اور آنکھ اس چیز کو قائم رکھنے والی ہے جس کو دل محفوظ رکھتا ہے اور تحقیق اس شخص نے فلاح پائی جس کے دل کو حق بات کا محافظ بنایا گیا

تشریح : اور اللہ تعالیٰ نے اس کے نفس کو مطمئن کیا یعنی اپنی محبت اور ذکر سے لیمنان عطا فرمایا۔ کان کو قیف سے تشبیہ دی گئی کیونکہ وہ حق بات کو سننے والے کے دل تک پہنچانے کا ذریعہ ہے (اور شکل بھی کان کی قیف کے

مشابہ ہے) اور جو دلائل توحید صرف دیکھنے سے متعلق ہیں وہ آنکھوں کے ذریعہ قلب تک پہنچتے ہیں اور فلاح پائی اس شخص نے جس کے قلب کو محفوظ کرنے والا بنایا یعنی جو دلائل توحید سن کر یاد دیکھ کر قلب تک پہنچتے ہیں ان کو جس کا قلب محفوظ کر لیتا ہے وہ فلاح پانے والا ہے۔

۴۵ / وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِزْجَارٌ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَخَنَّا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ مَحْتَى إِذَا فِرْحُوا بِمَا آوْتُوا أَخَذْنَا لَهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْتَلُونَ ○ رَوَاهُ أَحْمَدُ - مُسْنَدُ أَحْمَدَ ص ۱۶۹ - ۱۸۰ ج ۴ رقم: (۱۷۳۱۹)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو باوجود اس کے گناہ کرنے کے اس کو دنیا کی محبوب ترین چیزیں عطا فرماتا ہے تو سمجھ لے کہ یہ استدراج ہے (یعنی ڈھیل ہے اور مہلت) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَخَنَّا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ مَحْتَى إِذَا فِرْحُوا بِمَا آوْتُوا أَخَذْنَا لَهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْتَلُونَ ○ ترجمہ: یعنی جب کا اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کئی گئی تھی تو ہم نے



وَسَلَّمَ اللَّهُ عَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ الْأَمْمِيِّينَ

ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیتے یہاں تک کہ وہ ان دینی نئی چیزوں پر خوش ہو گئے پھر اچانک ہم نے عذاب میں گرفتار کر لیا اور وہ حیران رہ گئے۔

تشریح: استدراج کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شے کو کسی شے تک آہستہ آہستہ پہنچا دینا جیسے میٹھی کے بہت سے درجات ہوتے ہیں اور ان پر قدم رکھتے رکھتے آدمی دوسری منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح جب گنہگار نافرمان اپنی نافرمانی اور گناہ سے توبہ نہ کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ اس کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کی بارش کرے اور یہ بے وقوف سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر متوں کے دروازے کھول دیئے اور توبہ سے غفلت بڑھتی جاوے پھر اس کو اللہ تعالیٰ اچانک عذاب میں کپڑے تو اس کو اردو میں ڈھیل اور عربی میں استدراج کہتے ہیں۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ۔ (سورۃ الاعراف پارہ ۹ آیت ۱۸) حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم کافروں کو جنہم کی طرف آہستہ آہستہ اس طرح کھینچ رہے ہیں کہ ان کو اس کا علم نہیں ہے۔ (مرقات ص ۵۶-۵۷ ج ۹)

۴۶ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قُلْتُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ مَا لَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فَلَانٌ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةٌ كَوْدًا لَا يَجُوزُهَا الْمُتَقَلِّبُونَ لَأَجِبُ أَنْ أَتَخَفَّفَ بِتِلْكَ الْعَقَبَةِ . (شُعَبُ الْإِيمَانِ بِيَهُتِي)

الْعَفْوُ

حَمْدُ الْعَفْوِ

حَمْدُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَافَةً بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

ص ۳۰۹ ج ۷ ، رقم: (۱۰۴۰۸) - حاکم ص ۵۷۴ ج ۲

ترجمہ: حضرت اُمّ درود رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابو درود رضی اللہ تعالیٰ سے کہا تم کو کیا ہو کہ تم مال اور منصب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب نہیں کرتے جس طرح سے فلاں فلاں لوگوں نے طلب کیا۔ ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گھاٹی ہے اس سے وہ لوگ نہیں گزر سکتے ہیں جو گراں بار ہیں یعنی دنیا کا بوجھ لادے ہوتے ہیں اس لیے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی پر چڑھنے کے لیے ہلکا رہوں اور دولت و منصب لے کر بھاری بوجھ اپنے اوپر نہ رکھوں۔

تشریح: دشوار گھاٹی سے مراد موت اور قبر اور میدانِ محشر کے وہ ہلکا امور ہیں جن سے ہر انسان کو گزرنا ہے۔ (مرقاۃ) ۶۰۰۵۹ ج ۹

۴۷۷ - عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْمَاءِ إِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَذَلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ ص ۳۲۳ ج ۷ ، رقم: (۱۰۴۵۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں تر نہ ہوں صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ آپ نے



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ
 إِنَّكَ سَمِيعٌ قَدِيرٌ

فرمایا یہی حال دُنیا دار کا ہے کہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔

تشریح: مطلب حدیث شریف کا یہ ہے کہ مالداروں کو دنیا کی محبت سے نہایت اہتمام اور فکر سے بچنا چاہیے اور آخرت کو اپنی دنیا پر ترجیح دینی چاہیے اور دنیا سے بے رغبتی کرنے ہوگی تو گناہ سے بچنا ناممکن ہوگا۔ دنیا کی دولت کا یہی نقصان کیا کم ہے کہ فقراء جنت میں اغنیاء سے (مالداروں سے) پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے عَاَفَاْنَا اللّٰهُ

مِنْهَا يَكْفُرُ بِهِ وَفَضْلُهُ - (مظاہر حق ص ۱۱۱، ج ۳، مرقاۃ ص ۶۰، ج ۹)

ایک زاہد کی حکایت حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ گناہوں سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کی لوگوں نے کہا شہر کیوں نہیں آتا۔ کہا

بگفت آنجا پر یرویاں بگفتند

چو گل بسیار شد پلایاں بگفتند

زاہد نے کہا کہ شہر کیسے آؤں ہاں حسین حسین پری چہرہ والے نغمہ گاتے ہیں اور جب کیچڑ بہت زیادہ ہو جاتی ہے تو ہاتھی پھسل کر گر پڑتا ہے یعنی ایسے گندے ماحول میں انسان گناہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

تنبیہ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ بال بچوں کے لیے شہر میں روزی کمانے کے لیے نہ جاوے مطلب یہ ہے کہ بدون سخت ضرورت ہرگز شہر نہ جاوے اور غلوت کو غنیمت سمجھے البتہ اگر ضروری کام سے جانا ہو۔ جب فارغ ہو جاوے فوراً اپنے گھر آ جاوے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت

الشیخ

حلالہ عیوبہا

صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
عَلِيمٌ عَلِيمٌ

میں بیٹھ جاوے یا اللہ والوں کی کتاب کا مطالعہ کرنے لگے اور ذکر اللہ و تلاوت و نوافل پڑھے۔ گندے ماحول کے اثرات ان مذکورہ تدبیروں سے ختم ہو جاتے ہیں اور اپنے دنیا کے کاموں کے وقت بھی زبانِ ذکر اللہ سے تر رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نور ہی نور پیدا ہوگا۔

۴۸، وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ مَرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَجْمَعَ الْمَالَ وَأَكُونَ مِنَ النَّاجِرِينَ وَلَكِنْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ سَبِّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ○ وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ○ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَأَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ - شرح السنة ص ۲۸۵ ج ۷
رقم (۳۹۳۱) حلية ص ۱۵۳ ج ۲ رقم (۱۷۷۸)

ترجمہ: حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ کو وحی کے ذریعہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال کو جمع کروں یا تجارت کروں بلکہ وحی کی گنتی ہے کہ تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھ کو موت آجاوے۔

تشریح: حضرت جبیر بن نفیر تابعی ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے حدیث مرسل کی تعریف یہ ہے کہ تابعی کوئی روایت کرے اور صحابی کا واسطہ نہ ذکر کرے۔ سجدہ کرنے والوں سے ہو یعنی نمازیوں میں سے ہو یقیناً ترجمہ





اور اس کی مراد باتفاق مفسرین موت ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام عمر سبج تمہید۔ عبادت باخصوص نماز کے ساتھ شغف اور متفرق رکھوں اور آخر عمر تک اس میں مشغول رہوں پھر اس مشغولی کے ساتھ تجارت اور امور خرید و فروخت کا موقع کہاں۔ (مظاہر حق) ص ۱۲، ج ۳

الْعَلَى

۴۹۹ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا لَا اسْتِعْفَا فَأَعِنِ الْمَسْئَلَةَ وَسَعِيًّا عَلَى آهْلِهِم تَعَطَّفَا عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا لَمْ يَكُنْ مُفَاخِرًا مَرَأِيًّا لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحَلِيَّةِ - بيهقي ص ۲۹۸، ج ۷ رقم (۱۰۳۷۴) حلية ص ۲۱۵ ج ۸ -

حلالاً و عفوئاً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
مُحَمَّدًا كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَجِيدٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص جائز طور پر دنیا حاصل کرے سوال کی ذلت سے بچنے کے لیے اہل و عیال پر خرچ کرنے کے لیے اور ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی نیت سے قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور جو شخص جائز طور پر دنیا حاصل کرے اس نیت سے کہ مال

زیادہ کرے اور اظہارِ فخر کرے اور لوگوں کو دکھاوے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ حق تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے۔

تشریح: جب مال زیادہ کرنے اور فخر کے لیے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے حلال طور پر کمانے والے کا یہ حشر ہوگا تو پھر حرام طور پر کمانے والوں کا کیا حشر ہوگا یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لیے حرام کمانے والے کا تذکرہ نہیں فرمایا کہ یہ شیوہ اہل اسلام کا نہیں (مظاہر حق ص ۱۳، ج ۴)

۵۰۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْفَرِيكُ يَلْعَبِدُ فِي مَالِهِ جَعَلَهُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ - شُعْبُ الْإِيْمَانِ

لِبَيْهَقِي ص ۳۹۴، ج ۱، رقم (۱۰۷۱۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ کے مال میں برکت نہ دی جائے تو وہ اس کو پانی اور مٹی میں خرچ کرتا ہے یعنی عمارت بنانے میں

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جو عمارت ضرورت سے زائد بناتی جاوے اور جو عمارت اپنے رہنے کے لیے ہو یا کرایہ کی آمدنی کے لیے ہو وہ ضرورت میں شامل ہے (مظاہر حق)

۵۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَإِنَّهُ أَسَاسُ الْخَرَابِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيْمَانِ - بَيْهَقِي ص ۳۹۴، ج ۱، رقم (۱۰۷۲۲)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ
وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام مال کو عمارتوں میں لگانے سے اپنے آپ کو بچاؤ حرام مال کا لگانا عمارتوں میں خرابی کی جڑ ہے تشریح ”خرابی کی جڑ ہے“۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی خرابی کی جڑ ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ عمارت کی خرابی مراد ہو اور بعض شرحوں میں یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ مکان بنانے کے بعد اس میں خدا کی نافرمانی نہ کرو اور جو عمارت کہ اس میں فسق (نافرمانی) ہو آخر کو خراب ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ص ۱۵، ج ۴)

۵۲ - عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَادَ أَرْلَهُ وَمَالٌ مَنْ لَامَالٍ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - مسند احمد ص ۴۹، ج ۶ رقم (۲۴۴۳) بیہقی ص ۳۷۵، ج ۷ رقم (۱۰۶۳۸)

ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دنیا مال ہے اس شخص کا جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔

تشریح چونکہ دنیا فانی ہے اور سکون کی زندگی دنیا میں ممکن نہیں پس جس

الْحِكْمَةُ

حلالہ عمروالہ

اقولہا

صلى الله عليه وسلم

اللَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

نے کہ دُنیا کو اپنا گھر سمجھا اور آخرت کو بھول گیا اس کا گھر آخرت میں نہیں رہا اور اگر مال کو بجانے حق تعالیٰ کی خوش نودی کی راہ میں صرف کرنے کے اپنی عیاشیوں اور نفسانی لذتوں میں صرف کیا تو اس کا مال صرف دنیا ہے آخرت میں اس کا حصہ کچھ نہ رہا اور بعض حواشی میں لکھا ہے کہ مراد حدیث یہ ہے کہ دُنیا کے گھر کو گھر نہ کہنا چاہیے۔ یہاں کے مال کو مال نہ کہنا چاہیے اس سبب سے کہ دُنیا فانی اور حقیر ہے اور مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دُنیا اس کا گھر ہے جس کے لیے آخرت میں گھر نہ ہو یعنی دُنیا کو اپنا اصلی گھر سمجھ کر دُنیا کی زندگی سے مطمئن ہو گیا اور گمان کیا مال جمع کر کے کہ یہ باقی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّ الدِّينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِهَا** (سورۃ یونس پارہ ۱۱ آیت) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر یقین نہیں رکھتے دُنیا کی زندگی سے خوش ہو گئے اور اسی (فانی) زندگی سے مطمئن ہو گئے اور فرمایا حق تعالیٰ نے کہ:

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ○ (ترجمہ) بندہ گمان کرتا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔

خلاصہ یہ کہ دُنیا کا گھر اور دنیا کا مال اس قابل نہیں ہے کہ اس کو گھر اور مال کہا جاوے اور مقصد دُنیا کا رتبہ کرانا ہے اس شخص کی نظر سے جس کے لیے آخرت قرار گاہ اور مال ہے۔ (مظاہر حق، ص ۱۵-۱۶ ج ۴)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الَّذِي وَعَدَ عَلَى مُحَمَّدٍ

۵۳ رَوَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ الْخَمْرُ جَمَاعُ الْإِثْمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِدُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخْرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ أَخْرَهَنَّ اللَّهُ رَوَاهُ رُزَيْنٌ وَسَرَاوِي الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ - (بيهقي ص ۳۳۸ ج ۷ ، رقم (۱۰۵۰۱) رواه رزين بحواله مشکوٰۃ ص ۲۲۲ ، ج ۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے (کیونکہ جو گناہ انسان کرتا ہے دنیا کی محبت کے سبب سے کرتا ہے) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا عورتوں کو پیچھے ڈالو جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پیچھے ڈالا۔

تشریح: دنیا کو جس شخص نے دوست رکھا اس کو کوئی ہدایت کا راستہ دکھانے والا ہدایت نہیں دے سکتا اور جس نے دنیا کو دوست نہیں رکھا اس کو کوئی مفسد گمراہ نہیں کر سکتا۔ دنیا کی محبت ہی سے تمام گناہ کیے جاتے ہیں۔

لہذا ذکرہ رزین کما فی "مسند الشہاب" (۲/۶)

الحقیقۃ

حلالہ وغیرہا

میں

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ أَرْكَتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْغَلْبَةِ إِنَّكَ سَدَّدْتَ لَهُ سُبُلَ الْبَرِّ

عورتوں کو پیچھے ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کے ذکر کو مردوں سے پیچھے رکھا ہے اسی طرح جماعت میں ان کو پیچھے رکھا اسی طرح گواہی میں اور فضل اور رتبہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مردوں سے کم تر اور پیچھے رکھا پس حق تعالیٰ نے جن باتوں میں عورتوں کو پیچھے رکھا ہے ان باتوں میں ان کو آگے نہ کرو۔

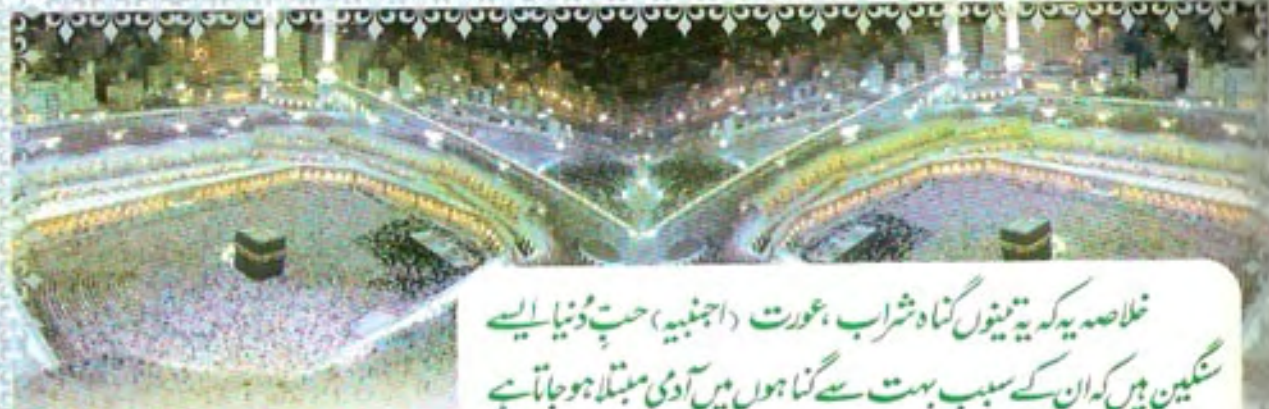
اور شراب گناہوں کا مجموعہ ہے اس کی تشریح میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مرفوعاً پیش ہے
 أَخْمَرُوا مَنِ الْفَوَاحِشِ وَأَكْبَرُ الْكِبَائِرِ مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلَى أُمَّه
 وَخَالَتِهِ وَعَمَّتِهِ - الطبرانی فی "الکبیر" ۱۱/۲۲۷۱ والأوسط
 رقم (۲۱۵۰) الجامع الصغیر ص ۲۵۲ ج ۲ رقم (۴۱۴۱)

نیز جمعہ : شراب بڑے تمام بے حیائیوں کی اور بہت بڑا گناہ ہے تمام بڑے گناہوں سے جس نے شراب پی وہ جامع کرتا ہے اپنی ماں سے اور اپنی خالہ سے اور اپنی پھوپھی سے۔

حکایت ہے کہ ایک شخص سے بت کو سجدہ کرنے کے لیے کہا گیا اس نے انکار کیا پھر اس کو کسی کے قتل کو کہا گیا اس نے انکار کیا پھر اس کو زنا کے لیے کہا گیا اس نے انکار کیا پھر اس کو شراب کے لیے کہا گیا پس اس نے شراب پینی پھر جب نشہ سے مست ہوا تو اس نے سب وہ کام کر ڈالے جس سے اوپر انکار کیا تھا۔



الشَّيَاطِينُ لَهَا وَالصَّلَاةُ
 وَالْعَقِيْبَاتُ. اَسْلَمَ عَلَيْنَا وَعَلَى
 مَنَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَتَقَدَّرُ
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
 شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



خلاصہ یہ کہ یہ تینوں گناہ شراب، عورت (اجنبیہ) حب دنیا ایسے سنگین ہیں کہ ان کے سبب بہت سے گناہوں میں آدمی مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔ آمین

۵۴۲ وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا اتَّخَوْفُ عَلَى أُمَّتِي الْهَوَى وَ طُولُ الْأَمَلِ فَأَمَّا الْهَوَى فَيُصِدُّ عَنِ الْحَقِّ وَأَمَّا طُولُ الْأَمَلِ فَيُنْسِي الْآخِرَةَ وَهَذَا الدُّنْيَا مُرْتَجِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَهَذِهِ الْآخِرَةُ مُرْتَجِلَةٌ قَادِمَةٌ وَكِلْتَا وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَكُونُوا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوا فَإِنَّكُمْ الْيَوْمَ فِي دَارِ الْقَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَأَنْتُمْ عَدَا فِي دَارِ الْآخِرَةِ وَلَا عَمَلَ سِوَا الْبَيْتِ هَقِي فِي شُعْبِ الْإِيْمَانِ - ص ۳۰۰ ج ۷ رقم (۱۰۶۱۶)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن سے مجھ کو اپنی امت پر بڑا خوف ہے ایک تو خواہش نفس اور دوسرے درازی عمر کی آرزو نفس کی خواہش حق بات قبول کرنے سے روکتی ہے اور درازی عمر کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کوچ کرنے والی جانے والی ہے اور آخرت آگے بڑھنے والی اور آنے والی ہے اور ان دونوں میں سے یعنی دنیا اور آخرت سے ہر ایک کے بیٹھے ہیں (یعنی تالیف اور محکم اور رغبت



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ الْمَدِينِيِّ

کرنے والے ہیں، اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دُنیا کے بیٹے نہ بن سکو تو ایسا کرو
یعنی دُنیا کے بیٹے گرمی سے نکل جاؤ اور تابع اور غلام دُنیا کے نہ بنو اور آج
تم دارِ اعمل (عمل کے گھر) میں ہو اور دُنیا میں عمل کا حساب نہیں لیا جاتا
لیکن کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہیں ہے۔

تشریح: روایت ہے حَاسِبُوا قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا اپنے اعمال کا
حساب کرو قبل اس کے کہ قیامت کے دن تم سے حساب لیا جاوے
خواہشِ نفس اور دُعا کی عمر کی آرزو یہ دو بڑے فتنے ہیں جن سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو آگاہ فرمایا کہ ان کے سبب انسان اعمالِ آخرت
سے غافل ہو جاتا ہے۔

ان دونوں فتنوں سے نجات کے طریقے اور تدابیر جو دوسری

احادیث شریفہ سے معلوم ہوتے ہیں یہ ہیں۔

- ۱۔ تلاوتِ قرآنِ پاک میں ناغہ نہ کیا جاوے۔
- ۲۔ موت کو کثرت سے یاد کیا جاوے اور روح نکلنے سے قبر کی
تنہائی اور میدانِ حشر اور دوزخ کی آگ تک کے واقعات کو
تفصیل کے ساتھ گہری فکر سے سوچنا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی صحبت میں کثرت سے

۱۰ ترمذی: ابوابِ صِفَةِ الْقِيَمَةِ ص ۲۲، ج ۲۔ شرح

السَّنَةِ ص ۳۳۳، ج ۲، رقم (۲۰۱۲)



حَمْدُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ

عاصری دینا حدیث شریف وارد ہے کہ ہر شے کے لیے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن (خزانہ یا کان) اللہ کے سچانے والوں کے دل ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ ان کی صحبت سے تقویٰ کی نعمت حاصل ہوگی اور حق تعالیٰ شانہ نے کُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے حکم میں یہی صحبت اہل اللہ کی ضرورت بیان فرمائی ہے۔
 صادقین سے مراد مشائخ اور بزرگان دین ہیں۔

۵۵. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَرْتَحَلَّتِ الدُّنْيَا مُدِيرَةً وَأَرْتَحَلَّتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً وَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا أَحْسَابٌ وَغَدًا أَحْسَابٌ وَلَا عَمَلٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجُمَةِ : بَابٌ فِي الْأَمَلِ وَمُلُولِهِ

(ص ۹۴۹، ۹۵۰ ج ۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دنیا کو چھ کینے ہوئے پشت ادھر کیے

لَهُ "لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدَنٌ، وَمَعْدَنُ التَّقْوَى قُلُوبُ الْعَاصِرِينَ" الجامع الصغير ج ۲، ص ۴۲۹ رقم (۳۲۰)، شعب الایمان للبيهقي ص ۱۵۹ ج ۳ رقم (۳۶۵)، فیض القدير ص ۳۶۵ ج ۵ رقم (۳۲۰)، مجمع الزوائد ص ۳۴۳ ج ۱۰ رقم (۱۴۹۴۳) الطبرانی فی الکبیر رقم (۱۳۱۸۵) لہ سورة التوبة پارہ ۱۱ آیت ۱۱۹



حَوْلَ الْأَعْمَالِ



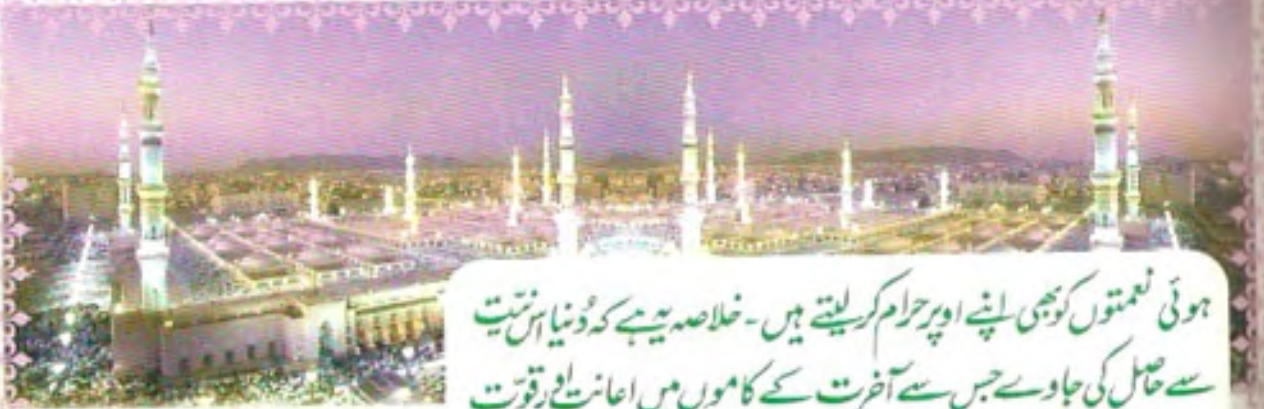
اللَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَأَزْوَاجِهِ وَأَزْوَاجِهِمْ
 عَلَى رَأْسِ الْوَيْلَةِ وَأَمَّا عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَأَزْوَاجِهِ وَأَزْوَاجِهِمْ
 بَارَكْتَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ
 فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ غَنِيٌّ
 بِمَوْلَانِي

ہوتے چلی جا رہی ہے اور آخرت منہ ادھر کیے ہوئے چلی آرہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں (یعنی تابع اور غلام اور رغبت کرنے والے) پس تم آخرت کے بیٹے بنو یعنی چاہنے والے آخرت کے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ آج عمل کا دن ہے اور کوئی حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے وہاں کوئی عمل نہیں۔ (بخاری)

تشریح: یہ حدیث موقوف ہے اور حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی مرفوع ہے اور مضمون دونوں کے واحد ہیں۔

”آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو“ کا مفہوم یہ ہے کہ جس دنیا سے آخرت کا نقصان ہو اس کو ترک کر دو۔ وَصَنَ أَضَلُّهُمَّنِ اتَّبَعَهُ هُوْدُهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ الْاٰیةِ حَقِّ تَعَالٰی فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر اپنے نفس کی خواہشات کی غلامی کرتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کو مطلقاً چھوڑنا مامور اور مطلوب نہیں بلکہ جو نعمتیں حلال ہیں اور ان کے استعمال کی حق تعالیٰ نے اجازت دی ہے ان کے علاوہ حرام اور منع کی ہوئی لذتوں کو استعمال کرنا ممنوع اور واجب الکرہ ہے۔ اسی آیت سے رہبانیت کا بھی قلع قمع ہوتا ہے کیونکہ کافر اور مشرک ترک دنیا کر کے اس طرح جوگی اور سادھو بنتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت والی اجازت دی





ہوئی نعمتوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا ہر شے سے حاصل کی جاوے جس سے آخرت کے کاموں میں اعانت اور قوت ہو۔ تو وہ دنیا بھی دین بن جاتی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک بزرگ مالدار تھے گھوڑے نوکر چاکر سب کچھ تھے ایک طالب علم مرید ہونے آیا یہ ٹھاٹھ امیری دیکھ کر بدگمان ہوا اور دل میں کہا ہے

نہ مرد آن ست کہ دنیا دوست دارد

ترجمہ: مرد کامل وہ نہیں ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے۔

رات کو خواب میں دیکھا کہ اس فقیر کو لوگ پکڑے ہوئے ہیں اور اپنا قرضہ مانگ رہے ہیں میدانِ حشر ہے یہ بزرگ گھوڑے پر سوار قریب سے گزے ٹھہر گئے اور اس کا قرضہ ادا کیا اور فرمایا کہ فقیر کو تنگ نہیں کیا کرتے آنکھ کھلی نادم ہوا۔ پھر حاضرِ خدمت ہوا۔ ان بزرگ کو بھی کشف سے اس حال معلوم ہوا۔ فرمایا کیا مصرعہ پڑھتا تھا۔ نہ امت کے ساتھ عذر کیا۔ مگر اصرار ہر پڑھنا پڑا ہے

نہ مرد آن ست دنیا دوست دارد

شیخ نے فرمایا اس میں دوسرا مصرعہ میری طرف سے گالوے

اگر دارد برائے دوست دارد

یعنی اللہ والے اگر دنیا بھی رکھتے ہیں تو اپنے دوست یعنی اپنے مولیٰ ہی کے لیے رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں



اللہ صل عن مسکین و ایت
ال مسکین و کنا صلیک علی
انراہم انک سیدنا و نبینا
و انک علی مسکین و ایت ال
مسکین و انک علی مسکین و ایت
ال مسکین و ایت ال مسکین و ایت



اور نافرمانی کی راہ سے بچتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں
یہ حدیث اس مضمون کی تائید کرتی ہے۔

لَا بَأْسَ بِالْغَنِيِّ لِمَنِ اتَّقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ (احمد)

ترجمہ: نہیں مضر ہے مال داری اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور جملے فرماتے
پس دنیا سانپ ہے اور تقویٰ اس کا منتر ہے اگر دنیا کا سانپ پالنا
ہے تو پہلے تقویٰ دل میں حاصل کرے ورنہ یہ سانپ ڈس لے گا۔

۵۶۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَّا وَبِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ
يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الشَّقِيَيْنِ يَأْتِيهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ
مَا قُلُّ وَكُفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاللَّهِ رَوَاهُمَا أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحَلِيَّةِ -
(حلیۃ ۶۰/۹، مجمع الزوائد ۳/۱۲۵، حاکم ۲/۴۴۵، شرح
السنۃ ص ۲۹۲ ج ۲، رقم ۳۹۴۰)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس
کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے اور مخلوقات کو
سناتے ہیں ان کے پکارنے کی آواز کو ساری مخلوق سنتی ہے مگر جن اور انسان
نہیں سنتے (وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ) اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف



بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى
رَسُولِهِ

رجوع کرو اور جان لو کہ جو مال کم ہو اور کافی ہو اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور ہو و لعب میں ڈالے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے باز رکھے۔
تشریح: جن اور انسان نہیں سنتے تاکہ ایمان بالغیب کا اجر ان کے لیے ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی تنبیہ ان کے لیے کافی وافی ہے۔

۵۷ رَوَعْنُ عَنْهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا عَرَصٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ أَلَا وَإِنَّ الْآخِرَةَ أَجَلٌ صَادِقٌ وَيَقْضَى فِيهَا مِثْلُ قَادِرٍ أَلَا وَإِنَّ الْخَيْرُ كُلَّهُ بِحَدِّ أَفِيرَةٍ فِي الْجَنَّةِ أَلَا وَإِنَّ الشَّرَّ كُلَّهُ بِحَدِّ أَفِيرَةٍ فِي النَّارِ أَلَا فَاعْمَلُوا وَأَنْتُمْ مِنَ اللَّهِ عَلَى حَذَرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُعَرَّضُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ - رِقْم (۴۲۹)

ترجمہ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا خبردار دنیا ایک غیر قائم پوچی ہے اس میں سے نیک بھی کھاتا ہے اور بد بھی اور آخرت ایک مدت ہے سچی یعنی تحقق و ثابت اور آخرت میں قسم کی قدرت رکھنے والا بادشاہ حکم اور فیصلہ کرے گا خبردار تمام بھلائیاں اپنی انواع و اقسام کے ساتھ جنت

الکلمة

حلالہ عمروالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ أَعْلَمُ الْغُيُوبِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ أَعْلَمُ الْغُيُوبِ

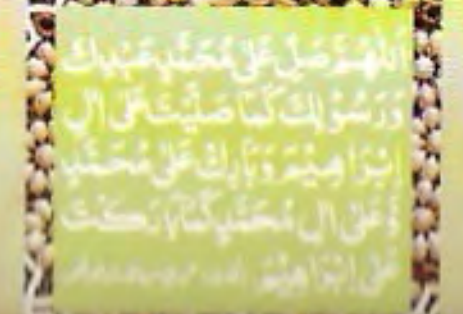
میں ہیں خبردار تمام برائیاں اپنی انواع و اقسام کے ساتھ دوزخ میں ہیں۔ پس تم عمل کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تم کو تمہارے اعمال کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش کیا جاوے گا۔ پس جو شخص ذرہ برابر نیک کام کرتا ہے وہ اس کی جزا پاتے گا اور جو شخص ذرہ برابر برا کام کرتا ہے وہ اس کی سزا پاتے گا۔

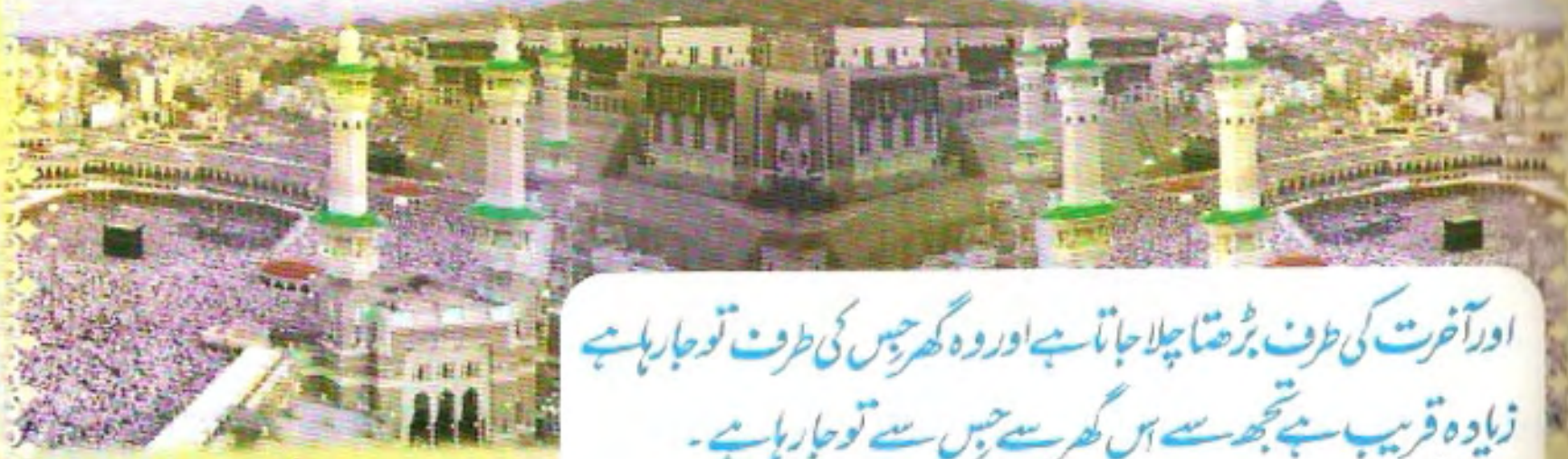
تشریح: اس حدیث شریف سے آخرت کی فکر اور اعمالِ صالحہ کرنے اور اعمالِ سیئہ سے بچنے کا اہتمام کرنے کا سبق امت کو دیا گیا ہے۔

۵۸۔ وَعَنْ مَا لِكِ أَنْ لَقِمْنَ قَالِ لَابْنِهِ يَا بَنِيَّ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلْ عَلَيْهِمْ مَا يُوعَدُونَ وَهُمْ إِلَى الْآخِرَةِ سِرَاعًا يَذْهَبُونَ وَإِنَّكَ قَدْ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْآخِرَةَ وَإِنَّ دَارًا تَسِيرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا

رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۴۵ ج ۲

ترجمہ: حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے! جس چیز کا وعدہ لوگوں سے کیا گیا ہے (یعنی مردوں کا زندہ کر کے اٹھایا جانا حساب کتاب و ثواب وغیرہ) اس پر کافی مدت گزر چکی ہے (یعنی آفرینش دُنیا سے آج کے دن تک) حالانکہ لوگ آخرت کی طرف تیزی سے چلے جا رہے ہیں اور اے بیٹا! جس روز سے کہ تو پیدا ہوا ہے دُنیا کو پیچھے چھوڑنا چاہتا ہے





اور آخرت کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ گھر جس کی طرف تو جا رہا ہے زیادہ قریب ہے تجھ سے اس گھر سے جس سے تو جا رہا ہے۔

تشریح اپنے بیٹے سے خطاب کیا مگر مخاطب تمام لوگ ہیں چلنے والا ہر قدم میں منزل سے قریب ہوتا رہتا ہے پس انسان دُنیا میں پیدا ہونے کے بعد ہر وقت آخرت سے قریب ہو رہا ہے اور دُنیا سے دُور ہو رہا ہے پس جس سے دُور ہو رہا ہے اس کی محبت اور فکر اتنی کیوں کرے کہ آخرت خراب ہوے

قدم سوتے مرقد نظر سوتے دُنیا

کہاں جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

۵۹ رَوَعْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُومٍ الْقَلْبِ صَدُوقُ اللِّسَانِ قَالُوا صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ النَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِشْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِدْلَ وَلَا حَسَدَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - ابن ماجه : باب التَّقْوَى وَالتَّقْوَى ص ۳۱۱ ، بیہقی ص ۲۰۵ ج ۲ رقم (۴۸۰۰)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون شخص بہتر ہے آپ نے فرمایا ہر مخموم دل کا اور سچا زبان کا صحابہ نے عرض کیا زبان کے سچے کو



الْعِبَادَاتُ الصَّالِحَاتُ لِمَنْ صَلَّى عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحِمَهُ اللَّهُ وَبَرَكَاتِهِ الصَّلَاةُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عَائِلَتِنَا الصَّالِحِينَ

تو ہم جانتے ہیں مخموم دل سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا مخموم دل وہ ہے جو پاک ہو پر ہینر گار ہو کوئی گناہ اس پر نہ ہو ظلم نہ کیا ہو حد سے نہ گذرا ہو اور کینہ و حسد اس میں نہ ہو۔

تشریح: مخموم لقلب یعنی جس کا قلب سلیم ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ** ○ ترجمہ: مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے پاس صاف اور پاک دل لے کر آیا۔ حضرات صحابہؓ خود عرب تھے عربی زبان اور فصاحت و بلاغت شعر و شاعری میں کمال رکھتے تھے مگر اُمی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حق تعالیٰ شانہ ایسے الفاظ بیان کراتے تھے کہ حضرات صحابہؓ سمجھنے سے قاصر ہوتے اور ان کے معانی دریافت کرنے پر مجبور ہوتے ے

یتیمے کہ نا کردہ فت آں درست
کتب خانہ چپند ملت شہست

ترجمہ: وہ یتیم اُمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ بھی قرآن پورا ان پر نہ اترتا کہ **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ** اِنہ نازل ہوتے ہی تمام سابقہ آسمانی صحیفے اور کتب منسوخ قرار دیدیتے گئے۔ مقام رسالت کو سمجھنے کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات **مُخَيَّرَ الْعُقُولِ** (لغۃ ومعنا) کافی ہیں سلیم العقول



الذِّمَّةُ صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ۔

انسانوں کے لیے اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قلب کی صفائی اور اصلاحِ نفس جو بزرگانِ دین کے یہاں اہتمام سے کی جاتی ہے اس کی کس قدر اہمیت ہے اور آج کل اس سے کس قدر غفلت ہے۔

۶۰۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ أَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيثٍ وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ وَعِقْفَةٌ فِي طُعْمَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - مسند احمد ص ۲۳۹، ج ۲ رقم (۶۶۶۱) بیہقی ص ۳۲۱ ج ۲ رقم (۵۲۵۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں ہیں اگر وہ تجھ میں پائی جائیں تو دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہیں ہے۔

ایک تو امانت کی حفاظت کرنا۔

دوسری سچی بات کہنا۔

تیسرے اخلاق کا اچھا ہونا۔

چوتھے کھانے میں احتیاط و پرہیزگاری۔

تشریح: یعنی اگر دنیا کی کسی نعمت کے فوت ہونے سے نفس کی اصلاح ہوئی اور مذکورہ خصائلِ حمیدہ نفس میں پیدا ہوئے تو پھر کوئی غم نہیں برکس اس کے کہ دنیا کی دولت، دل میں کدورت اور آخرت سے غفلت پیدا کرے

المحبیب

حلالہ عنوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ وَ السَّلَامُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ

تو اس دُنیا سے اس کافوت ہونا ہی اچھا ہے (مظاہر حق ص ۲۳، ج ۴)
 ۶۱۔ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّهُ قِيلَ لِلْقَمَنِ الْحَكِيمِ مَا بَلَغَ
 بِكَ مَا نَرَى يَعْزِي بِنِي الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيثِ وَ أَدَاءُ
 الْأَمَانَةِ وَ تَرْكُ مَا لَا يَعْنِينِي رَوَاهُ فِي الْمُؤَطَّاءِ -
 (ص ۲۲، مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَ الْكِذِبِ -)

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ کو معلوم
 ہے کہ لقمان حکیم سے یہ پوچھا گیا کہ جس مرتبہ پر ہم تم کو دیکھ رہے ہیں کس چیز
 نے تم کو اس پر پہنچایا؟ حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا زبان کی سچائی
 نے اور امانت نے اور فضول و بے فائدہ چیزوں کو ترک کر دینے نے
 تشریح: حضرت لقمان علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے
 ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی خالہ کے بیٹے ہیں اور علماء کا اس امر میں اختلاف
 ہے کہ وہ پیغمبر تھے یا نہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ وہ حکیم اور ولی تھے اور
 روایت ہے کہ انھوں نے ایک ہزار پیغمبروں کی خدمت اور شاگردی
 کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
 کہ حضرت لقمان پیغمبر نہ تھے اور نہ بادشاہ تھے ایک غلام کالے تھے
 بکریاں چراتے تھے حق تعالیٰ نے ان کو اپنا مقبول بنایا اور حکمت اور
 جو انمردی اور عقل دی اور اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے (مظاہر حق)



الْحَيَاتِ الْقَلْبَاتِ وَالصَّلَاتِ
 وَ الْمَلِكِ بِهٖ التَّلَاؤُ عَلَىكَ
 أَيُّهَا السَّمِيُّ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ
 وَ بَرَكَاتُهُ

۶۲ وَعَنْ أَنِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ تَجِيءُ الْأَعْمَالُ فَتَجِيءُ الصَّلَاةُ فَتَقُولُ يَا رَبِّ أَنَا
 الصَّلَاةُ فَيَقُولُ إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ فَتَجِيءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُولُ يَا رَبِّ
 أَنَا الصَّدَقَةُ فَيَقُولُ إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيءُ الصِّيَامُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ
 أَنَا الصِّيَامُ فَيَقُولُ إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيءُ الْأَعْمَالُ عَلَى
 ذَلِكَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيءُ الْإِسْلَامُ
 فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَنْتَ السَّلَامُ وَأَنَا الْإِسْلَامُ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى
 إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ لَيْلَةَ الْيَوْمِ أَخَذَ وَبِكَ أُعْطِيَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ
 وَمَنْ يَلْبِغْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

مسند احمد ص ۲۸۰ ج ۲ رقم (۸۷۶۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اعمال آئیں گے
 خداوند بزرگ و بزرگ کے حضور میں، پس آتے گی نماز سب سے پہلے
 اور کہے گی اے پروردگار میں نماز ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھلائی پر
 ہے۔ پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا اے اللہ میں صدقہ ہوں حق تعالیٰ
 فرمائے گا تو بھلائی پر ہے۔ پھر روزے آئیں گے اور کہیں گے اے
 سب ہم روزے ہیں۔ اللہ جل شانہ فرمائے گا تم بھلائی پر ہو۔ پھر اور اعمال
 آئیں گے (یعنی حج زکوٰۃ جماد وغیرہ) اور اسی طرح اپنے آپ کو بتائیں گے
 اور اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا تم بھلائی پر ہو اور پھر اسلام آئے گا

الصلوات

حلالہ عمروا لہا

مطبوعہ
۲۰۲۱

مکتبہ
الاسلامیہ

الاسلامیہ
مکتبہ
الاسلامیہ
مکتبہ
الاسلامیہ

اور کہے گائے پروردگار تیرا سلام نام ہے اور میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے گا تو البتہ بھلائی پر ہے تیری ہی وجہ سے میں آج مواخذہ کروں گا اور تیرے ہی سبب دوں گا (یعنی مواخذہ کروں گا عذاب کے ساتھ اور عطا کروں گا ثواب) چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: وَ مَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝ (یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی دین کو طلب کرے اس سے وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہے)

تشریح: اس حدیث شریف میں اعمال کا پیش ہونا یا تو اس طرح ہوگا کہ حق تعالیٰ اعمال کو اچھی صورت عطا فرمادیں گے جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے یا حق تعالیٰ اپنی قدرت سے اعمال کو حاضر کر کے ان کو زبان سے بولنے کی طاقت عطا فرمائیں گے (مظاہر حق)

۶۳ ر وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِي وَأَوْجِزْ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُؤَدِّعٍ وَلَا تَكَلِّمْ بِكَلَامٍ تَعْدِرُ مِنْهُ غَدًا وَأَجْمِعِ الْإِيَّاسَ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ - مسند احمد
ص ۲۸۱ ج ۵ رقم (۲۳۵۵۹) ابن ماجہ: باب الحكمة ص

۱۔ سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت ۸۵ ۲۔ مظاہر حق ص ۲۲۳ - ۲۲۵



وَسَلَّمَ اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ترجمہ : حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھ کو نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز پڑھے تو اس شخص کی سی نماز پڑھ جو خدا کے سوا سب کو چھوڑ دینے والا ہے اور کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکال جس پر کل کو (قیامت میں) تجھے عذر خواہی کرنی پڑے اور جو چیز لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے ناامید ہو جانے کا پختہ ارادہ کرے۔

تشریح ایک مفہوم تو "قَصَبٌ صَلَوَةٌ مُؤَدِّعٌ" کا وہ ہے جو اوپر ترجمہ میں مذکور ہے یعنی دل کو دنیا سے خالی کر کے حق تعالیٰ کی طرف بالکل متوجہ ہو کر نماز ادا کرو اور دوسرا مفہوم یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی نماز پڑھو جس طرح کسی کو معلوم ہو جائے کہ یہ آخری نماز ہے اور اس کے بعد موت ہے پھر دوسری نماز کا موقع نہ ملے گا تو آدمی کس قدر دل لگا کر اس آخری نماز کا حق ادا کرے گا پس ہر نماز میں عقلاً اس کا امکان تو موجود ہے کہ دوسری نماز تک نہ ندگی کا کیا بھروسہ! اس لیے ہر نماز میں نیت کے وقت یہ تصور کر لے کہ شاید یہی نماز ہماری آخری نماز ہو اور دوسری نماز تک شاید زندہ نہ رہوں اس طرح سے آدمی بہت عمدہ نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ ہر لفظ کو بولنے سے پہلے سوچ کر بولو کیونکہ لفظ نکالنے سے پہلے اختیار ہوتا ہے کہ نہ بولے اور بولنے کے بعد اگر وہ غلط

الْحَمْدُ لِلَّهِ

حَمْدًا لِلَّهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَىٰ آلِهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَىٰ آلِهِ
وَمُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَمُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَمُحَمَّدٍ وَآلِهِ

ہوا تو معذرت اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ دنیا والوں کے مال اور دولت سے اپنی اُمید اور لالچ کو ختم کر دے۔ (مظاہر حق) ص ۲۷، ج ۴

۶۴۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي تَحْتَ رَاكِبَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا أَوْ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا وَقَبْرِي فَبِكِي مُعَاذٌ جَسَعًا فِزْرَاقٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ التفت فاقبل بوجهه نحو المدينة فقال إن أولى الناس بي المتقون من كانوا وأحيث كانوا روى الأحاديث الأربعة أحمد - منہ احد ص ۲۷، رقم (۲۲۱۱۳)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن روانہ فرمایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو نصیحتیں کرتے ساتھ چلے اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری پر سوار چل رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیید جب آپ نصح و ہدایات سے فارغ ہو گئے تو فرمایا معاذ! اس سال کے بعد شاید تو مجھ سے ملاقات نہ کر سکے اور ممکن ہے تو میری اس مسجد



جلالہ عمیر اللہ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ

اور میری قبر سے گزرے یہ سن کر معاذ رو پڑے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فراق کے غم میں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منہ پھیرا اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں خواہ وہ کوئی ہوں یعنی کسی ملک اور کسی قوم کے ہوں اور کہیں ہوں۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا جو پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہے اگرچہ کسی ملک کا باشندہ ہو یا کسی قوم کا ہو قریب ہونے کے مفہوم ہیں یا تو میری شہادت سے قریب ہوں گے یا مرتبہ کے لحاظ سے میرے قریب ہوں گے اور تقویٰ والی زندگی بزرگان دین کی صحبت سے ملتی ہے۔ تیرنے کی کتاب پڑھ کر کوئی تیر نہیں سکتا جب تک کسی پرانے تیرنے والے کی صحبت میں تیرنا نہ سیکھے۔ اسی طرح کتابوں سے تقویٰ نہیں ملتا جب تک کہ متقی بندہ کی صحبت طویل نہ حاصل ہو۔ تقویٰ کی برکت سے حضرت اویس قرنیؓ میں رہتے ہوئے کس درجہ کو پہنچے اور ترک تقویٰ کے سبب بعض اشراف کو کیسے بدبخت ہوئے۔ پس اُمت کو اس حدیث میں تقویٰ کی ہدایت ہے۔

اللَّهُمَّ اَرْزُقْنَا هَذِهِ النَّعْمَةَ (خلاصہ مظاہر حق) ص ۲۸۷

- ۲۹ ج ۲

۶۵ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

النَّبَاتِ الصَّلَاتِ لَهُ اَسْلَامًا
عَلَيْهِ اِنَّمَا الْكَيْفُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةُ عَلَيْنَا
وَمَنْ صَلَّى عَلَيْنَا مِنَ السَّالِفِينَ

وَسَلَّمَ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النُّورَ إِذَا دَخَلَ
الصَّدْرَ رَأْنَفَسَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَتِلْكَ مِنْ عِلْمٍ
يُعْرَفُ بِهِ قَالَ نَعَمْ التَّجَافِي مِنْ دَارِ الْغُرُورِ وَالْإِنَابَةُ إِلَى
دَارِ الْخُلُودِ وَالِاسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نَزْوِلِهِ - بيہتی
مد ۳۵۲ ج ۲ رقم (۱۰۵۵۲) حاکم ۴ / ۱۱



حلالہ عمروالہ



اللَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَتَبَارَكَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
تَبَارَكَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَال

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ
أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص
کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے)
پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا
ہے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے جس سے
اس کی شناخت کی جاسکے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں
اور وہ نشانی غرور کے گھر (یعنی دنیا) سے دور ہونا آخرت کی طرف
رجوع کرنا اور مرنے سے پہلے مرنے کے لیے تیار ہو جانا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں سینے کے اندر نور ہدایت داخل ہونے
کی تین علامتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔



۱ / دُنیا سے دل کا اُچاٹ ہو جانا۔

۲ / آخرت کی طرف متوجہ ہونا۔

۳۔ موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔

انہیں علامات سے ہر آدمی فیصلہ کرے کہ وہ ہدایت پر ہے یا نہیں۔

آں چُناں کہ گفت پیغمبر ز نور

کہ نشانش آں بود اندر صدر

کہ تجافی جوید از دار العنرور

ہم انابت آرد از دار السرور

ترجمہ : مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے سینے کے اندر نور کے داخل ہونے کی نشانی یہ فرماتی کہ وہ

اس جہان سے جو دھوکہ کا گھر ہے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور آخرت جو

خوشی کا گھر ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ

نور جب دل میں داخل کیا جاتا ہے تو سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

در فراخِ عرصۂ آں پاک جاں

تنگ آید عرصۂ ہفت آسماں

ترجمہ : مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی جان

میں حق تعالیٰ کے تعلق خاص کی برکت سے اس قدر فراخی اور کشادگی اور

وسعت ہوتی ہے کہ اس کے سامنے سات آسمان کی وسعت ہیچ ہوتی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ

ہے قلب حقیقت میں عرشِ رب ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے
 لَا يَسْعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَاءِي وَلَكِنْ يَسْعُنِي قَلْبُ عَبْدِ
 الْمُؤْمِنِ - ترجمہ : میں نہیں سمایا آسمان اور زمین میں لیکن مومن بندے کا
 قلب میری گنجائش رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نور کا محل قلب ہے اور کسی کے
 قلب کو ہم دیکھ سکتے نہیں تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو صاحبِ نور خود دعویٰ
 کرے کہ میرے اندر نور ہے یا صاحبِ نور کی کچھ علاماتِ خاصہ متعین ہوں
 پہلی صورت میں ہر اہلِ باطل اور ہر اہلِ حق کے دعویٰ کا امتیاز معلوم ہونا
 مشکل ہے اس لیے یہ صورت غیر مفید ہے کیونکہ ظاہر میں کوئی دلیل نہیں کہ
 یہ دعویٰ سچا یا جھوٹا ہے پس دوسری ہی صورت متعین ہوتی اور اسی صورت
 کی وضاحت حدیثِ مذکور میں بیان ہوتی۔

علمائے کبھی شخص کے اللہ والا ہونے کی یہی علامت لکھی ہے کہ اس
 کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور اس کی صحبت سے دل دنیا سے سرد ہونے لگے
 اور آخرت کی طرف توجہ بڑھنے لگے اور وہاں کی فکر پیدا ہو جائے اور اس
 کی صحبت میں بیٹھنے والوں میں اکثر لوگوں کا حال شریعت کے مطابق ہو
 اہلِ حق اور اہلِ باطل آج کل عوام کی نظر میں خلط ملط ہو رہے ہیں اس لیے
 ان علامات کو جن کا اوپر ذکر ہوا کسی شخص کے اللہ والا ہونے کی پہچان کا
 معیار بنانا چاہیے۔



التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ
 وَالسَّلَامُ لَكَ اللَّهُمَّ عَلَىكَ
 إِلَهَا السَّجْدُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ.

۶۶۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ وَأَبِي حَلَّادٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتَهُ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقَلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ رَوَاهُمَا النَّبِيَهْقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - (ص ۲۵۴ ج ۲ رقم - ۴۹۸۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ کسی بندہ کو دنیا میں زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) اور کم گوئی عطا کی گئی ہے تو اس سے قربت حاصل کرو اس لیے کہ اس کو حکمت سکھائی گئی اور دی گئی ہے۔

تشریح: بعض روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں سے عقلمند کون ہے ارشاد فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور موت کے بعد کے لیے بہت مستعد رہتا ہے اس حدیث شریف میں حکمت سے مراد نیک کرداری اور راست گفتاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ترجمہ: جو شخص حکمت دیا گیا وہ بے شک خیر کثیر دیا گیا۔ اور انہیں کو عالم ہر عمل مخلص کامل کہتے ہیں۔ پس شخص پر ایسے بندوں کی صحبت واجب ہے بعض عارفین نے فرمایا کہ ہم نشینی

الجنة

حلال العزلة

برای

الْبِسْمِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ ذَا لِمُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ذَا لِمُحَمَّدٍ
إِبْرَاهِيمَ رَحِمَ اللَّهُ مُحَمَّدًا

اختیار کرو اللہ تعالیٰ کی اور اگر اس کی صلاحیت اور طاقت نہ ہو تو ان لوگوں کی ہنسنی اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کی ہنسنی اختیار کرتے ہیں اور علات ایسے ولی اللہ کی یہ ہے کہ وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں کو دنیا سے بے رغبت کرے یعنی مال و جاہ کی محبت سے دلوں کو پاک کرے اور توشہ آخرت کی فکر دلوں میں پیدا کرے ایسا شخص عارف ہے اور نائب ہے پیغمبر علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کا دیدار اور صحبت اور خدمت ہم سب کو عطا فرمائیں۔ آمین (مظاہر حق) ص ۲۱، ج ۲، مرقات

ص ۸۱-۸۲، ج ۹



وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ



بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ

فقراء کی فضیلت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کا بیان

اس باب میں فقر کے شرف و فضیلت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ معیشت کے متعلق احادیث منقول ہیں۔

فقیر صابر بہتر ہے یعنی شاکر اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غنی شاکر افضل ہے کہ اس کے ہاتھ سے خیرات اور تقرب کی چیزیں مثل زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ اکثر ہوتی ہیں اور اغنیاء کی شان میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ تَرْجَمَهُ : اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اکثر علماء کی رائے ہے کہ فقیر افضل ہے کہ حال شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فقر ہی پر تھا اور صحیح یہ ہے کہ کسی کے لیے فقر مفید ہے کسی کے لیے غنا (مالداری) مفید ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں پر مہربان ہوتے ہیں تو ان کے لیے

۱۰ ریاض الصالحین کتاب الأذکار، باب فضل الذکر والحسب
علیہ ص ۵۳۵

الشَّهِيدِ

حلالہ عن والدہ

قِسْمِي

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

جو مفید ہوتا ہے صحت، بیماری، تنگدستی، مالدارسی وغیرہ وہ دیتے ہیں
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ فقیر صابر بہتر ہے
 یا غنی شاکر فرمایا فقیر شاکر دونوں سے بہتر ہے اشارہ ہے فقر کی فضیلت
 پر کہ فقر ایک نعمت ہے اس پر شکر کرنا چاہیے نہ کہ بلا ہے کہ اس پر صبر
 کرے۔ حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے متعلق نقل کرتے
 تھے کہ جب تک فقر کی فضیلت کا اقرار طالب سے نہ لیتے اس کو مرید
 نہ کرتے اور کہا **الْفَقْرُ أَفْضَلُ مِنَ الْغِنَاءِ** پھر ہاتھ پکڑا اور مرید کیا۔

فصل اول

۶۶ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَبِّ أَشَعَثَ أَغْبَرَمَدُ فَوْعِ أَبَا، بَوَابٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ - بَابُ فَضْلِ الضُّعْفَاءِ وَالْحَامِلِينَ ص ۳۲۹ ج ۲
 شَرْحُ الشُّنَّةِ ص ۳۰۷ ج ۷، دَقِيقٌ (۳۹۶۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہیں جو
 (بظاہر تو) پراگندہ بال نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ)
 دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے۔ (بالفرض اگر وہ ان دروازوں پر
 جائیں) لیکن (اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ایسے مقبول ہیں) اگر وہ
 بحالت ناز / اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر (قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ



الْهُمَّةُ صَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ
 إِنَّكَ سَمِيعٌ قَدِيرٌ



ان کی قسم کو پورا کرے۔

تشریح: حدیث مذکور میں دھکے دے کر نکالے جانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ امیروں کے دروازوں پر سوال کے لیے جاتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ ایسی ذات سے محفوظ ہوتے ہیں حدیث شریفہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ اگرچہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے مقبول ہیں کہ اگر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ (منظاہر حق ص ۲۲۲ - ۲۳۳ ج ۲)



۶۸، وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدًا أَنْ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا تَضَرُّونَ وَتَزْدَرُّونَ إِلَّا بضعفاءكم رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - (باب من اشتعان بالضعفاء والصالحين في العرب ص ۴۰۵ ج ۱ مشرح السنة ص ۳۰۳ ج ۲، رقم (۳۹۵۶))



ترجمہ حضرت مصعب ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نسبت یہ گمان کیا کہ ان کو اپنے کمرے پر فضیلت حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے گمان کو توڑنے کے لیے فرمایا تم کو دشمنان اسلام کے مقابلہ میں، مدنیوں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے ابھی کمزور اور فقیروں کی دُعا کی برکت سے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
عَلِيمٌ مُبِينٌ

تشریح چونکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت فضیلتیں رکھتے

تھے ان کو گمان ہوا کہ میری شجاعت اور سخاوت اور کرم سے مسلمانوں کو بہت نفع ہوا لہذا میں ان لوگوں سے جو ہماری طرح نہیں ہیں فضل ہوں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس گمان کو توڑنے کے لیے فرمایا کہ یہ گمان تم نہ رکھو بلکہ ان ضعیفوں اور فقیروں کا اکرام اور عزت کرو اور تکبر نہ کرو یعنی اپنے کو ان سے بڑا نہ سمجھو کیوں کہ دراصل انہیں کمزوریوں اور کمزوریوں کی برکت اور دعا سے حق تعالیٰ تمہاری مدد کرتے ہیں اور تمہیں رزق دیتے ہیں۔ (مظاہر حق ص ۳۴، ج ۴)

لہذا اپنا کمال نہ سمجھو کہ تکبر تمام نیکیاں ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رانی کے دانہ کے برابر بھی دل میں تکبر کا ہونا جنت سے محروم کر دیتا ہے۔

۶۹۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةٌ مَنِ دَخَلَهَا الْمَسْكِينُ وَأَصْحَابُ الْحُبِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِنَّ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةٌ مَنِ دَخَلَهَا النِّسَاءُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ - بخاری باب صفة الجنة والنار ص ۹۶۹، ج ۲ - مسلم: باب أكثر أهل الجنة الفقراء ص ۳۵۲، ج ۲ - شرح السنة ص ۳۰۴، ج ۱، رقم (۳۹۵۹)

ترجمہ: حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ - (بخاری ص ۱۰۰، ج ۱)



کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا (شبِ معراج میں یا خواب میں) جو لوگ جنت میں داخل ہوئے میں نے ان میں زیادہ تعداد غریبوں کی دیکھی اور دولت مندوں کو دیکھا کہ ان کو میدانِ قیامت میں روک لیا گیا ہے لیکن دوزخیوں یعنی کافروں کو دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے پھر میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور دیکھا تو دوزخ میں جانے والوں کی زیادہ تعداد عورتوں میں سے تھی۔

تشریح: عورتوں کی تعداد کی زیادتی کا سبب یہ ہے کہ دنیا کی حرص ان میں زیادہ ہوتی ہے اور آخرت کے کاموں سے مردوں کو روکتی ہیں حلال طریقے سے حاصل کی ہوئی دنیا کا حساب دینا ہوگا کہ کہاں خرچ کیا اور حرام کمائی والی دولت غلب کا سبب ہوگی۔ فقرا۔ اس سے بری نہیں گئے نہ حساب لیے جاویں گے نہ روکے جاویں گے میدانِ قیامت میں حساب کے لیے۔ (مظاہر حق ص ۳۵، ج ۲)

۶۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَ لَا جَالِسٌ قَارَأُ بِكَ فِي هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هَذَا وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَهُ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

الْوَكِيلُ

حَلَالٌ عَزْوَالٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلْهَمَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ قَالَ مُحَمَّدٌ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَيُّدٌ مُّجِيدٌ



اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْكَ فِي هَذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ مِّنْ فَقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ هَذَا حَرِيٌّ إِنْ
خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ
لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا
خَيْرٌ مِّنْ مِّلَاءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بِخَارِ
بَابِ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ ص ۹۰۳ - ۹۰۰ ج ۲ ابن ماجه : باب فضل
الْفُقَرَاءِ ص ۳۰۳ شرح السنّة ص ۳۰۴ ج ۲ رقم (۳۹۶۳)



جَلالہ عمیر الدین

ترجمہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب سے گذرا۔ آپ نے
ایک شخص سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا پوچھا اس شخص کی نسبت جو بھی
گذرا ہے، تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے عرض کیا یہ شخص شریف آدمیوں
میں سے ہے اور اللہ کی قسم اس قابل ہے کہ اگر کسی عورت کو نکاح کا پیام
دے تو اس کے پیام کو قبول کر لیا جائے اور کسی کی (حکام) سے سفارش
کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم خاموش ہو رہے۔ پھر ایک اور شخص آپ کے پاس سے گذرا،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی شخص سے پوچھا اور اس شخص کے
متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص مسلمان
فقرا میں سے ہے یہ اس لائق ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیام دے تو اس



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ
وَدُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
سَمِيعٌ عَظِيمٌ

کا پیام قبول نہ جائے اور کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے کسی سے کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ شخص اس جیسے دنیا بھرنے والے آدمیوں سے بہتر ہے۔ جس کی تو نے تعریف کی۔

تشریح: یہ ارشاد کہ شخص اُس جیسے دنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے مرتبہ میں تو ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کے متعلق یہ فرمایا وہ غنی (مالدار) ہوگا اور ایسی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ فقیر بسبب صفائی قلب کے پروردگار کے احکام کو جلد قبول کرتا ہے اور اغنیاء حق بات کے قبول کرنے سے رکشی اور استغناء اور تکبر کرتے ہیں اور یہ مشاہدہ ہے کہ علماء اور بزرگان دین کے شاگردوں اور مریدوں میں زیادہ تر فقرا ہوتے ہیں جو حق کو جلد قبول کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں شخص اول غنی تھا اور مومن تھا۔ کافروں سے نہ تھا کیوں کہ مفاضلہ کافر اور مومن میں نہیں ہوتا۔ کافر میں خیر کی نسبت کرنا جائز نہیں مومن مومن میں تفضل ہوتا ہے۔

(مظاہر حق ص ۲۳۹-۲۴۰ ج ۴)

۱۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ أَلْ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْرِ الشَّعْبِ يَوْمَئِذٍ مُّتَتَا بَعَيْنِ حَتَّى قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (بخاری: باب ما كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم یا کلون ص ۸۱۴ ج ۲، مسلم کتاب التَّهْدِي

ص ۲۰۹ ج ۲)

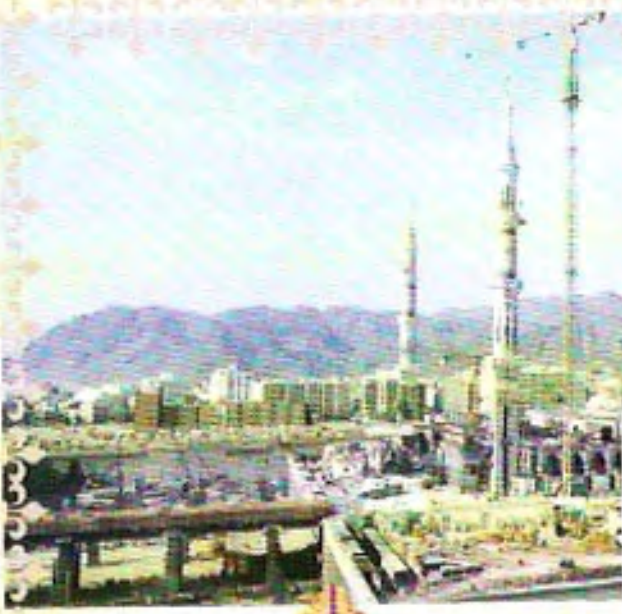
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْأَمِيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
وَعَلَى سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی دو روز مسلسل جوگی روٹی سے پیٹ نہیں
بھرا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

تشریح: حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ تکلیف برداشت کرنا مجبوری
کا نہ تھا کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر زمین کے خزانے پیش کیے گئے اور حکم ہوا کہ اگر آپ کہیں تو مکہ کے
پہاڑ کو سونا کر دیں آپ کے لیے۔ لیکن آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور
عرض کیا کہ اے اللہ مجھے پسند ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں تاکہ صبر
کروں اور ایک دن کھا کر سیر ہوں تاکہ شکر کروں اور آپ کے اوپر
فتوحات سے جو مال آتا تھا وہ سب اُمت پر تقسیم فرمادیتے آپ کے اس
طرز سے زندگی گزارنے میں بڑی تسلی ہے اُمت کے فقراء اور مساکین
کے لیے اور امراء کے لیے سبق ہے اپنی حاجات پر مساکین کو ترجیح دینے کا
۶۲ / وَعَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَهُ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالٍ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ
وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَشْرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ
مَنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لَيْفٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَدْعُ اللَّهَ
فَلْيُوسِعْ عَلَيَّ أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ قَدْ وَسِعَ عَلَيْهِنَّ
وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَقَالَ أَوْفَى هَذَا



أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَوْلَيْكَ قَوْمٌ عَجَلَتْ لَهُمْ طَيْبَاتُهُمْ
 فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي رِوَايَةٍ أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمْ
 الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (بخاری: باب مَوْعِظَةِ
 الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا ص ۸۱، ج ۲، ترمذی ابوابِ صِفَةِ
 الْقِيَمَةِ ص ۴۳، ج ۲، شرحُ السُّنَنِ ص ۳۰۷، ج ۲، رقم (۳۹۶۰)
 مسلم کتاب الطَّلَاقِ: باب بیان أن تَخِيَّرَهُ امْرَأَتَهُ لَا يَكُونُ طَلَاقًا
 إِلَّا بِالسُّنَّةِ ص ۳۸، ج ۱ واللفظُ للبخاری

المبتدئين

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ اس وقت
 کھجور کے پٹھوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کے اوپر فرش
 نہ تھا۔ بوریٹے نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو پر نشان ڈال
 دیتے تھے اور آپؐ کے سر ہانے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کا
 پوست بھرا ہوا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دُعا فرمائیے

کہ وہ آپؐ کی اُمت کو فراخی (خوشحالی) عطا فرمائے۔ فارس اور روم کے
 لوگ خوش حال بنائے گئے ہیں حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے
 آپؐ نے فرمایا خطاب کے بیٹے! کیا تو بھی اسی خیال میں ہے (یعنی
 کیا سمجھ کو اس کی بصیرت عطا نہیں ہوئی ہے اور حقیقت سے بھی تک
 ناواقف ہے) یہ وہ لوگ ہیں (یعنی فارس و روم کے لوگ) جن کو دنیا

حلالہ عمروا

کاملہ

أَنْتُمْ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ
 حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

کی زندگی ہی میں خوبیاں دے دی گئی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں یہ الفاظ فرماتے کیا تو اس پر رضی نہیں ہے کہ ان کو دُنیا ملے اور ہم کو آخرت ۔

تشریح: بعض شرح حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فراخی اور کشادگی مال و رزق حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مانگی تھی مگر آپ کی عظمتِ شان کے پیش نظر اس عنوان کو مناسب نہ سمجھا اور امت کے لیے درخواست کی اور صاحبِ مظاہر حق لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اوپر فقر اختیار فرمایا اور امت کے ضعف اس کا تحمل نہ کر سکیں گے اس لیے امت کے ضعف کا خیال کرتے ہوئے فراخی کو مناسب سمجھ کر اس کی درخواست کی ۔

۴۳ ر وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا



إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تُزِدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
 البخاری باب لِيَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ اسْفَلَ مِنْهُ ص ۹۶ ج ۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے
 جو اس سے زیادہ مال دار اور شکیل ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس شخص پر بھی نظر
 ڈالے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت
 میں یہ الفاظ ہیں کہ اس شخص کو دیکھو جو تم سے کمتر درجہ کا ہے اور اس شخص
 کی طرف نہ دیکھو جو مرتبہ میں تم سے زیادہ ہے اور ایسا کرنا تمہارے لیے
 ضروری ہے تاکہ تم اس نعمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے حقیر نہ سمجھو۔
 تشریح: حاصل یہ کہ جب کسی شخص کو اپنے سے زیادہ مالدار یا خوب صورت یا
 خوش لباس دیکھے تو فوراً اس شخص کو دیکھے جو اپنے سے ان باتوں میں کمتر ہو
 تاکہ حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کی توفیق ہو اور یہ بھی شکر ادا
 کرے کہ حق تعالیٰ نے اس شخص کی طرح مجھے دنیا میں مبتلا نہیں فرمایا۔
 اسی لیے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی دنیا دار کو دیکھتے تو کہتے
 اللَّهُمَّ اسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید کا واقعہ لکھا ہے کہ اس کو کسی نے مارا

۱ کتاب الزُّهْد ص ۲۰۷ ج ۲ -

مشرحُ السُّنَنِ ص ۳۲۲ ج ۷ رقم (۳۹۹۴)

مسند احمد ص ۳۴۰ ج ۲ رقم (۷۴۶۷)

الْعَلَمَاتُ

حَمَلَةُ غَمْرٍ وَالدُّنْيَا

سَلَامٌ

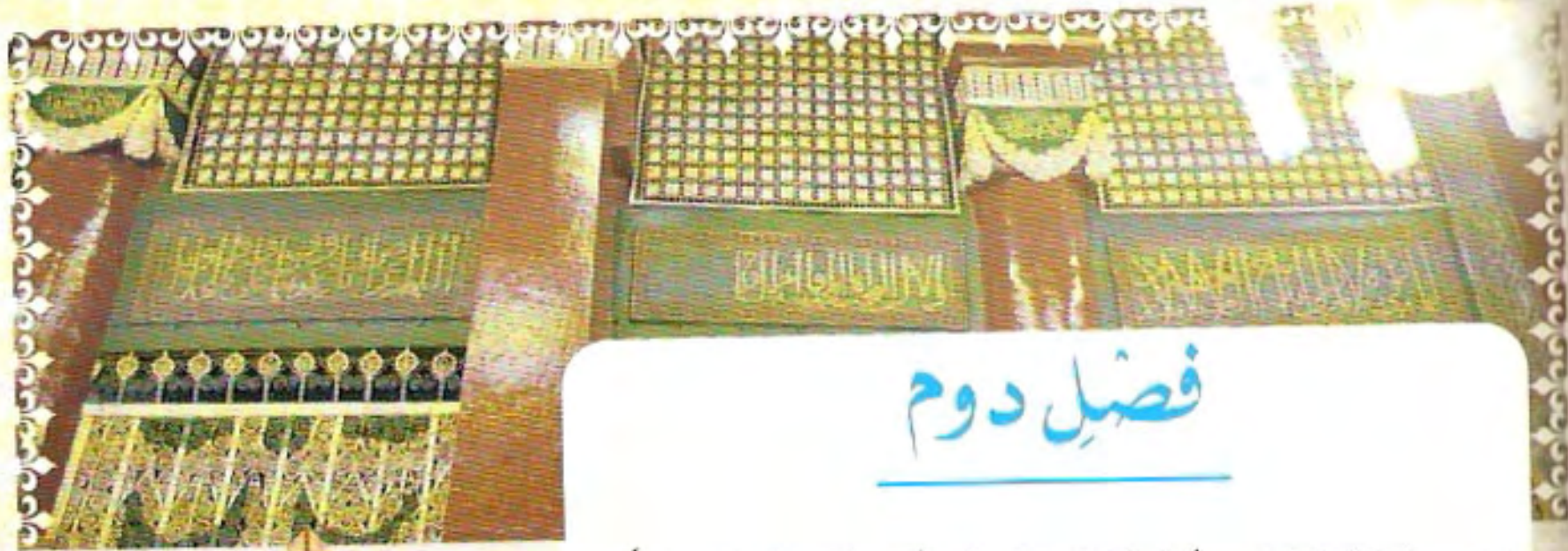
سَلَامٌ

الْحَيَاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ
 وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامَةُ عَلَيْنَا وَعَلَى
 عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
 شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اور قید کیا۔ اس نے امامؑ سے شکایت کی فرمایا شکر ادا کر کہ اس سے بڑی بلا میں نہ گرفتار ہوا۔ پھر اس سے بری ہو کر ایک دفعہ ایک کنوئیں کی قید میں ڈالا گیا۔ پھر امامؑ نے اس کو صبر و شکر کی تعلیم دی۔ پھر بری ہوا اور کچھ دن بعد ایک یہودی نے قید کیا اور ہر ساعت اذیت دیتا اور زنجیر میں باندھ کر اپنے پاس رکھا۔ پھر امامؑ سے شکایت کی اور کہا کہ کیا اس سے بھی کوئی بلا شدید ہے۔ حضرت امامؑ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صبر و شکر کر کیونکہ اس سے بھی شدید بلا ہے اور وہ یہ کہ کفر کا طوق تیری گردن میں ڈالا جاوے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۗ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ البتہ آخرت کے معاملہ میں ہمیشہ اپنے سے اونچے لوگوں کو دیکھے تاکہ اپنے سے زیادہ اعمال والوں کو دیکھ کر اپنے اعمال پر ناز و تکبر نہ پیدا ہو۔

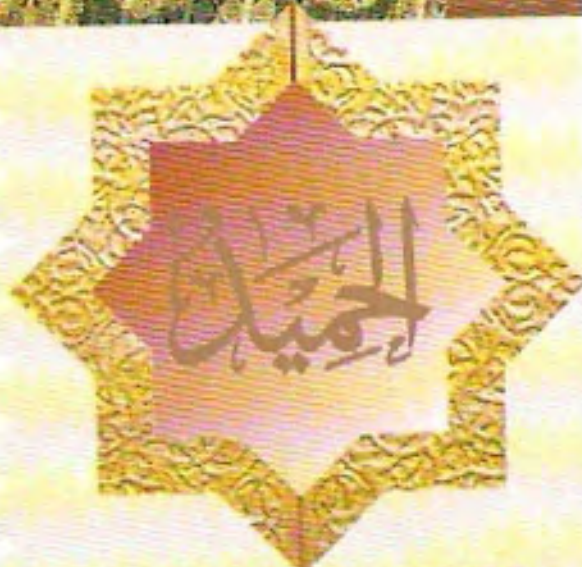


اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ



فصل دوم

۶۴/ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ
عَامٍ نَصَفَ يَوْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - باب ما
جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم
ص ۶۰، ج ۲. مسند احمد ص ۴۵۷ ج ۲ رقم (۱۵۲۲)



حلالہ عم نوالہا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَذِّنْ لَهُمْ أَهْلَهُمْ
عَلَى الْبَيْتِ وَبَارِكْ عَلَى الْبَيْتِ
وَأَذِّنْ لَهُمْ أَهْلَهُمْ
بَارِكْ عَلَى الْبَيْتِ
وَأَذِّنْ لَهُمْ أَهْلَهُمْ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء جنت میں دولت مندوں سے
پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے جو قیامت کا آدھا دن ہے۔
تشریح: قیامت کے دن کی درازی اس دن ایک ہزار برس کی ہوگی
جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۗ ترجمہ: اور تحقیق آپ کے پروردگار کے نزدیک
قیامت کا دن ایک ہزار سال کے برابر ہے ان دنوں سے جن کو تم
شمار کرتے ہو۔ مگر سختی کافروں پر ہوگی اور نیک بندوں پر یہ دن ایک
ساعت کے مانند ہوگا۔ آگے جو روایت ہے کہ چالیس برس پہلے فقراء

امرات سے جنت میں داخل ہوں گے تطبیق یہ ہے کہ یہ اختلاف فقہرات کے مراتب و درجات کے اعتبار سے ہوگا۔ یعنی صبر و شکر میں جس کا درجہ اعلیٰ ہوگا وہ پانچ سو برس پہلے داخل ہوگا۔ جس کا کمتر ہوگا وہ چالیس برس پہلے داخل ہوگا، جامع الاصول میں ہے کہ جو فقیر حریص ہوگا وہ غنی حریص سے چالیس برس پہلے جنت میں جائے گا اور جو فقیر زاہد ہوگا وہ غنی زاہد دنیا سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوگا۔ (مظاہر حق ص ۴۴۴-۴۴۵، ج ۴)

۶۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ أَحْبِبْنِي مَسْكِينًا وَأُمَّتِي مَسْكِينًا وَأَحْشُرْ نِي فِي زُمْرَةِ الْمَسْكِينِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرْتَدِي الْمَسْكِينِ وَلَوْ بِشِقِّ ثَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسْكِينِ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ يُقَرِّبُكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيدِ إِلَى قَوْلِهِ فِي زُمْرَةِ الْمَسْكِينِ - (ترمذی: باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم ص ۶۰-۶۱ ج ۲ - مجمع الزوائد ص ۴۶۳ ج ۱ رقم ۱۶۹۰۶) عن عبادة - بيهقي ص ۳۴۰ ج ۴ رقم ۱۰۵۰۴) ابن ماجه أبواب الزهد باب مبعاسة الفقراء ص ۳۱۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول



أَنَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
إِلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّى عَلَى
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيبٌ مُجْتَبَى
وَتَارِكٌ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
مُحَمَّدٍ كَمَا تَارِكٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَبِيبٌ مُجْتَبَى

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مجھ کو مسکین بنا کر رکھ اور
 مسکین مار اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں؟ (یعنی آپ یہ دُعا کیوں کرتے ہیں)
 آپ نے فرمایا اس لیے کہ مسکین جنت میں دولت مندوں سے چالیس
 برس پہلے داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! مسکین کو (اپنے دروازہ سے
 خالی ہاتھ) نہ واپس کرو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو اے عائشہ! مسکینوں
 سے محبت کرو اور ان کو اپنے سے قریب کر (یعنی اپنی مجلسوں میں ان کو شریک
 رکھ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو اپنے قریب رکھے گا۔

تشریح: مسکین کا لفظ یا تو مسکنت سے مشتق ہے جس کے معنی نہایت
 تواضع کے ہیں یا سکون اور سکینہ سے ہے جس کے معنی وقار اور اطمینان
 اور رضا بالقضا کے ہیں اس حدیث شریف میں اُمت کے لیے تعلیم
 ہے کہ فقراء اور مسکین کی فضیلت کو پہچانیں اور ان سے محبت رکھیں تاکہ
 ان کی برکت حاصل ہو اور اس حدیث میں مسکینوں کے لیے تسلی ہے اور ان
 کے درجات سے اُمت کو آگاہ کرنا ہے۔ مسکین بننے کی دُعا سے مراد
 یہ ہے کہ اتنی دُنیا مل جاوے جس سے کسی کا محتاج نہ رہے اور کثرتِ مال سے
 محفوظ ہو۔ کیونکہ مال کی کثرت مقررین بارگاہِ حق کے لیے وبال ہے۔

ایک بادشاہ فقراء اور صلحاء کی جماعت سے گذرا ان لوگوں نے اس کی
 طرف التفات نہ کیا پوچھا تم لوگ کون ہو۔ کہا ہم لوگ تارکِ دُنیا سے

الْمُحْصِي

حَمْدُهُمْ

بِسْمِ اللَّهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

محبت رکھتے ہیں اور تارکِ آخرت سے عداوت رکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے فقیر صابر بہتر ہے غنی شکرت سے اور فقیر صابر وہ ہے جو دل کا فقیر نہ ہو یعنی دل کا غنی ہو اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر رضی ہو۔

(مظاہر حق ص ۴۶ ج ۴)

۶۶ / وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 ابْغُورْنِي فِي ضُعْفَائِكُمْ فَإِنَّمَا تَرْزُقُونَ أَوْ تُنْصَرُونَ بِضُعْفَائِكُمْ
 رواه أبو داود - (باب في الانتعاش برذيل الخبيل والضعفاء ص ۳۳۸
 ج ۱ شرح السنة ص ۳۳ ج ۴ رقم (۳۹۵۷) 'ترمذی: باب
 ما جاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين ص ۲۹۹ ج ۱، سنن
 كتاب الجهاد باب الاستنصار بالضعيف ص ۶۴ ج ۲ -

ترجمہ: حضرت! نبی دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری رضا مندی کو اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو (یعنی ان کو رضی رکھو) اس لیے کہ تم کو تمہارے ضعیفوں ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جاتی ہے تشریح: ضعیفوں سے مراد مظلوم ہیں خواہ غنی کیوں نہ ہوں اور ان کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے اور دشمنوں پر فتح ہونا اس لیے ہے کہ ان میں اقطاب اور اوقات بھی ہوتے ہیں جن کے ذریعہ انتظام ہوتا ہے بلاد اور عباد کا اور کہا ابن مالک نے کہ ڈھونڈو مجھ کو تم ان ضعیفوں کے حقوق کی



بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ



حفاظت میں اور ان کے اکرام کے ذریعہ اور ان کے دلوں کو خوش کرنے کے ذریعہ کہ جس نے ان کا اکرام کیا اس نے میرا اکرام کیا اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی کیونکہ میں ان کے ساتھ ہوں تن سے بعض اوقات میں اور دل و جان سے جمیع اوقات میں اور یہ حدیث بھی اس مضمون کی تائید کرتی ہے کہ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَى لِي بِأَلْحَزَبِ (حدیث) ترجمہ : جس نے دشمنی کی میرے ولی سے پس اس نے پیش قدمی کی مجھ سے جنگ کے لیے۔ (مظاہر حق)



۶۶ - وَعَنْ أُمِّيَّةَ بِنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكَ الْمُهَاجِرِينَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ - (شَرْحُ السُّنَّةِ ص ۳۰۳ ج ۴، رقم (۳۹۵۷))

ترجمہ: حضرت امیہ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقرا مہاجرین کے ذریعہ اللہ سے (کفار پر) فتح حاصل ہونے کی دعا فرمایا کرتے تھے۔
تشریح: صعالیک جمع ہے صعلوک کی یعنی مثل عصفور چھوٹی چڑیا



أَلَهُمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
عَبِيدُكَ أَحْسَنُ

۱۱ - مجمع الزوائد ص ۴۷۷ ج ۱۰ رقم (۱۷۹۵۲) والطبرانی
في الأوسط ص ۳۶۰ ج ۱ رقم (۶۱۳) والكبير ص ۱۱۳
ج ۱۲ رقم (۱۲۷۱۹) ۱۱ - مظاہر حق ص ۷۸ - ۷۹ ج ۴

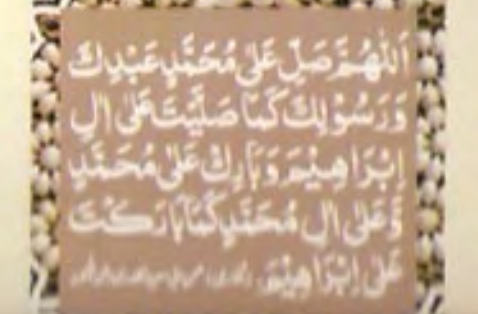
مُرَاد فَقْرًا هِيَ مُلَاعِي قَارِي رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نِي بُوَ اَسْطَه مَهَاجِرِيْنَ فَقْرًا كِي دُعَا
 كِي مَعْنَى اِس طَرَح سِي لَكْهِي هِي كِي اَسِي صَلِي اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِس طَرَح
 دُعَا فَرَمَاتِي تَحِي كِي اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ بَعْبَادِكَ
 الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ - تَرْجَمَه : اِي اللّٰهُ شُكْرِيْنَ پَر مِدُو فَر مَهَاجِرِي
 فَقْرًا مَهَاجِرِيْنَ كِي بَرَكْت سِي اِس سِي كَس قَدْر فَقْرًا كِي بَرْكِي ثَابِت هُو تِي
 هِي - كِي اِن كِي بَرَكْت سِي حَضْرُو صَلِي اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعَا مَگْتِي تَحِي
 شَاهَاں چِي عَجْب كَر بِنُو اَز نَد كَر اَرَا

(مناظر حق ص ۷۴۹ ج ۴)

۷۸ - وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ فَاَجْرًا بِنِعْمَةٍ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا هُوَ لَاقِي
 بَعْدَ مَوْتِهِ اَنَّ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوتُ يَعْنِي النَّارَ رَوَاهُ
 فِي شَرْحِ السُّنَنِ - ص ۳۲۲ ج ۷ رقم (۳۳۹۸)

تَرْجَمَه : حَضْرَت ابو هُرَيْرَه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ سِي رَوَايْت هِي
 كِي فَرَمَا يَا رَسُوْل اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي كَسِي فَاَجْر بِيْعْنِي كَا فَر بَا فَا تَق
 كِي نِعْمْت دُنْيَا وِي پَر رَشَكْت كَر اِس لِي كِي تُو نَمِيْس جَانَا كَر مَرْنِي كِي بَعْد اِس
 سِي كِيَا سَلُو كَر هُو نِي وَا لَا هِي فَاَجْر كِي لِي اللّٰهُ كِي يِهَاں اِي كَر قَاتِل
 هِي جُو مَر تَا نَمِيْس لِيْعْنِي دُو زَخ كِي اَكْ -

تَشْرِيْح : يِه بِيْمَارِي اَج حَام طُوْر پَر هَمَارِي اِنْدَر اَسِي كِي هِي كِي مَال دَار



شرابی زانی فاسق کے بنگلوں اور کاروں اور ظاہری ٹھاٹ پر بعض غریب مسلمان لالچ کی نگاہ ڈالتا ہے۔ حالانکہ نیک بندوں کی عبادت پر لالچ کرنی چاہیے تھی نہ کہ ان دنیا داروں پر جن کے دلوں میں ہزاروں فکر و پریشانی بھری ہے اور طمینان قلبی صرف اللہ والوں کو عطا ہوتا ہے، حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ

از بروں چوں گور کافر پر حائل

واندروں قہر خدائے عز و جل

ترجمہ: باہر سے یہ امیر لوگ کافر کی قبر کی طرح پُر بہا رہیں اور اندر کافر کی قبر میں جس طرح عذاب ہو رہا ہے اسی طرح نافرمان دنیا دار کے قلب میں فکر و پریشانی اور بے سکونی کا عذاب ہو رہا ہے۔

۶۹ ر وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسُنَّتُهُ وَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسُّنَّةَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ -

ص ۳۲۶ ج ۷ رقم (۴۰۱) مسند احمد ص ۲۶۵ ج ۲

رقم (۶۸۶۹) مجمع الزوائد ص ۵۱۵ ج ۱ رقم (۱۸۰۷۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قحط ہے، جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے نجات

المعبد

حلالہ عمیر الدنیا

الصلوات

اللہ والوں

الصلوات
عليك ايها النبي
ورحمة الله
وبركاته. السلام
علينا
وعلى عباد الله
الطالحين

پاتا ہے۔

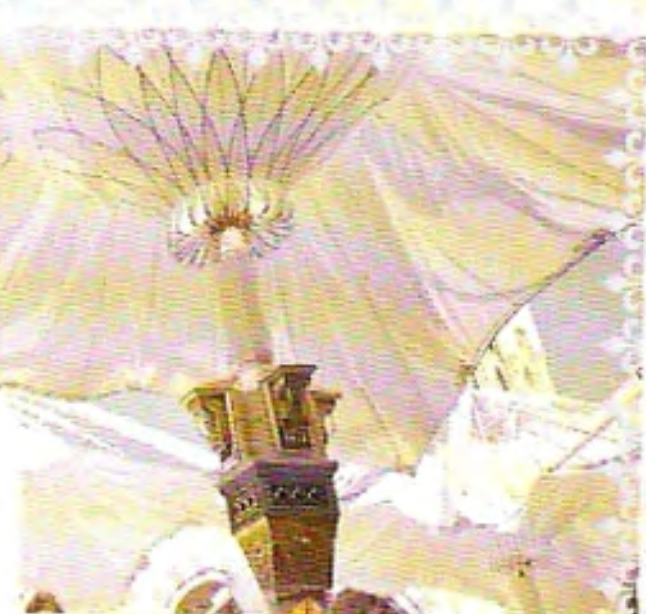
تشریح: قید خانہ اور قحط ہے کہ ہمیشہ محنت اور تنگی معاش میں رہتا ہے
یعنی اگر دنیا کی نعمت بھی مومن کو مل جاوے پھر بھی آخرت کی نعمتوں کے
مقابلہ میں یہاں کی رحمتیں اور نعمتیں قید خانہ اور قحط کا حکم رکھتی ہیں یا مراد یہ ہے
کہ مومن ہمیشہ طاعت اور عبادت اور مجاہدہ کی زندگی گزارتا ہے اور اس
محنت آباد سے خلاصی کا شوق رکھتا ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ
لَا يَخْلُو الْمُؤْمِنُ مِنْ قَلْبَةٍ أَوْ عِلَّةٍ أَوْ ذَلَّةٍ وَقَدْ يَجْتَمِعُ لِلْمُؤْمِنِ
الْكَامِلِ جَمِيعُ ذَلِكَ . ترجمہ: نہیں خالی ہوتا مومن کسی مال یا
بیماری یا ذلت سے کبھی مومنِ کامل میں یہ سب جمع ہوتے ہیں۔

(منظاہر حق) مرقات ص ۱۰۱ ج ۹

۸۰۔ وَعَنْ قَنَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا أَحْمَاةَ الدُّنْيَا كَمَا يَظُلُّ
أَحَدُكُمْ يَحِيئِي سَقِيمَةَ الْمَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ .

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ
سے محبت کرتا ہے اس کو دنیا سے بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی
اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

تشریح: یعنی جس طرح استسقا اور ضعفِ معدہ وغیرہ کے مریضوں کو



پانی سے بچایا جاتا ہے بوجہ نقصان کرنے کے اسی طرح حق تعالیٰ جس بندہ سے محبت فرماتے ہیں اس کو دنیا کے مال اور جاہ اور منصب اور تمام اُن باتوں سے بچاتے ہیں جو اس بندہ کے دین کے لیے نقصان کا سبب ہونے والا ہو اور جس سے اس کی آخرت کا نقصان ہو۔ مظاہر حق ص ۷۵، ج ۲، مرقات ص ۱۰۲، ج ۹

۸۱ ر وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْتَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ يَكْرَهُهُ الْمَوْتُ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِمُؤْمِنٍ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُهُ قِلَّةُ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقْلٌ لِلْحِسَابِ رَوَاهُ أَحْمَدُ - مَسْنَدُ أَحْمَدُ ص ۳۹۹ ج ۵ رقم (۲۳۸۸) مجمع الزوائد ص ۴۵۳ ج ۱ رقم (۱۷۸۷۹)

ترجمہ: حضرت محمود ابن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں جن کو آدم کا بیٹا بُرا سمجھتا ہے۔ ایک تو موت کو حالانکہ موت مومن کے لیے فتنہ سے بہتر ہے دوسرے مال کی کمی کو حالانکہ مال کی کمی حساب میں کمی کی وجہ سے تشویش: فتنہ سے مراد گرفتاری شرک اور کفر اور گناہ ہے اس فتنہ سے مومن کی موت بہتر ہے لیکن اگر دنیا کی کوئی مصیبت اور تکلیف ہے تو یہ مومن کے لیے گناہوں کے معاف ہونے کا کفارہ ہے اور درجات بلند ہونے کا سبب ہے پس ایسی صورت میں موت کی تمنا جائز نہیں اسی

الْمُحِبِّ

حلالہ عموالہ

بِسْمِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ وَالتَّسْلَامُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ

طرح مال کی کمی سے مومن کو خوش ہونا چاہیے کہ قیامت کے دن حساب مختصر ہوگا۔ نیز مال زیادہ کمانے کی مشقت اور فکر و پریشانی فقر کی محنت سے کم نہیں اور بقدر ضرورت پر قناعت میں آفرت کی تیاری کا وقت زیادہ ملتا ہے اور دل میں نرمی اور صفائی خوب رہتی ہے (منظر ہر حق)

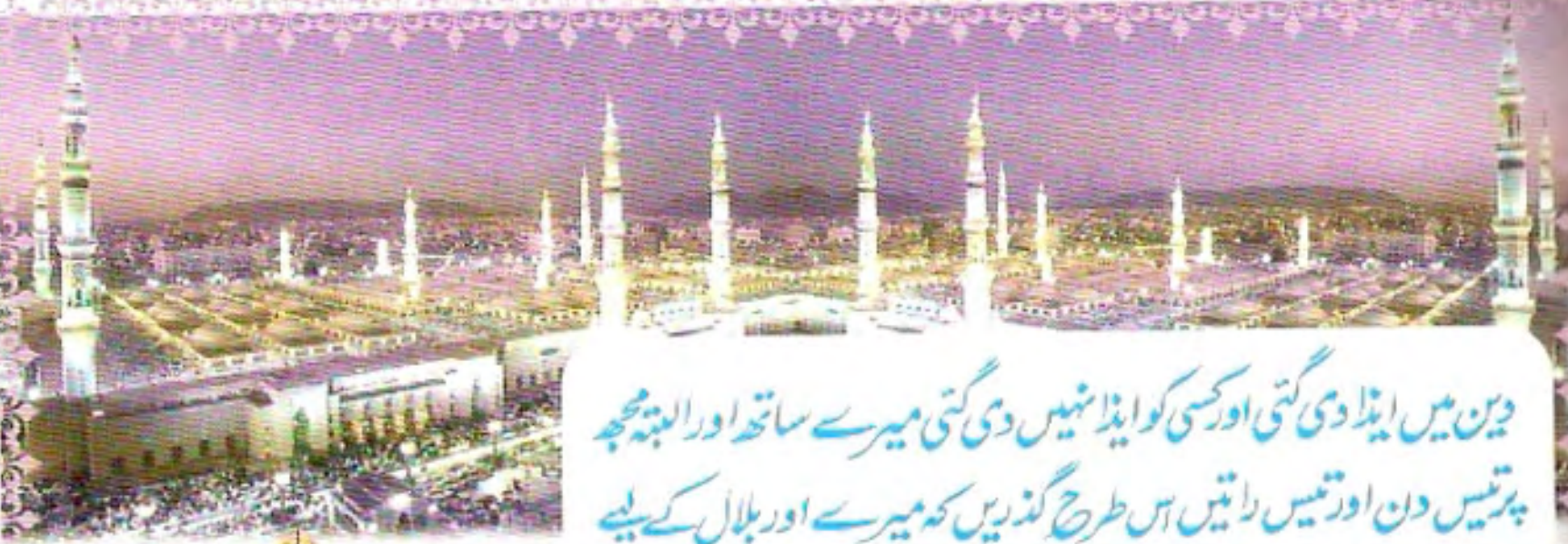
ص ۵۱، ج ۴۔ مرقات ص ۱۰۳ ج ۹

۸۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُؤذِيْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذِي أَحَدٌ وَلَقَدْ آتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ وَمَالِي وَلِبْلَالٍ طَعَامٌ يَا كُلُّهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُؤَارِيهِ ابْنُ بِلَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ مَعْنَى وَهَذَا الْحَدِيثِ جِئْتُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ إِثْمًا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ إِبْطِهِ - (شرح السنّة ص ۳۱۱ ج ۴ رقم (۳۹۷۵) ترمذی: ابواب صفة القيامة

ص ۲۴۷ ج ۲

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (اللہ کے دین کے اظہار کے سبب) ڈرایا گیا اور (میرے ساتھ) کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا (یعنی ابتداءً اظہار اسلام میں کوئی میرے ساتھ نہ تھا) اور مجھ کو اللہ کے





دین میں ایذا دی گئی اور کسی کو ایذا نہیں دی گئی میرے ساتھ اور البتہ صحیح
پرتیس دن اور تیس راتیں اس طرح گزریں کہ میرے اور بلال کے لیے
کھانا نہ تھا وہ کھانا جس کو ہر جگر رکھنے والا کھاتا ہے مگر ایک نہایت خفیف
سی چیز جس کو بلال بغل میں چھپاتے رہتے تھے ترمذی نے اس حدیث
کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے بھاگ
کر باہر نکلے تو آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور
حضرت بلال کے پاس کھانے کی چیزوں میں سے صرف اتنا تھا جس کو
وہ بغل میں دبائے رہتے تھے۔

الْمَدِينَةُ

حَلَالَةُ عَمْرٍو

صَلَّى

صَلَّى

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَىٰ آلِهِ وَارْحَمِهِمْ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
مُحَمَّدٌ وَآلُ مُحَمَّدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

تشریح : مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس
قدر میں ڈرایا گیا دین کی راہ میں اور جس قدر اذیت دیا گیا اس قدر کوئی نبی
نہ تو ڈرایا گیا اور نہ اذیت دیا گیا۔ اس لیے کہ ایذا شہرخص کو اس کے مرتبہ کے
مطابق ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے عالی تر ہے
آپ کے اندر خواہش امت کے ایمان اور ہدایت کی سب سے زیادہ
تھی اور یہ جو روایت میں ہے کہ حضرت بلال ساتھ تھے حالانکہ ہجرت کے
وقت حضرت بلال نہ تھے تو یہ قصہ غالباً اس وقت کا ہے جب ابو طالب
کا انتقال ہوا اور اسی کے قریب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
انتقال ہوا اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے اس وقت
ابتلا اور اذیت کفار کی طرف سے بہت بڑھ گئی پھر آپ حضرت خدیجہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے انتقال کے تین ماہ بعد مکہ سے طائف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک ماہ تک وہاں تبلیغ فرمائی لیکن کسی نے نہ مانا اور اپنے لڑکوں کو اور نادانوں کو لگا دیا یہ لوگ آپ کو تپھر مارتے تھے حتیٰ کہ آپ کے خون مبارک سے آپ کے نعلین مبارک آلودہ ہو گئے اور یہ لوگ خوب ہنستے۔ پروردگار عالم نے ایک ابر بھیجا جس نے آپ پر سایہ کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ اگر آپ فرمائیں تو پہاڑوں کو ملا دیا جاوے اور ان کفار کو پیس دیا جاوے آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان کفار کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا ہو جو ایمان لاوے اس وقت آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہونے کا امکان ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۸۳ ر وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بَطُونِنَا عَنْ حَجْرٍ حَجْرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهِ عَنْ حَجْرَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
بَابُ فِي مَعِيَشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ص ۶۲ ج ۲ - شَرْحُ السُّنَّةِ ص ۳۱۱ ج ۲ رَقْم (۳۹۷۴)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر تپھر بندھا ہوا دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



حلالہ عمروالہ



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأَمِينِ

نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا تو آپ کے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔
تشریح: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فقر اختیاری تھا اضطراری
نہ تھا اور آپ کے اس طرز عمل میں مساکین و فقرا امت کے لیے بڑی
تسلی ہے۔

۸۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ أَصَابَهُمْ جُوعٌ فَأَعْطَاهُمْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
ابوابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ ص ۴۳، ج ۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ فقرا صحابہ کو جب بھوک نے ستایا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے ان کو ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔

تشریح: یعنی فقر و تنگی رزق ان حضرات پر اس قدر زیادہ تھی کہ کبھی ایک
ہی کھجور ہر گنڈا کرتے تھے۔

۸۵۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصَلْتَانِ مَنْ كَانَتْ
فِيهِ كِتَابَةُ اللَّهِ شَاكِرًا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ
فَوْقَهُ فَاقْتَدَى بِهِ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاةٍ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ
اللَّهُ عَلَى مَا فَضَّلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللَّهُ شَاكِرًا صَابِرًا
وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاةٍ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

روایت: ابن ماجہ، ص ۱۰۰، ج ۱

إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاسِفَ عَلَى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبَهُ

اللَّهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - (ابواب

صِفَةِ الْقِيَامَةِ ص ٤٤، ج ٢ مَشْرُحُ السُّنَّةِ : ص ٣٢٣ ج ٤ رقم (٣٩٩٤)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے

دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا دو خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ پائی جائیں اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر

لوگوں میں لکھ دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ دینی امور میں جو کسی شخص کو اپنے سے

بہتر و برتر دیکھے تو اس کی اقتدار کرے اور دنیاوی امور میں اس شخص کو دیکھے

جو اس سے کمتر درجہ کا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے کہ اس

نے اس شخص پر اس کو فضیلت بخشی ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو (شاکر اس

لیے کہ اس نے کمتر درجہ کے شخص کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا ہے) اور

صابر (اس لیے کہ اس نے اپنے سے بالاتر شخص کو دیکھ کر صبر کیا) لکھ

دیتا ہے اور جو شخص دین میں اس شخص کو دیکھے جو اس سے کم ہے اور دنیا

میں اس شخص کو دیکھے جو اس سے بالاتر ہے۔ پھر تم کرے اس چیز پر جو

اس سے فوت ہوئی یعنی مال وغیرہ تو اللہ تعالیٰ اس کو صابر اور شاکر

قرار نہیں دیتا۔

تشریح: صابر و شاکر کرتا ہے یعنی حق تعالیٰ اس پر عمل کرنے والے کو

مومن کامل کرتا ہے (مظاہر حق ص ٤٥٤ ج ٢)



حدیث مذکور میں تعلیم ہے کہ امور دُنیا میں اپنے سے کمتر انسان کو دیکھے اور دین کے معاملہ میں اپنے سے بہتر انسان کو دیکھے اس کا انعام اور ثمرہ یہ ہوگا کہ اپنے سے کمتر اور غریب کو دیکھ کر اس کو شکر کی توفیق ہوگی اور قلب حسرت اور رنج اور غم سے امن اور سکون میں رہے گا برعکس اگر اپنے سے امیر اور مالدار اور عیش والے کو دیکھتا تو حسرت اور غم قلب بے سکون ہو جاتا اور ناشکری سے نعمت موجودہ کے زوال کا اور عذاب الہی کا خطرہ الگ۔

اس طرح دین کے معاملہ میں اپنے سے زیادہ علم اور عبادت والے کو دیکھنے سے اپنی عبادت سے ناز اور غرور ٹوٹ جاوے گا اور زیادہ عبادت کی حرص پیدا ہوگی۔ تو عجب اور تکبر سے نجات اور توفیق زیادتی عبادت کی کس قدر بڑی نعمت ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس اصول پر زندگی گزارنے سے روح اور قلب کو جو سکون ملتا ہے وہ دُنیا کے کسی اصول سے نہیں حاصل ہو سکتا۔ یہی وہ علوم نبوت ہیں جو حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کو قومی تر کرتے ہیں کہ اُمی ہونے کے باوجود آپ کا یہ علم حق تعالیٰ کے سرچشمہ علم سے منعکس ہو کر ہم تک پہنچا۔

القیوم

حَمْدُكَ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ
آلِهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ
آلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَا يَجْرِي



فصل سوم

۸۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا أَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلَقَةٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ قُعُودٌ إِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ إِلَيْهِمْ فَقُمْتُ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشِّرْ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ بِمَا يَسُرُّ وَجُوهَهُمْ فَإِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِينَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَلْوَانَهُمْ أَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَحَتَّى تَمَنَيْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ أَوْ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

(ص ۲۶۷ ج ۲ رقم ۲۸۴۳)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور فقراء مہاجرین کا حلقہ جما ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فقراء مہاجرین کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے میں اٹھا اور فقراء مہاجرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین کو وہ بشارت پہنچا دینی چاہیے جو ان کے چہروں کو شگفتہ کر دے (اور وہ بشارت یہ ہے کہ وہ جنت میں دولت مندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا (یہ سن کر) فقراء مہاجرین کے





چہروں کا رنگ روشن ہو گیا۔ عبد اللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ فقرا مہاجرین کو خوش پا کر میں نے اپنے دل میں یہ آرزو کی کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔

تشریح: اسی باب میں فصل دوم کی حدیث نمبر ۴، اور ۵، میں چکی ہے

۸۷۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَمَرَنِي خَلِيلِي بِسَبْعِ أَمْرٍ بِحُبِّ الْمَسْكِينِ وَالَّذِي نَوْمُهُمْ وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّجَعَ وَإِنْ أَذْبَرْتُ وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَأَيْتِمٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَكْثَرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهُمْ مِنْ كَنْزِ تَحْتِ الْعَرْشِ رَوَاهُ أَحْمَدُ .

(ص ۱۹۰ ج ۵ دقو ۲۱۵۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے خلیل جانی دوست نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے حکم دیا مجھ کو یہ کہ میں مساکین سے محبت کروں اور ان سے قریب ہوں اور یہ حکم دیا کہ میں اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو دیکھوں اور اپنے سے بالاتر لوگوں کو نہ دیکھوں اور یہ حکم دیا کہ میں قرابت داروں سے ناتے بندی کو قائم رکھوں اگرچہ خود رشتہ دار ہی قرابت داری کو منقطع کر دیں



اور یہ حکم دیا کہ میں سچی بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو اور حکم دیا کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی کی ملامت سے نہ ڈروں اور یہ حکم دیا کہ میں اکثر لاجول ولاقوۃ الا باللہ کہتا رہوں یہ تمام عادتیں اور باتیں اس خزانہ میں کی ہیں۔ جو عرش الہی کے نیچے ہے۔

تشریح حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لاجول ولاقوۃ الا باللہ یہ معنوی خزانہ ہے جو عرش رحمان کے نیچے ہے اور وہاں تک کوئی نہ پہنچے گا مگر لاجول ولاقوۃ الا باللہ کی برکت سے۔ یا خزانہ سے مراد جنت کے خزانے ہیں جو عرش الہی کے نیچے ہیں اس لیے جنت کی چھت عرش ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جب اس کلمہ کو پڑھا تو ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ بن مسعود! جانتے ہو کہ کیا تفسیر ہے اس کی؟ عرض کیا کہ اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں اس کو۔ ارشاد فرمایا کہ اس کلمہ کا مفہوم یہ ہے کہ نہیں کوئی گناہوں سے محفوظ رہ سکتا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور نہیں کوئی نیک عمل ہو سکتا ہے مگر حق تعالیٰ کی مدد سے۔ انتھی امیر شاہ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے اپنے طالبین کو وصیت فرمائی کہ اس کلمہ کا زیادہ ورد رکھیں اور فرمایا کہ توفیق عمل کے لیے اس سے زیادہ بہتر کوئی کلمہ نہیں احقر مولف عرض کرتا ہے کہ ہمارے



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
وَأَزْوَاجِهِ أَهْلِ بَيْتِهِ الْمُؤْمِنِينَ
وَوَرَثَتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَجِيدٍ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
مُوسَى وَآلِ مُوسَى

شیخ رحمۃ اللہ علیہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد طالبین کو بہت تاکید سے بتایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تک بندہ اپنی طاقت پر نظر رکھتا ہے حق تعالیٰ کی مدد نہیں آتی۔ لیکن جب کہتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو گویا اس کلمہ سے اقرار کرتا ہے کہ میں ضعیف ہوں اور میرے اندر گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک اعمال کرنیکی طاقت آپ ہی کی مدد سے آئے گی ہم ضعیف ہیں آپ قوی ہیں پس حق تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور توفیق کا خزانہ بھیج دیتے ہیں اور یہی توفیق جنت تک رسائی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اگر ہر روز سنو مرتبہ یہ کلمہ پڑھ لیا جاوے تو عمل کی توفیق کے لیے اکسیر ہے اور نماز سے پہلے پڑھ لے تو نماز عمدہ ادا ہو۔

۸۸ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ كَيْسُوا بِالتَّنَعُّمِ رَوَاهُ أَحْمَدُ - (مسند احمد ص ۲۸۷ ج ۵ رقم ۲۲۱۶۶ و ص ۲۸۹ ج ۵ رقم ۲۲۱۷۹)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن روانہ فرمایا تو نصیحت فرمائی کہ اپنے آپ کو استراحت و تن آسانی سے بچا اس لیے کہ اللہ کے (خاص) بندے آرام و آسائش حاصل نہیں کرتے۔

تشریح: اس حدیث میں جس آرام و آسائش سے منع فرمایا گیا ہے اس سے مراد وہ عیش و آرام ہے جس کے لیے ہر وقت یہی فکر اور کاوش اور حرص کرنی پڑے جو آخرت کی طرف سے انسان کو غافل کر دے اور اگر تے تکلف کیے اور بغیر کاوش و اہتمام و حرص حق تعالیٰ کو قیامت عطا فرمادیں اور اس پر شکر کی توفیق ہو اور آخرت سے غافل نہ کرے تو اس کی اجازت ہے مگر حق تعالیٰ کے اولیاء و عاشقین نے سادی زندگی کو پسند فرمایا ہے اور عیش کی زندگی سے کنارہ کش رہے ہیں۔

۸۹۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللَّهِ بِالْيَسِيرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللَّهُ حِنْدَهُ بِالْقَلِيلِ مِنَ الْعَمَلِ (دواہ ابن عساکر بحوالہ مرقات ص ۱۱۶ ج ۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے دیتے ہوئے تھوڑے سے رزق پر راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ مال جو ضرورت سے زائد ہو اس کا حساب دینا پڑے گا اور بقدر ضرورت تھوڑی دنیا پر اگر راضی رہے تو اس کے تھوڑے عمل سے حق تعالیٰ راضی ہو جائیں گے۔

سبکسار مردم سبکتر روند



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ : جس مسافر کے پاس سامان کم ہوتا ہے وہ سفر کو راحت سے طے کرتا ہے۔

۹۰۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ عَبْدًا كَالْمُؤْمِنِ الْفَقِيرِ الْمُتَعَفِّفِ (بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ ص ۳۱۳)

ترجمہ : حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندہ کو دوست رکھتا ہے جو فقیر پارسا اور عیالدار ہو۔

تشریح : یعنی باوجود عیالدار ہونے کے اور فقیر ہونے کے حرام سے اور سوال کرنے سے بچتا ہے۔ پس ایسے شخص کو حق تعالیٰ دوست رکھتے ہیں بوجہ اس کے مومن کامل ہونے کے۔

۹۱۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ اسْتَسْقَى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيءَ بِمَاءٍ قَدْ شَيْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَطَيْبٌ لِكَيْتَى أَسْمِعُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ نَعَى عَلَى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ فَقَالَ أَذْهَبْتُمْ طَيْبَتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمْ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَخَافُ أَنْ تَكُونُوا حَسَنَتُنَا عَجَلْتُمْ لَنَا فَلَمْ يَشْرَبْهُ رَوَاهُ رِزِينٌ -

(بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۲۹ ج ۲)

ترجمہ : حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ



اللهم صل على محمد وعلى
آل محمد كما صليت على
نبيهم وبارك على محمد
وعلى آل محمد كما باركت
على نبيهم في القديين أنك

تعالے عنہ نے ایک روز پانی مانگا آپؐ کے پاس پانی لایا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ پاک (اور حلال اور لذیذ و خوشگوار) ہے لیکن میں اس کو نہیں پیتا اس لیے کہ میں خداوند بزرگ و برتر سے یہ سنتا ہوں کہ اس نے ایک قوم پر عیب لگایا تھا خواہشاتِ نفس کے اتباع کا اور فرمایا تم نے اپنی لذتوں اور نعمتوں کا پورا پورا فائدہ اپنی دنیاوی زندگی میں پایا پس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیاں بھی ایسی نہ ہوں جن کا ثواب جلد دیا گیا ہو یعنی دنیا ہی میں پس اس پانی کو نہیں پیا۔

تشریح: یہ عمل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلندیِ مرتبتِ شان تقویٰ پر دلالت کرتا ہے۔ یہ حضرات تھے کہ حلال اور جائز لذتوں سے بھی ڈرتے تھے کہیں آخرت کا ثواب ان نعمتوں کے بدلے کم نہ ہو جائے اور آج ہمارے ایمان ہیں کہ حرام سے بچنے کا حکم بھی شکل اور گراں محسوس کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنی توفیق سے ہماری مدد فرمائیں۔ آمین

۹۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - (کتاب المغازی باب

غزوة خیبر ص ۶۰۹ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے کبھی کھجوروں سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ ہم نے خیبر فتح کر لیا۔



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
مُحَمَّدٍ -

بَابُ الْأَمَلِ وَالْجُرْحِ

(حرص و آرزو کا بیان)

فصل اول

۹۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَطًّا مَرَّتَيْنِ وَأَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خَطًّا
 صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي هُوَ فِي
 الْوَسْطِ فَقَالَ هَذَا الْإِنْسَانُ وَهَذَا آجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ وَ
 هَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذَا الْخَطُّ الصِّغَارُ
 الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَ هَذَا انْهَسَهُ هَذَا وَإِنْ أَخْطَأَ
 هَذَا انْهَسَهُ هَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - (بَابُ فِي
 الْأَمَلِ وَطُولِهِ ص ۹۵ ج ۲ ترمذی: ابواب صفة القيامة
 ص ۲۲ ج ۲ ابن ماجه: باب الأمل والأجل ص ۳۲۳ ج ۲ رقم
 ۲۴۲۹، شرح السنة ص ۳۱۸ ج ۴ رقم ۳۹۸۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار خط کھینچ کر ایک مرتب بنایا اور

الضمة

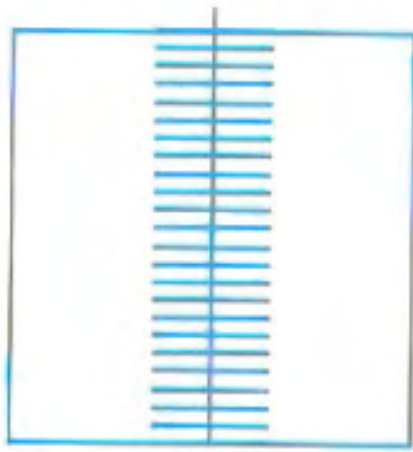
حلالہ العجمیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحجرات بومنا العظيمة
 وكنيت انكاد وكنا ومن
 بومنا العظيمة انكاد
 انكاد انكاد وكنا
 انكاد انكاد انكاد

ایک خط مربع کے درمیان کھینچا جو مربع سے باہر نکلا ہوا تھا اور پھر چھوٹے چھوٹے خط درمیان کے خط میں اس کے دونوں جانب کھینچے :



اور فرمایا یہ درمیانی خط انسان ہے اور یہ مربع اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ درمیانی خط کا حصہ جو مربع سے باہر ہے وہ اس کی آرزو ہے اور درمیانی خط میں دونوں طرف جو چھوٹے چھوٹے خط ہیں وہ عوارض ہیں (یعنی آفات و بلیات و امراض وغیرہ جو ہر جانب سے آدمی پر متوجہ ہیں کہ اس کو پیش آویں اور ہلاک کریں) پس اگر ایک عارضہ اور حادثہ سے انسان بچ گیا تو پھر دوسرا ہے اور دوسرے سے بچ گیا تو تیسرا ہے (اسی طرح متعدد عوارض و حوادث تک میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ موت آجاتی ہے)

تشریح: حاصل یہ کہ آدمی امیدیں دراز رکھتا ہے۔ اور ایک آرزو پوری ہو جاتی ہے تو دوسری آرزو کو پورا کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور انہیں امیدوں میں بھنس کر آخرت کی تیاری سے غافل رہتا ہے کہ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

اچانک اسے موت پڑھیتی ہے اور بہت سی متناؤں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" پس عقل مند وہ ہے جو آخرت کے کاموں میں غفلت نہ کرے اور اپنے اعمال کو درست رکھے۔

۹۴ رَوَعْنِ اَنْسِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اَدَمَ وَيَشِيبُ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلٰى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلٰى الْعُمْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بخاری: باب مَنْ بَلَغَ سِتِينَ ۹۵۰ ۲۳ مسلم: كتاب الرِّكَاةِ باب كراهة الحِرْصِ عَلٰى الدُّنْيَا ۲۳۵ ج ۱، ترمذی: اجواب صفة القِيَامَةِ ۲۳۵ ج ۲، ابن ماجه باب الْأَمَلِ وَالْأَجَلِ ۳۲۲، شَرْحُ الشُّنَّةِ ۳۱۶ ج ۲، رقم (۳۹۸۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی ہیں یعنی مال اور عمر کی زیادتی کی حرص۔
تشریح: انسان بوڑھا ہوتا ہے تو اس کی قوت اور ارادہ میں کمزوری آجاتی ہے اور مال اور عمر کی حرص قوی تر ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بیچھاتے ہوئے بد محکم شدہ
قوت بزرگندن او کم شدہ

الْمَالِ

حلالہ عنوالہ

قوت

الْمَالِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ وَأَرْزُقْهُمْ
عَلَى رِزْقِهِمْ وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ
وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ
وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: بُری عادتوں کی جڑیں تو مضبوط ہو گئیں اور ان کو اکھاڑنے والی قوت گھٹ گئی اور کمزور پڑ گئی ہے

آں درخت بد قومی ترمی شود
برگسندہ پیر و مضطرمی شود

ترجمہ: بُرائی کا درخت تو مضبوط ہوتا ہے اور اکھاڑنے والا روز بروز بوڑھا اور کمزور ہوتا جاتا ہے۔

۹۵- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَاثًا فِي اثْنَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ

الْأَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری باب من بلغ ستين سنة ص ۹۵ ج ۲ مسلم: كتاب الزكاة باب كراهة الحرص على الدنيا ص ۳۳۵

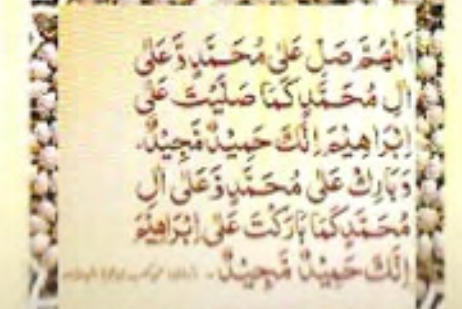
ج ۱ واللفظ للبخاری ابن ماجه باب الامل والأجل ص ۳۲۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا بوڑھے کا دل ہمیشہ دو باتوں میں جو ان رہتا ہے یعنی دنیا کی محبت میں اور آرزو کی درازی میں۔

تشریح: دنیا کی محبت کے سبب اس کو موت سے کراہت ہوتی ہے اور آرزو کی درازی سے نیک اعمال میں تاخیر کرتا ہے۔

۹۶- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْدَاءُ

اللَّهِ إِلَى أَمْرٍِ أَخْرَأَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَغَهُ سِتِينَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (باب من بلغ ستين سنة ص ۹۵ ج ۲)



ترجمہ: اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ نے عذر کا کوئی موقعہ نہیں رکھا جس کی موت میں مہلت ہی یہاں تک کہ ساٹھ سال کی عمر عطا فرمائی۔

تشریح: یعنی اتنی عمر بخشی اور فرصت دی اور پھر بھی توبہ اور عذر خواہی اپنے رب سے نہ کی اور نہ گناہ چھوڑا۔ آخر عذر کے لیے کیا گنجائش اب اس کے پاس ہے جو کہتا ہے کہ جب بڑھا ہوں گا تو توبہ کر لوں گا اس حدیث سے ۶۰ برس کی عمر والے بوڑھوں کو عمل کی فکر تیز کر دینی چاہیے اور امل کا احساس پیدا ہو جانا چاہیے۔

۹۶- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا يَبْتَغِي ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابَ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (بخاری: باب ما يتقى من فتنه المال ۹۵۲ ج ۲ شرح السنة ۳۱۷ ج ۷ رقم ۳۹۸۵) ابن ماجه باب الأمل والأجل ص ۳۲۲، مسلم: كتاب الزكاة باب كراهة الحرص على الدنيا ص ۳۲۵ ج ۱ ترمذی باب ماجاء لو كان لابن آدم واديان من مال لا يبتغي ثالثا ص ۵۹ ج ۲، دارمی ص ۲۵۱ ج ۲ رقم ۲۷۷۸

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو

المقتد

علاء بن ابی مرثد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلى الله عليه وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کو تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی (یعنی جب تک گور میں نہیں چلا جاتا حرص بھی نہیں جاتی اور یہ حکم بہ اعتبار اکثر کے ہے) اور اللہ تعالیٰ (حرص مذموم سے) جس بندہ کی توبہ کو چاہے قبول کر لیتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کی حرص قبر ہی میں جا کر ختم ہوگی تو عمل شروع کرنے کے لیے حرص کے ختم ہونے کا انتظار کرنا سخت نادانی ہوگی اور حق تعالیٰ کا فضل خاص جس بندہ پر ہو جاوے تو وہ زندگی میں بھی حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

جوش میں آتے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء۔

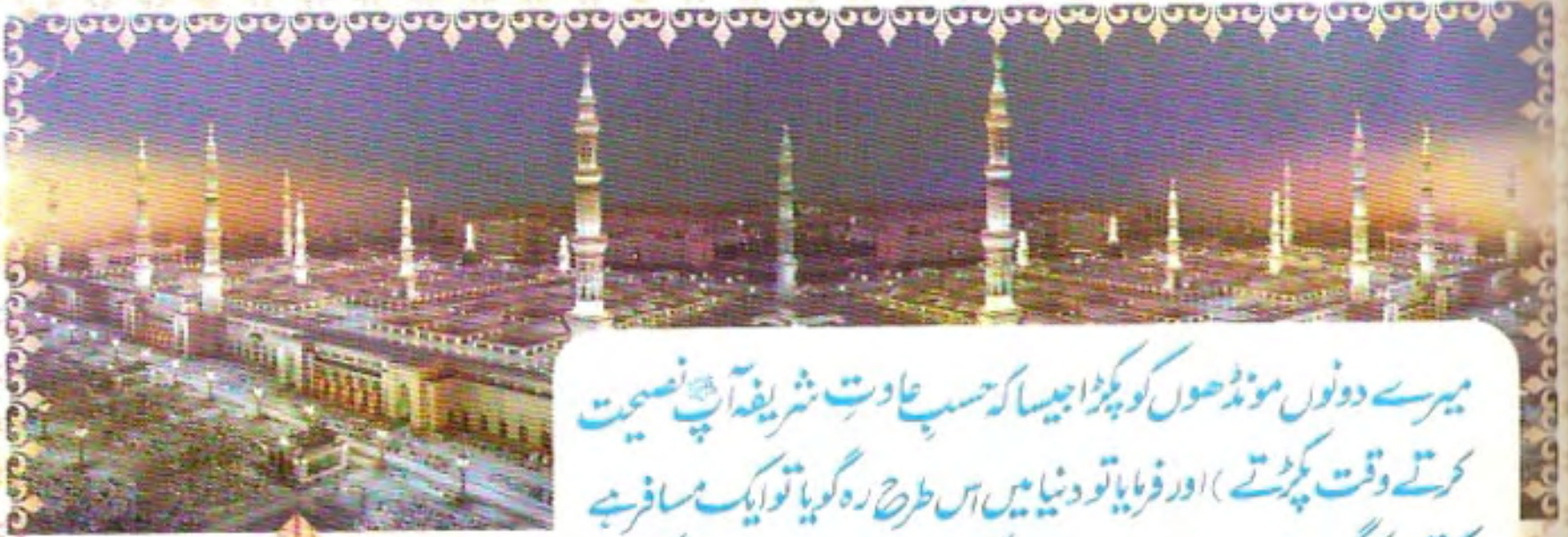
۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ سِرًّا وَالْأَلْبُخَارِيُّ -

(بخاری: کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کُنْ فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل ص ۹۴۹ ج ۲ احمد ص ۳۴ ج ۲ رقم ۴۷۳ و ص ۱۴۹ ج ۲ رقم ۶۱۶۱ ترمذی: باب ماجاء فی قصر الامل ص ۵۹ ج ۲، شرح السنۃ ص ۲۸۱ ج ۳ رقم ۳۲۲۴)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے جسم کے کسی حصہ کو (یعنی



بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ



میرے دونوں مونڈھوں کو پکڑا جیسا کہ حسبِ عادتِ شریفہ آپ نصیحت کرتے وقت پکڑتے، اور فرمایا تو دنیا میں اس طرح رہ گیا تو ایک مسافر ہے بلکہ تو راہِ کا گذرنے والا ہے اور اپنے آپ کو ان مُردوں میں سے شمار کر جو قبروں کے اندر ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں اذ معنی میں بل کے ہے اور بل ترقی کے لیے آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسافر تو کہیں کچھ دیر یا کچھ دن کے لیے ٹھہر بھی جاتا ہے لیکن راستہ عبور کرنے والا تو کسی چیز سے دل نہیں لگاتا۔

مطلب حدیث شریفہ کا یہ ہے کہ جس طرح موت کے سبب تمام تعلقاتِ دُنیا سے علیحدگی ہو جاتی ہے اہل، اولاد، رشتہ دار، دوست، آشنا مکان، کاروبار سے اسی طرح مومن زندگی ہی میں دل کو حق تعالیٰ کی محبت سے اس طرح معزور کرتا ہے کہ وہ دُنیا میں رہتے ہوئے دُنیا سے الگ رہتا

ہے جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے بلاکشانِ محبت کو کوئی گسیا جانے

اختر



دور باش افکارِ باطل دور باش اغیارِ دل
سج رہا ہے شاہِ خوباں کے لیے دربارِ دل

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ

ہر مناد دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

اور خود کو اور تمام اہل و عیال اور دولت و مکان وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت سمجھتا ہے۔ نہ تو اس کے ہونے سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ خدا کو بھول جاوے اور ان کے لئے حرام اور مکروہ فعل کرنے لگے اور نہ ان کے جانے سے اتنا غم کرتا ہے کہ آخرت سے غافل ہو جاوے یا حق تعالیٰ کی طرف سے شرمکایت پیدا ہو۔ اسی طرح اپنی خواہشات نفسانیہ سے منہ پھیرتا ہے اور دل میں اس کے کوئی مطلوب اور محبوب اور مقصود سولے حق تعالیٰ شانہ کے نہ ہو اور موت کے سبب تو مجبوراً گناہ نہیں کر سکتا۔ لیکن زندگی میں اختیار ہوتے ہوئے گناہ کو ترک کرتا ہے صبر اور مجاہدہ سے پس ایسا شخص گویا کہ مردوں کے مشابہ ہے تہا رک دنیا ہونے میں۔ اور یہی شرح ہے **مُؤْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** کی۔ ترجمہ: موت اختیار کرو قبل اس کے کہ موت آجاوے۔ پس اختیاری موت کا مفہوم یہی ہے جس کی تشریح اوپر ہوئی یعنی اپنے ارادے اور اختیار کو حق تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دینا۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِسْرَائِيلَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ أَعْلَمُ الْغُيُوبِ

فصل دوم

۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَأُرْحَى نُطِينٌ شَيْئًا فَقَالَ مَا هَذَا يَا عَبْدَ اللَّهِ قُلْتُ شَيْءٌ نَصَدِحُهُ قَالَ الْأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔ (ابو داود: بَابُ فِي الْبِنَاءِ ص ۳۵۴ ج ۲، ترمذی: بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصْرِ الْأَمَلِ ص ۵۹ ج ۲، ابن ماجه بَابُ فِي الْبِنَاءِ وَالْخَرَابِ، شَرْحُ الشُّبَّةِ ص ۲۸۱ ج ۲۸۲، رقم ۳۹۲۵، مسند احمد ص ۶۱۸ ج ۲ رقم ۶۵۰۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اس حال میں کہ میں اور میری ماں مٹی سے کچھ مرمت یا درستی کر رہے تھے (یعنی دیوار یا چھت کی) آپ نے دریافت فرمایا اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ یعنی یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا ایک چیز ہے یعنی دیوار جس کو ہم درست کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے۔

تشریح: گھر کے خراب ہونے سے موت زیادہ قریب تر ہے پس اصلاح عمل زیادہ ضروری ہے گھر کی اصلاح اور درستی سے۔ گھر سے



الْقِيَامَاتِ الصَّلَوَاتِ لَهُ. السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ

دل لگانا بے کار ہے اور ظاہر یہ ہے کہ گھر کی تعمیر ضرورت کے لیے نہ رہی ہوگی بلکہ صرف زینت اور مضبوطی کے لیے ہوگی ورنہ ضرورت پر تعمیر مذموم نہیں (منظاہر حق) (مرقات ص ۱۲۷ ج ۹)

۱۰۰ ر وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْرِيقُ الْمَاءَ فَيَتِيمَمُ بِالتُّرَابِ فَأَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيبٌ يَقُولُ مَا يُدْرِي نَبِيَّ لَعَلِّي لَا أَبْلُغُهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي كِتَابِ الْوَفَاءِ (شَرْحُ السُّنَّةِ ص ۲۸۲ ج ۷ رَقْم ۳۹۲۶، مسند احمد ص ۳۷۶ ج ۱ رَقْم ۲۶۱۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی پیشاب کرتے اور مٹی سے تیمم فرمالتے۔ میں عرض کرتا یا رسول اللہ! پانی قریب ہے۔ آپ فرماتے کس چیز نے مجھ کو بتایا ہے (یعنی کیا خبر ہے) شاید اس پانی تک پہنچ سکوں (یعنی پانی تک پہنچنے سے پہلے موت آجاتے)

۱۰۱ ر وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا ابْنُ آدَمَ وَهَذَا أَجَلُهُ وَوَضَعُ يَدَا عِنْدَ قَفَاةٍ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثُمَّ أَمَلَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصْرِ الْأَمَلِ ص ۵۹ ج ۲، ابن ماجه: باب الْأَمَلِ وَالْأَجَلِ شَرْحُ السُّنَّةِ ص ۳۱۸ ج ۷ رَقْم ۳۹۸۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہے اور یہ اس کی موت اور یہ فرما کر آپ نے اپنا ہاتھ گدھی کے قریب رکھا (یعنی موت اتنی قریب ہے) پھر ہاتھ کو پھیلایا (اور گدی سے دور لے گئے) اور فرمایا اس جگہ انسان کی آرزو ہے یعنی دور تر ہے (یعنی موت قریب ہے اور انسان کی آرزو دور دراز)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ انسان کی موت قریب ہوتی ہے اور وہ دور دور کی امیدوں میں مشغول ہوتا ہے اور اس طرح عمل میں سستی اور تاخیر کرتا رہتا ہے کہ اچانک اسے موت آکر اعمال محروم کر کے دنیا سے لے جاتی ہے۔ پس اس نادانی سے ہوشیاری ضروری ہے۔

۱۰۲۔ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَخْرَجَ إِلَى جَنْبِهِ وَأَخْرَأَبَعْدَ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَا هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هَذَا الْإِنْسَانُ وَهَذَا الْأَجَلُ أَرَأَيْتُمْ قَالَ وَهَذَا الْأَمَلُ فَيَتَعَاطَى الْأَمَلُ فَلَجِحُّهُ الْأَجَلُ دُونَ الْأَمَلِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ - (شرح السنّة ص ۳۱۷ ج ۷ رقم ۳۹۸۶ احمد ص ۲۲ ج ۳ رقم ۱۱۱۳۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی زمین

الأول

جلا لعمرو الدنيا

صلى الله عليه وسلم

بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

میں گاڑی پھر ایک لکڑی اس لکڑی کے پہلو میں اور ایک لکڑی ان سے بہت دُور نصب کی اور پھر فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ لکڑی (یعنی پہلی لکڑی) انسان ہے اور یہ لکڑی (دوسری جو اس کے پہلو میں ہے) موت ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان ہے کہ تیسری لکڑی کی نسبت میرا یہ خیال ہے کہ آپ نے یہ فرمایا اور یہ اُمید ہے انسان اُمید اور آرزوؤں میں گرفتار رہتا ہے کہ موت آرزوؤں کے ختم ہونے سے پہلے آجاتی ہے۔

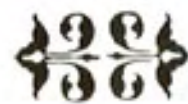
تشریح: پس امیدوں کے ساتھ پوری طرح عمل کی فکر و محنت بھی کرتا رہے تاکہ موت جب آوے تو عمل کی حسرت نہ رہے اور آخرت کا نقصان نہ ہو۔
۱۰۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السَّبْتَيْنِ إِلَى سَبْعِينَ وَأَقْلَهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَذَكَرَ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ فِي بَابِ عِيَاكَةِ الْمَرِيضِ - (ابن ماجه: باب الأمل والأجل ص ۳۱۲، ترمذی: باب ماجاء فی اعمار هذه الامة ص ۳۵۹ ج ۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عمریں ساتھ



الْحَيَاتِ الْغَيِّبَاتِ وَالصَّلَاةِ
وَالصَّلَاةِ بِهَذَا التَّكْوِينِ
أَلْفَا السَّبْعِيْنَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ

اور ستر سال کے درمیان میں ہیں اور بہت کم ہیں ایسے لوگ جن کی عمر
اس سے زیادہ ہو۔
لہذا زیادہ زندگی کی اُمید سے عمل میں تاخیر نہ کرے۔



الآخِرَةُ

حَمْدُ اللَّهِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ

مَدِينَةُ

الْمَدِينَةِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ عَلَيَّ
مُحَمَّدًا وَإِلَّا فَخَسِرَ كَمَا
خَسِرَ عَلَى رُسُلِهِمْ وَإِلَّا
فَإِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ

فصل سوم

۱۰۴۲/۱ رَوَعْنُ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلُ صَلَاحٍ هَذِهِ الْأُمَّةِ
الْيَقِينُ وَالزُّهْدُ وَأَوْلُ فَسَادٍ هَا الْبُخْلُ وَالْأَمَلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - (مجمع الزوائد ص ۲۳۷ ج ۱۰ رقم ۱۷۸۶۲
بيہقی ص ۲۲۷ ج ۷ رقم ۱۰۸۴۴)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور
وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور پہلا فساد بخل اور آرزو ہے
تشریح: یقین سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے رزاق ہونے پر یقین ہو
جیسا کہ ارشاد ہے: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا
ترجمہ: اور نہیں ہے چلنے والا کوئی زمین پر مگر اس کی روزی حق تعالیٰ
کے ذمہ ہے اور یہ ذمہ بطور احسان و فضل کے ہے یعنی وجوب تفضیل اور احسانی
ہے نہ کہ وجوب قانونی اور ضابطہ اور زہد کا مفہوم بے رغبت ہونا
ہے دنیا سے فانی سے پس جب حق تعالیٰ کی رزاقیت پر یقین ہوگا
بخل نہ کرے گا اور جب دنیا سے بے رغبت ہوگا زیادہ آرزو میں مبتلا



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأَمِيِّ

ہو کر اعمال سے غافل نہ ہوگا۔ اصول کے لحاظ سے چار باتوں پر یقین پیدا ہو جاوے تو دین کامل عطا ہو۔

۱ اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین ہونا کہ بدوں اس کے حکم کے کچھ نہیں ہوتا۔

۲ اللہ تعالیٰ کی رزق کی ضمانت پر یقین رکھنا۔

۳ اللہ تعالیٰ کے اعمال نیک پر جزا اور اعمالِ بد پر سزا دینے کا یقین ہونا۔

۴ اللہ تعالیٰ کا تمام اعمال اور احوال پر مطلع ہونے کا یقین ہونا۔

اگر ان چاروں باتوں پر یقین ایسا حاصل ہو جو دل میں اتر جائے تو انسان آخرت کے اعمال کے لیے فارغ ہو جاتا ہے اور غفلت اور سستی سے ہلاک نہیں ہوتا یہ ارشاد شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کو صاحبِ مظاہرِ حق نے نقل کیا ہے اور شیخ قطب وقت امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے سالک کو دو باتیں حجاب میں رکھتی ہیں ایک رزق کی فکر دوسرے خوف کرنا مخلوق سے۔

۱۰۵ ر وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ لَيْسَ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا بِلُبْسِ الْعَلِيظِ وَالْحَشِينِ وَكُلِّ الْجَشَاءِ إِنَّمَا الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قَصْرُ الْأَمَلِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ - (ص ۳۱۸ ج ۲)

(رقم ۳۹۸۸)

الظُّهُنُ

مُطَبَّعٌ

بِطَبْعَةِ

أَنْهَضَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
عَنْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
صَلِّمَا فَارَزَلْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

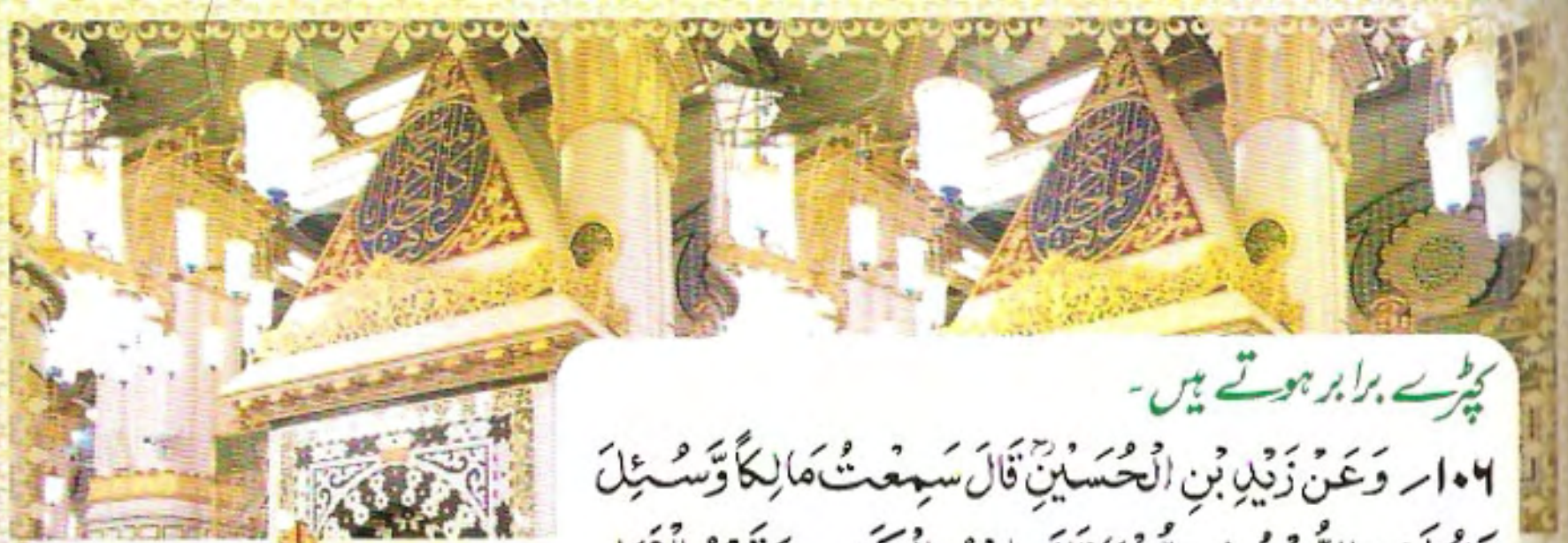
ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دنیا میں زہد اس کا نام نہیں کہ موٹے اور سخت کپڑوں کو پہن لیا جائے اور بے مزہ کھانا کھا لیا جائے بلکہ زہد حقیقت میں آرزوں کی کمی کا نام ہے۔

تشریح: پس زہد کا مفہوم قلب کا دنیا سے بیزار ہونا اور آخرت کی طرف راغب رہنا ہے یعنی دنیا اس کے پاس ہو لیکن دل میں نہ ہو وہ زاہد ہے اور اگر دنیا پاس نہیں ہے مگر دل میں حرص دنیا گھسی ہوئی ہے تو یہ شخص زاہد نہیں۔

جس طرح کشتی کے نیچے پانی مضر نہیں بلکہ اس کی روانی کا ذریعہ ہے لیکن پانی کشتی کے اندر گھسنا اس کے ڈبونے اور ہلاکت کا سبب ہے اسی لیے فرمایا آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ ترجمہ: مالِ صالح اچھا ہے مرد صالح کے لیے۔ (میرقاۃ ص ۱۳۲-۱۳۳ ج ۹)

یعنی صالح آدمی کے پاس جو مال ہوتا ہے وہ صحیح مصرف میں استعمال ہونے سے وہ بھی صالح ہو جاتا ہے۔ پس بعض صوفیاء نے اپنے نفس کو حقیر رکھنے کے لیے عوام جیسا لباس پہنا ہے اور بعض نے امیر و کلباس پہنا ہے اپنا حال چھپانے کے لیے۔ لیکن اس لباس سے ان کو تفاخر نہیں ہوتا اور ضرورت پر وہ قیمتی کپڑے میں کمبل یا ٹاٹ کا بیوند بھی لگانے سے عار نہیں محسوس کرتے یعنی ان کی نظر میں کمخواب اور کمبل اور موٹے





کپڑے برابر ہوتے ہیں۔

۱۰۶۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَا لِكًا وَسُئِلَ
أَيُّ شَيْءٍ إِذَا زُهِدٌ فِي الدُّنْيَا قَالَ طَيْبُ الْكَسْبِ وَقَصْرُ الْأَهْلِ

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - (ص ۲۰۶، ج ۷،
رقم ۱۰۷۷۹)



ترجمہ: حضرت زید بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ
اللہ علیہ سے پوچھا گیا دنیا میں زہد کس چیز کا نام ہے؟ اس کے جواب میں
امام مالک نے فرمایا حلال کسب (روزی) اور امیدوں کی کمی۔



تشریح: کسب سے مراد کھانے پینے کی چیزیں جو حلال ہوں اللہ
تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو فرمایا كَلُوا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا
ترجمہ: حلال طیب کھاؤ اور اچھا عمل کرو۔ احقر مولف عرض کرتا ہے
کہ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت
مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکیزہ اعمال کو پاکیزہ غذا سے خاص تعلق ہے
اسی طرح حرام غذا سے حرام اعمال پیدا ہوتے ہیں۔



اور فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ سورة البقرة
پارہ ۲ آیت ۱۷۲ -



ترجمہ: اے ایمان والو حلال چیزیں ہم نے تم کو جو دی ہیں ان
لہ سورة المؤمنون پارہ ۱۸ آیت ۵۱

کو کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔
 اور آرزو کا مختصر ہونا اس وقت مفید ہے جب کہ موت کے خوف
 سے آخرت کی تیاری یعنی اعمالِ صالحہ میں لگا رہے اسی طرح دنیا سے بے
 رغبتی (یعنی زہد) اس شرط سے مفید ہے کہ دنیا کی یہ بے رغبتی آخرت کی
 رغبت کا سبب بن جائے۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ کسبِ حلال کو زہد میں کیا دخل ہے جو روایت
 بالا میں مذکور ہے تو جواب یہ ہے کہ بہت سے نادان کم علم سمجھتے ہیں کہ ترکِ
 دنیا اور موٹے کپڑے پہننے اور سوکھی روٹی کھانے کا نام زہد ہے لہذا اس
 روایت سے اس عقیدہ کی اصلاح مقصود ہے یعنی زہد کی حقیقت یہ ہے کہ
 حلال کھاوے اور بقدرِ ضرورت پر قناعت کرے اور آرزو کو مختصر رکھے
 جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زہد اس کا نام نہیں کہ نعمتِ
 حلال کو اپنے اوپر حرام کر لے۔ یا اپنے مال کو ضائع کر دے بلکہ زہد دنیا میں
 یہ ہے کہ جو کچھ اپنے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ اعتماد اس پر کرے جو اللہ
 کے ہاتھ میں ہے۔

الْعَالَمِينَ

حلالہ عموالہ

الزُّهْدِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
 مُجِيدٌ۔ (ابن ماجہ)



بَابُ اسْتِخْبَابِ امَّاوَالِ الْعُمْرِ لِلطَّاعَةِ

اللہ کی اطاعت کے لیے مال اور عمر سے محبت رکھنے کا بیان

فصل اول

۱۰۷۔ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَهُ
حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ فِي بَابِ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ -

مسلم: کتاب الزہد ص ۲۹۶۵ مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب
فضل من يقوم بالقرآن ص ۲۷۲ ج ۱، بخاری: کتاب فضائل القرآن
باب اغتباط صاحب القرآن ص ۷۵ ج ۲، ترمذی: باب ما جاء في
الحسد ص ۱۵ ج ۲، ابن ماجہ باب الحسد ص ۳۱، شرح السننہ
ص ۳۱۹ ج رقم ۳۹۸۸

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ المتقی غنی اور گوشہ نشین
بندے کو پسند کرتا ہے۔

تشریح: متقی اس شخص کو کہتے ہیں جو ممنوع چیزوں سے بچے یا اپنا مال

الْعَالِيَيْنَا

حلالہ عنوالہ

الْفَرَقِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَيُّوَالِدٌ مُجِيدٌ

لو ولعب میں نہ خرچ کرے اور بعضوں نے کہا کہ متقی وہ جو حرام اور شہات سے بچے اور پرہیز رکھے نفس کی بُری خواہشات سے اور مباحات سے اور غنی سے مُراد مالداری کے ساتھ تو نگرمی ہے یا دل کا غنی ہونا ہے اور دونوں باتوں کا جمع ہونا منافی نہیں کہ ظاہری مالداری کے ساتھ دل بھی غنی ہو اور حاصل یہ کہ مُراد یہاں غنی شاکر ہے۔

بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ غنی شاکر افضل ہے فقیر صابر سے لیکن تحقیق یہی ہے کہ فقیر صابر افضل ہے غنی شاکر سے اور خفی سے مُراد یہ ہے کہ یا تو گوشہ نشین ہو بسبب سے انقطاع ہو اور کیسو ہو کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا ہو یا مراد یہ ہے کہ پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہو اور اس حدیث سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ گوشہ نشینی افضل ہے اختلاط سے۔ (مرقات ۱۲۲ ج ۹)



أَلَمْ نَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيًّا
وَأَرْسَلْنَاكَ بِالْبَيِّنَاتِ
وَأَنذَرْنَاكَ أَهْلَ الْبُيُوتِ
وَأَنذَرْنَاكَ أَهْلَ الْبُيُوتِ
وَأَنذَرْنَاكَ أَهْلَ الْبُيُوتِ

فصل دوم

۱۰۸۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسَنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرُّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالذَّاهِرِيُّ (ترمذی باب ملجاء فی طول العُمُر للمؤمن ص ۵۹ ج ۲ دار مع ۲۳۴ ج ۲ رقم ۲۷۴۲ مسند احمد ص ۵۰ ج ۵ رقم ۲۰۴۴۰ شرح الشُّنَّة ص ۳۱۹ ج ۷ رقم ۳۹۹۰)

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کون سا آدمی بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر پوچھا اور کون سا آدمی بُرا ہے؟ فرمایا جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل بُرے ہوں۔
تشریح: اچھے عمل زیادہ ہونے سے زندگی اچھی اور بُرے عمل کے زیادہ ہونے سے زندگی بُری ہو جاتی ہے اور اگر بھلائی اور بُرائی برابر برابر ہو تو ایک کھانڈ سے وہ خیر ہے اور ایک کھانڈ سے شر ہے اور یہ صورت نادر ہے۔

۱۰۹۔ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَتِلَ أَحَدُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتَ الْآخَرَ بَعْدَهُ بِمَجْمَعَةٍ أَوْ نَحْوِهَا فَصَلُّوا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

المتعلق

جلالہ عنوالہ

اللہ

صلى الله عليه وسلم

اللہ صلی علی محمد و آلہ
المتعلقہ کما صلیف علی
الابن ابیہ



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ قَالُوا دَعَوْنا اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَ
 يَرْحَمَهُ وَيُدْحِقَهُ لِصَاحِبِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَيْنَ صَلَوَتُهُ بَعْدَ صَلَوَاتِهِ وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ أَوْ قَالَ صِيَامُهُ
 بَعْدَ صِيَامِهِ لَمَّا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ضَر
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ. (ابوداؤد كتاب الجهاد باب في النور
 يرى عند قبر النبي ص ۳۴۱ ج ۲، النسائي كتاب الجنائز باب الدعاء
 ص ۲۸۱ ج ۱، مسند احمد ص ۶۰۵ ج ۳ رقم ۱۶۸۰، شرح السنة
 ص ۳۲ ج ۲، رقم ۳۹۹۱)



ترجمہ: حضرت عبید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان اخوت کرادی تھی
 (یعنی بھائی بھائی بنا دیا تھا) ان میں سے ایک شخص اللہ کی راہ میں مارا گیا
 اس کے بعد دوسرا بھی ایک ہفتہ یا قریب ایک ہفتہ کے بعد (اپنے
 بستر پر) مر گیا۔ صحابہ نے اس شخص کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ تم نے نماز میں کیا پڑھا؟ صحابہ
 نے عرض کیا کہ ہم نے اس کے لیے دعا کی کہ اللہ اس کو بخش دے اور
 اس پر رحم فرمائے اور اس کو اس کے ساتھی کے پاس پہنچا دے (جو شہید
 ہوا ہے) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اس کی وہ نماز کہاں
 گئی جو اس نے اپنے ساتھی کے شہید ہونے کے بعد پڑھی اور وہ عمل کہاں
 گیا جو اس نے اس کے بعد کیا یا آپ نے یہ الفاظ فرماتے کہ اس کے وہ روزے



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
 الْأَمِينِ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 (ابوداؤد کتاب الجنائز باب الدعاء ص ۲۸۱ ج ۱)



کہاں گئے جو اس کے بعد اس نے رکھے ہیں (یعنی جب تم نے شہید کے برابر مرتبے پر پہنچنے کی دُعا اس کے لیے کی ہے تو اس کے ان اعمال کا ثواب کیا ہوا یعنی اس کا مرتبہ شہید سے زیادہ ہے) پھر آپ نے فرمایا جنت کے اندر دو شخصوں کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ اس فاصلے سے زیادہ ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔



حلالہ عنہما

تشریح: مراد یہ ہے کہ دوسرے شخص کا درجہ شہید سے زیادہ ہوا بوجہ اس کے اعمالِ صالحہ کے جو اس نے کیے اس کی شہادت کے بعد لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ شہادت کا درجہ تو بہت زیادہ ہے اور اعمال سے مخصوص جو جہاد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ دوسرا شخص بھی مرابط تھا۔ یعنی جہاد کی سرحد پر نگہبانی کرتا تھا اور نیت شہادت کی رکھتا تھا پس اپنی نیت کے مطابق جزا دیا گیا۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ عَزِيزٌ مُبْتَلِيٌّ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِذْ
 بَدَّلْتَهُ إِسْمَاعِيلَ إِذْ
 كَفَرَ

۱۱۰۔ وَعَنْ ابْنِ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثَلَاثُ أَقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَا حَفْظُوهَ فَمَا الَّذِي أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ فَإِنَّهُ مَا نَقَصَ مَالٌ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظَلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ وَأَمَّا الَّذِي أُحَدِّثُكُمْ فَا حَفْظُوهَ فَقَالَ إِتْمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ

يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ رَحْمَهُ وَيَعْمَلُ لِلَّهِ فِيهِ بِحَقِّهِ
 فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَزُرْهُ
 مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ
 بِعَمَلِ فَلَانٍ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ
 يَزُرْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَتَخَبَّطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ
 رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ رَحْمَهُ وَلَا يَعْمَلُ فِيهِ بِحَقِّ فَهَذَا بِأَخْبَثِ
 الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَزُرْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ
 أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فَلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهُ وَوَزْرُهُمَا
 سَوَاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ صَحِيحٌ -

(ترمذی: کتاب الزہد باب ماجاء مثل الدنيا مثل اذبعة نفس
 ص ۵۸ ج ۲ ومسند احمد ص ۲۸۳ ج ۴ رقم ۱۸۵۲ وابن ماجه
 كتاب الزهد باب السنة ص ۳۲۲ شرح السنة ص ۳۲ ج ۴ رقم ۹۹۲)

ترجمہ: حضرت ابو کبشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تین
 باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور تم سے میں ایک
 حدیث بیان کرتا ہوں تم اس کو محفوظ رکھو۔ وہ تین باتیں جن پر میں قسم
 کھاتا ہوں یہ ہیں کہ بندہ کا مال صدقہ اور خیرات کرنے سے کم نہیں
 ہوتا (یعنی صدقہ کرنا اگرچہ بظاہر صورت میں نقصان سے لیکن چوں کہ دنیا



جَلَالِ عَمْرٍو



میں موجب خیر و برکت اور آخرت میں حصول ثواب کا سبب ہے، اس لیے حکم میں زیادتی کئے بے نکر نقصان کے، اور جس بندہ پر ظلم زیادتی کی جائے اور وہ اس پر صبر کرنے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے (یعنی اپنے نزدیک اس کو زیادہ معزز بنا لیتا ہے جس طرح ظالم کو اپنے نزدیک ذلیل رکھتا ہے یا مظلوم کی عزت انجام کار دنیا میں بڑھاتا ہے جس طرح ظالم کو ظلم کے سبب ایک دن ذلت کا مُنہ دکھنا پڑتا ہے اور اکثر معاملہ برعکس کر دیا جاتا ہے کہ ظالم کو مظلوم کے آگے ذلیل کر دیا جاتا ہے) اور جس بندہ نے سوال کا دروازہ کھولا (یعنی بغیر حاجت و ضرورت محض زیادتی مال کی غرض سے لوگوں سے مانگنا شروع کیا) اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے (کہ طرح طرح کی حاجتیں اس کو پیش آتی ہیں یا اس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے جو اس کے پاس ہے جس سے وہ نہایت خرابی میں پڑ جاتا ہے) اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حدیث کا میں نے ذکر کیا تھا اب اس کا بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھو دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے ایک تو اس بندہ کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا پس وہ مال کو خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (اور حرام کاموں میں خرچ نہیں کرتا) اور رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس مال میں سے مال کے حق کے موافق اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے (مثلاً زکوٰۃ اور کفارات اور

التَّوَّابُ

حَمَلًا لِّعَمْرٍ وَاٰلِهٖا

ظَلَمَ

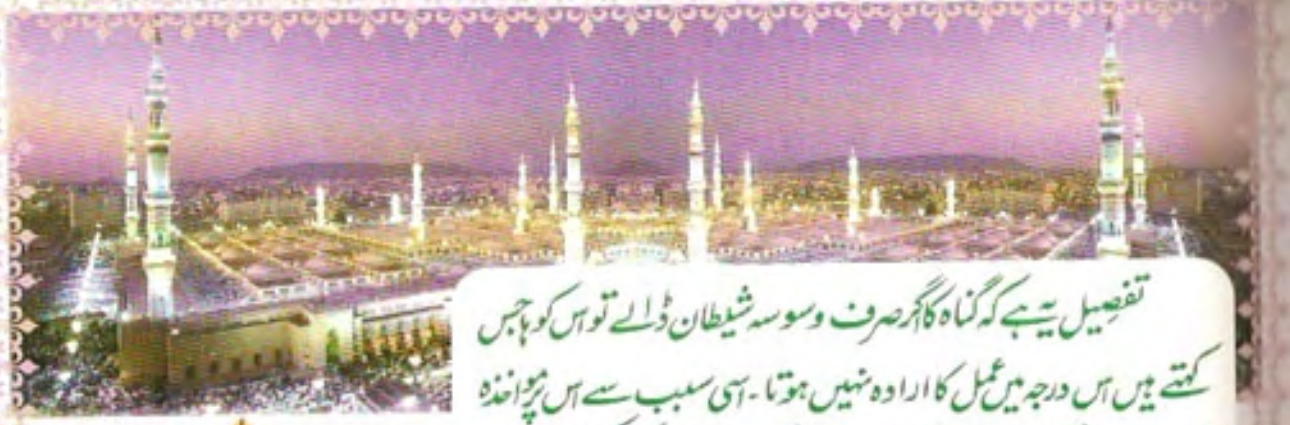
الَّذِي

اٰتٰتُكَ بِرُءُوۡسِ الْاَشْجَارِ
وَالنَّجْمِ اَتَّكِرُ مَعَكُمْ
مَا لَكُمْ اَشْجَارٍ اَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوۡنَ اِنَّ اِلٰهَكُمْ
وَاحِدٌ لَّوۡ اَرَادَ اَنْ يَّخْلُقَ
بَشَرًا لَّوۡ اَرَادَ اَنْ يَّخْلُقَ

ضیافت و صدقات) اس شخص کا بڑا درجہ ہے اور دوسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور مال عطا نہیں فرمایا یہ بندہ علم کے سبب سچی نیت رکھتا ہے اور یہ آرزو کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا اس کو بھی پہلے بندہ کی مانند اجر ملے گا اور ثواب میں دونوں برابر ہوں گے اور تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور علم نہیں دیا۔ پس علم نہ ہونے کے سبب وہ اپنے مال کو بُری طرح خرچ کرتا ہے نہ تو خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے مال سے نکالتا ہے نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے یہ بندہ بدترین مرتبہ کا ہے اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح خرچ کرتا (یعنی بُرے کاموں میں) یہ بندہ اپنی نیت کے سبب مغلوب ہے اور اس کا گناہ تیسرے شخص کے گناہ کے مانند ہے۔

تشریح: یہاں نیت سے مراد عزمِ معصیت ہے آدمی گناہ کے ارادہ پر کپڑا جاتا ہے اور عزم و ارادہ سے یہاں مراد یہ ہے کہ اس کی طرف سے گناہ کرنے میں کوئی رُکاوٹ نہ تھی مگر اس کو کوئی مجبوری پیش آئی جس سے گناہ پر قدرت نہ پاسکا اور اگر قدرت پاتا تو ضرور گناہ کر لیتا۔ پس زنا کا ارادہ کیا تو اس ارادہ کا گناہ ملے گا البتہ زنا کے ارادہ کا گناہ زنا کے برابر نہیں ہے۔





تفصیل یہ ہے کہ گناہ کا اگر صرف وسوسہ شیطان ڈالے تو اس کو ہا جس کہتے ہیں اس درجہ میں عمل کا ارادہ نہیں ہوتا۔ اسی سبب سے اس پر مواخذہ نہیں ہوتا اس کے بعد درجہ ہم کا ہے یعنی قصد اور نیت کرنا ہی عمل کا پس خیر اور اچھے عمل کی نیت پر بھی کامل عمل کا ثواب ملتا ہے اور بُرے عمل کی نیت پر معین لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد درجہ عزم کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس پر مواخذہ ہوگا۔



۱۱۱ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ فَفَقِيلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمَلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يُؤَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ سَرًا وَالْإِسْتِزْمِذَى - (كتاب الزهد باب ما جاء أن الله كتب كتاباً لأهل الجنة ص ۲۶ ج ۲ ومنذ احمد ص ۱۰۴ ج ۳ رقم ۱۲۰۴۲ شرح النشئة ص ۲۲۱ ج ۴ رقم ۲۹۹۲)



ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کراتا ہے۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ بھلائی کے کام کیونکر کراتا ہے یا رسول اللہ! فرمایا موت سے پہلے اس کو عمل نیک کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔

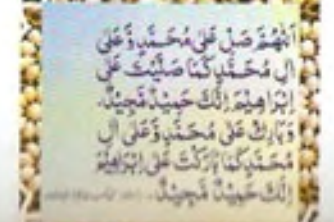
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
وَارْحَمِهِمْ وَأَرْحَمِهِمْ
وَأَعِزَّهُمْ وَأَعِزَّهُمْ
وَأَقْرِبِهِمْ وَأَقْرِبِهِمْ
وَأَجْعَلْهُمُ الْبَرِيَّةَ
الْمُتَّقِينَ

تشریح: اس حدیث سے زندگی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس میں زیادہ نیک کام کر سکتا ہے۔

۱۱۲ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَتَّى عَلَى اللَّهِ سِرْوَاهُ السِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ - (ترمذی ابواب صفہ القیامۃ باب استیجاب طول العسر للطاعة وغنی المال للخیر ص ۲۲ ج ۲، ابن ماجہ کتاب الذہد باب ذکر الموت واستعداد اولہ ص ۳۲۳ شرح الشنہ: کتاب الرقاق باب الاجتناب من الشهوات ص ۲۳۳ ج ۴ رقمہ ۳۰۱۱ - ۳۰۱۲) بیہقی ص ۲۵۰ ج ۴ رقمہ (۱۰۵۳۶)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مائل و محتاط شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور فرماں بردار کرے اللہ تعالیٰ کے امر کا اور عمل کرے با بعد موت کے لیے اور حقیق و نادان و شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا غلام ہو اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کا آرزو مند ہو۔

تشریح: یعنی بُرے اعمال کے ساتھ حق تعالیٰ سے یہ نیک امید رکھتا ہے کہ میرا رب کریم اور غفور ہے اور بُرائی کو ترک نہیں کرتا یہ جنت دھوکہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِمَّنْ** **الْمُحْسِنِينَ** ○ ترجمہ: تحقیق کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں اور صالحین کے قریب ہے اور ارشاد ہے: **أَنَّ الْغُفُورَ الرَّحِيمَ**



وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ میں غفور ورحیم ہوں اور بلاشبہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔ حال یہ کہ نیک عمل کر کے اُمیدوار ہے اور قبولیت کی دُعا کرتا ہے اور ڈرتا ہے اس کے عذاب سے۔ علماء و مشائخ فرماتے ہیں کہ گناہ پر دلیر رہنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے پر یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ صفتِ رزاقیت پر اعتماد کر کے کیا کوئی گھریٹھتا ہے؟ کہ روزی اس کے منہ میں آوے گی۔ وہاں تو رات دن دوڑے دوڑے پھرتے ہیں اور صفتِ غفوریت پر اتنا یقین کہ اعمالِ صالحہ چھوڑ کر گناہوں پر دلیر ہیں میض حماقت اور دھوکہ نہیں تو کیا ہے؟ حضرت معروف کوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدون عمل کے جنت کچھ طلب کرنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور اُمید شفاعت رکھنا بے سبب و بے علاقہ ایک قسم ہے فریب کی اور رحمت کی اُمید رکھنا بغیر عملِ اِعتمالِ جہالت و حماقت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدون نیک اعمال کے آرزو اور امیدیں رکھنا یہ احمقوں کی وادی ہے ایسی باطل اُمیدوں سے شیطان نے ان لوگوں کو بے وقوف اور بے عمل بنا رکھا ہے۔ بعض نے کہا دانِ نفسہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ روز کرے اگر اچھے اعمال ہوں تو شکر کرے۔ بُرے اعمال ہوں تو توبہ کرے اور تلافی کرے۔ قبل اس کے کہ قیامت کے دن حساب ہے۔

التَّوْبَةُ

حلال التَّوْبَةِ

بِتَّوْبَةٍ

أَلْهَمَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

فصل سوم

۱۱۳ | عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ كُنَّا فِي مَجْلِسٍ قَطَعَهُ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثْرُمَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَاكَ طَيِّبَ
 النَّفْسِ قَالَ أَجَلٌ قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنْ اتَّقَى
 اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَالصِّحَّةَ لِمَنْ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى وَطَيِّبُ
 النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ سَرَاوَاهُ أَحْمَدُ. (مسند احمد ص ۲۳۵ ج
 ۵ رقم ۲۳۲۲۰ و ص ۲۳۵ ج ۵ رقم ۲۳۲۹۰)

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ
 ہم ایک مجلس میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے
 آپ کے سر مبارک پر نسل کرنے کی ترمی تھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ!
 اس وقت ہم آپ کو خوش دیکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! راوی کا بیان ہے
 کہ اس کے بعد لوگ دولت مندی کی گفتگو میں مشغول ہو گئے، کہ وہ چھی
 ہے یا بُری، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (یہ گفتگو سن کر)
 فرمایا جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اس کے لیے دولت مندی
 بُری چیز نہیں ہے اور متقی کے لیے صحت (جسمانی) دولت سے بہتر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے اور خوش دلی و خوش حالی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

۱۱۴ / وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيهَا مَضَى يُكْرَهُ فَاقًا
الْيَوْمَ فَهُوَ نَرَسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هَذِهِ الدَّنَانِيرُ لَتَمَنَّيْتُ
بِنَا هَهُؤَلَاءِ الْمُلُوكِ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مِنْ هَذِهِ شَيْءٌ
فَلْيُصْلِحْهُ فَإِنَّهُ زَمَانٌ إِنْ اخْتَبَرَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ يَبْدُلُ دِينَهُ
وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرْفَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ -
(مشْرُحُ السُّنَنِ كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوْلِ الْعَمْرِ وَ
تَمْنَى الْمَالِ لِلْخَيْرِ ص ۳۲۱ ج ۷ رقم ۲۹۹۳)

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں
مال کو بڑا بچھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مؤمن کی ڈھال ہے حضرت سفیان کہتے
ہیں کہ اگر یہ دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ بادشاہ ہم کو اپنا رومال بنا ڈالتے
یعنی ذلیل و غوار بنا دیتے اور حضرت سفیان نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ
مال ہو اس کو چاہیے کہ اس کی اصلاح کرے (یعنی اس کو بڑھانے کی تمہیریں
کرے اور ضائع ہونے سے بچائے) اس لیے کہ ہمارا یہ زمانہ ایسا زمانہ ہے
کہ اگر اس میں کوئی محتاج ہوگا تو وہی سب سے پہلا شخص ہوگا جو اپنے دین
کو دنیا کے عوض فروخت کرے گا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ مال حلال فضول خرچی میں ضایع نہیں ہوتا۔

تشریح: یعنی مال حلال میں اسراف نہ کرنا چاہیے اور احتیاط سے
خرچ کرے تاکہ زیادہ دن تک دین کی تقویت کا سبب نہ ہے۔ یا مراد

الشُّرُوفُ

حلالہ نزلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ ہے کہ مالِ حلال کم ہوتا ہے اور اس قدر نہیں ہوتا کہ اس کو فضول کاموں میں اڑایا جائے۔

۱۱۵ / وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ابْنَ ابْنَاءِ السَّبْتَيْنِ وَهُوَ الْعَمْرُ الَّذِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَوْلَكُمْ نِعِمٌّ كَمَا تَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَ كُمْ النَّذِيرُ وَإِلَّا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ (ص ۲۶۳ ج ۷ رقم ۶۰۲۵۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا (فرشتہ) یہ اعلان کرے گا کہ ساٹھ برس کی عمر والے لوگ کہاں ہیں اور یہ عمر وہ عمر ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: أَوْلَكُمْ نِعِمٌّ كَمَا تَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَ كُمْ النَّذِيرُ یعنی کیا ہم نے تم کو یہی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے حالانکہ تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا (یعنی بڑھاپا یا قرآن یا رسول یا موت)

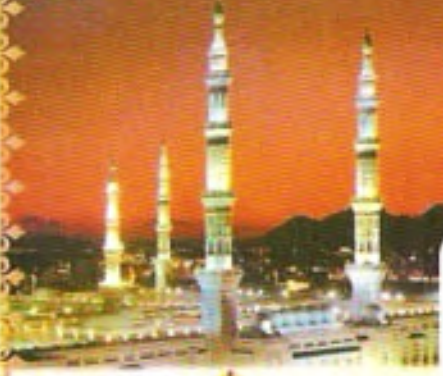
۱۱۶ / وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ إِنَّ نَفْرًا مِنْ بَنِي عُدْرَةَ ثَلَاثَةٌ اتُّوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْلَمُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَكْفِينِيهِمْ قَالَ طَلْحَةَ أَنَا



فَكَانُوا عِنْدَهُ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا
 فَخَرَجَ فِيهِ أَحَدُهُمْ فَاسْتَشْهَدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ
 فِيهِ الْآخَرُ فَاسْتَشْهَدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّلَاثُ عَلَى فِرَاشِهِ قَالَ
 قَالَ طَلْحَةُ فَرَأَيْتُ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ فِي الْجَنَّةِ وَرَأَيْتُ
 الْمَيِّتَ عَلَى فِرَاشِهِ أَمَا مَهُمْ وَالَّذِي اسْتَشْهَدَ أُخْرًا
 يَلِيهِ وَأَوْلَهُمْ يَلِيهِ فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَقَالَ وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ
 لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ قَوْمٍ يُعَمَّرُونَ فِي الْإِسْلَامِ
 لِتَسْبِيحِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ - (مسند أحمد ص ۲۰۳)
 ج ۱ رقم ۱۳۰۵

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عذرہ کے تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ (اور بہ نیت مجاہدہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور وہ فقر و فاقہ والے تھے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کون ہے جو ان کی خبر گیری سے مجھ کو آگاہ کرے!

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کی خبر گیری کروں گا وہ تینوں آدمی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شکر بھیجا۔ ان تینوں



الْقِيَامَاتِ الْمَكْرَمَاتِ لَهُ الْكَلَامُ
 خَلَقَتْ أُمَّتَا النَّبِيِّ وَوَحْيَةَ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتِهِ. السَّلَامُ عَلَيْنَا
 وَرَبِّكَاتِنَا

میں سے ایک شخص اس شکر میں گیا اور شہید ہوا۔ پھر ایک اور شکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھیجا ہے میں دوسرا شخص گیا اور شہید ہوا۔ پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر مر گیا راوی کا بیان ہے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ان تینوں کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا۔ جو شخص بستر پر مرا تھا وہ سب سے آگے تھا اور جو دوسرے شکر میں شہید ہوا وہ اس کے پیچھے تھا اور سب سے پہلا شخص جو پہلے شکر میں شہید ہوا تھا سب سے آخر میں تھا۔ میرے دل میں اس سے شبہ پیدا ہوا اور اس کا ذکر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور ان میں سے تو نے کس چیز کا انکار کیا یعنی ان میں سے کون سی ایسی بات تجھ کو نظر آتی جو شبہ اور انکار کا باعث ہوئی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مسلمان سے زیادہ بہتر کوئی شخص نہیں ہے جس نے اسلام میں زیادہ عمر پائی اور اس کو زیادہ تسبیح و تکبیر و تہلیل کا موقع ملا۔

تشریح: اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے حدیث بن خالد میں یعنی دوسرا شخص جو شہید تو نہ تھا مگر وہ مرابط تھا یعنی سرحد کا نگہبان اور شہید ہونے کی نیت رکھتا تھا تو اپنی نیت کا ثواب شہادت بھی ملا اور جتنے دن زندہ رہا ان دنوں کے نیک اعمال کا ثواب الگ ملا۔ اس لیے یہ فیصل رہا سابق سے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَلَيْكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ وَبَارَكْتَ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ



۱۱۶۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا لَوَحَرَ عَلَى وَجْهِهِ مِنْ
 يَوْمٍ قُبِلَ إِلَى أَنْ يَمُوتَ هَرَمًا فِي طَاعَةِ اللَّهِ لَحَقَّرَهُ فِي
 ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَوْ دَأَّ أَنْهُ رَدَّ إِلَى اللَّهِ نَبِيًّا كَيْنَمَا يَزِدَادُ مِنَ الْأَجْرِ
 وَالْثَوَابِ رَوَاهُمَا أَحْمَدُ - (مسند احمد ص ۲۲۷ ج ۴ ق ۴۸-۴۶)



ترجمہ: حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے روایت ہے
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن
 سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں سبکوں ہے
 تو وہ البتہ اپنی اس عبادت و اطاعت کو قیامت کے دن حقیر خیال کرے گا
 اور یہ آرزو کرے گا کہ اس کو پھر دنیا میں واپس کر دیا جائے تاکہ اس کا جس روز
 ثواب زیادہ ہو جائے۔



تشریح: یعنی جب اپنی عبادتوں کا ثواب اور انعام اپنے رب کی طرف سے
 دیکھے گا تو تنہا کرے گا کہ اور زیادہ عبادت کے لیے دوبارہ زندگی عطا فرما کر
 پھر دنیا میں بھیجا جاوے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 رَسُولِ اللَّهِ



بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

تَوَكُّلٌ أَوْ صَبْرٌ كَابِيَانٌ

توکل کی حقیقت : توکل کی حقیقت یہ ہے کہ رزق میں اللہ تعالیٰ کے ضامن ہونے پر اعتماد اور بھروسہ ہو اور رزق کے اسباب اور وسائل کا ترک کرنا توکل کے لیے شرط نہیں بلکہ تدابیر اختیار کر کے اس سے نظر ہٹانا اور حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا توکل ہے اور یہ یقین کرنا کہ اسباب و تدابیر کچھ مفید نہیں ہو سکتے اگر حق تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

اور صبر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالانے اور ان کی حرام اور منہج کی ہوتی باتوں سے بچنے کی تکلیف کو خوشی خوشی برداشت کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اس پر ثواب کی امید رکھنا۔ اسی طرح مصائب میں تقییر الہی پر رضی رہتے ہوئے دُعائے عافیت مانگتے رہنا اور اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ کہنا اور اس حالت کو بھی اپنے لیے خیر سمجھنا اور کفارة سنیات اور رفع درجات کا وسیلہ سمجھنا صبر کہلاتا ہے۔

تفصیل کے لیے احقر مولف کا رسالہ تکمیل الاجر بتحصیل صبر کا مطا
اس باب میں نہایت مفید اور اس پر عمل قرب و رضا۔ حق اور حصول لایت



جَلَّالٌ عَزِيزٌ ذُو جَلَالٍ



الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّمِ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدِي وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ

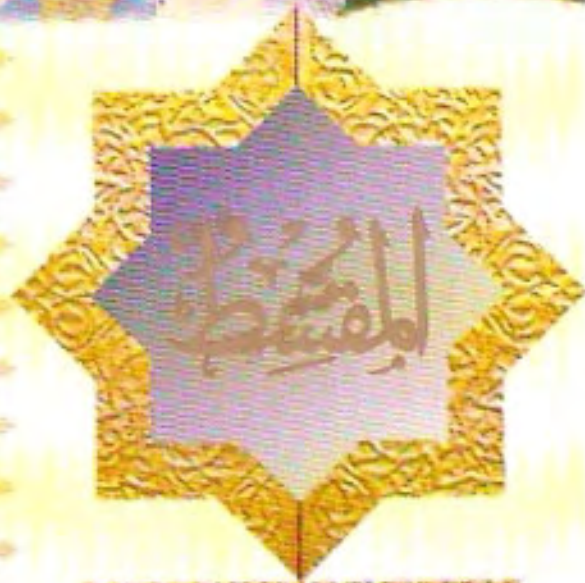
کا ان شاء اللہ تعالیٰ وسیلہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ صبر کی چار قسمیں ہیں :

- ۱۔ نفس کو ہر طاعت پر قائم رکھنا۔
- ۲۔ ہر گناہ سے نفس کو روکنا۔

۳۔ فضول دنیا یعنی بے ضرورت دنیا سے صبر۔ (مرقات ۱۲۷-۱۲۸) ج ۹

۴۔ دینی یا دنیوی مصائب پر صبر کرنا۔ ایسا شخص گناہوں سے امن میں رہے گا اور دنیا کی بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پاوے گا۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ

فصلِ اول

۱۱۸۔ وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ
إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ وَإِنْ
أَصَابَتْهُ ضَرَّاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - (مسلم :
باب في احاديث متفرقة ص ۴۱۳ ج ۲ مسند احمد ص ۴۰۷
ج ۲ رقم ۱۸۹۶۳)

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی شان عجیب ہے اس کے
تمام کام اس کے لیے خیر ہیں اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص
ہے کہ اگر اس کو خوشی حاصل ہو (یعنی فراخی رزق، خوشحالی چین اور توفیق
طاعت وغیرہ نمیتیں) شکر کرتا ہے۔ پس یہ شکر اس کے لیے خیر
ہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچے (یعنی فقر مرض اور رنج) صبر کرتا ہے پس
یہ صبر بھی اس کے لیے خیر ہے۔

تشریح: مقام صبر و شکر دونوں بلند مرتبہ ہیں اور دونوں پر ثواب
مرتب ہوتا ہے لیکن مومن کامل جو نہیں ہوتا اس کو جب خوشی اور دولت
ملتی ہے تو تکبر اور خلافِ شرع باتیں کرنے لگتا ہے اور اگر ضرر پہنچتا ہے



جَلَّالٌ مُبْتَدِئُ الْوَالِدَاتِ



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

تورونا چلانا اور ناشکری اور شکایت و اعتراض اللہ پر کرتا ہے اور مومن
کامل دونوں حالتوں میں الحمد للہ علی کل حال کہتا ہے۔

۱۹۱۹ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ
الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ إِحْرَاصٌ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتِعْنَاءٌ
بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزُوا إِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ
كَانَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَكِنِ قُلْتُ قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلْتُ فَإِنْ لَوْ تَفَتَّحَ
عَمَلُ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - (مسلم: باب الايمان بالقدر
ص ۳۳۸ ج ۲، مسند احمد ص ۳۸۶ ج ۲ رقم ۸۸۱۲)

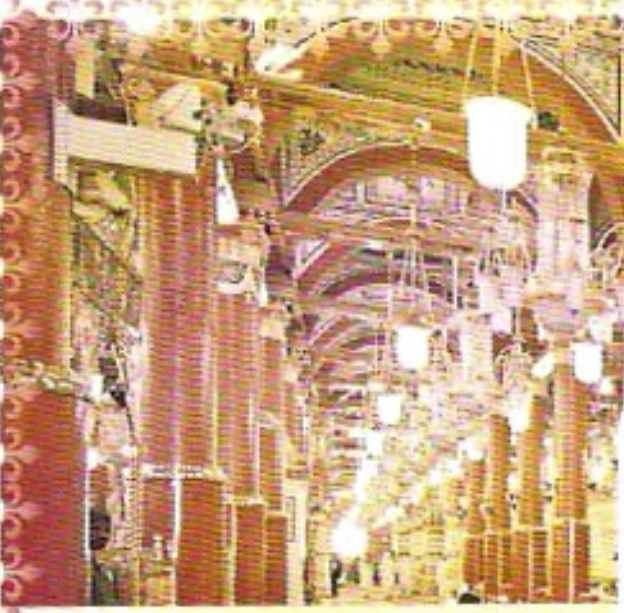
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن قوی (یعنی قوی ایمان و عقائد و
توکل و جہاد اور صبر و نصیحت و تعلیم خیر کرنے میں) بہتر اور اللہ کے نزدیک
محبوب ہے مومن ضعیف سے اور ہر مومن میں (قوی ہو یا ضعیف نیکی
ہے۔ جو چیز تجھ کو نفع پہنچاتے اس پر حرص کر (یعنی امر دین میں) اور
(نیک عمل کرنے پر) اللہ کی مدد و توفیق طلب کر اور طلب استعانت سے
عاجز نہ ہو اور جب تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں اس
طرح کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یوں کہہ کہ اللہ نے یہی مقدر کیا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ
پاہتا ہے کرتا ہے اس لیے کہ "اگر" کا لفظ شیطان کے کام کو کھولتا ہے۔



جلالہ عنوالہا



اللہم صل علی محمد
وآلہ و ذریعہ کما صلیت
علی ابی اوسینہ و آرت علی
محمد و آلہ و ذریعہ
کما آرت علی ابی اوسینہ و آرت



اور دل میں دوسوہ پیدا کرتا ہے۔

تشریح: لفظ اگر اس لیے منع ہے کہ جو مقدر ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور شیطان لفظ اگر سے مومن کے دل میں صدمہ و حسرت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا۔ اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ فرمادیں گے کہ ہرگز ہم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی ہے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھا ہوا ہے (اور وہ ہمارے لیے مضر نہیں اس میں بھی کوئی حکمت و مصلحت و خیر ہے) کیوں کہ وہ ہمارے مولیٰ ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ - ترجمہ: اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی میدان میں آتے وہ لوگ جن کے لیے قتل مقدر ہو چکا ہے۔ اور لفظ اگر کے استعمال سے منع کرنا تنزیہی ہے تحریری نہیں اور یہ تنزیہی نہیں بھی جب ہے جب کہ معارضہ تقدیر کا ہو اور وہاں کوئی نفع نہ ہو۔ لیکن اگر ازراہ تاسف و ندامت کے استعمال اس لفظ کو کمرے جیسا کہ طاعت الہی کے فوت ہونے پر صاحبین سے ثابت ہے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔

لہ سورة التوبة پارہ ۱۰، آیت ۵۱

لہ سورة ال عمران پارہ ۳، آیت ۱۵۴



حَمْدُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَآرَكَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا آرَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ عَزِيزٌ مُجِيبٌ

فصل دوم

۱۲۰ ر وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ - (ابن ماجه: كتاب الزهد باب التوكل والينفين شرح السنة ص ۳۲۸ ج ۷ رقم ۴۰۰۳) ترمذی باب ماجاء فی الزهاده فی الدنيا ص ۶۰ ج ۲ مسند احمد ص ۱۳۲۸ رقم ۲۰۶

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر لو جیسا کہ بھروسہ کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھوسلوں میں) جاتے ہیں۔

تشریح: توکل کا حق یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے ہاتھ میں اپنا ضرر یا نفع، رزق، فقر، غنا، عطا، مرض، صحت، عزت، ذلت، موت حیات وغیرہ سمجھے اور یقین کرے کہ یہ سب حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پس کسی نعمت کی طلب میں بہت رنج نہ اٹھاتے اور حرص اور مبالغہ نہ

الحکمة

حلالہ عمیر النبی

الحکمة

الحکمة

القیات الصلوات لله السلام
قلبت انما التبی ورحمة الله
وبرحمته السلام علینا
علی عباد الله الصالحین

اٹھائے کہ حلال و حرام کا فرق بھی نہ کرے۔

علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص توکل کا مفہوم یہ سمجھے کہ بس زمین پر پڑا ہے اور تدابیر و کسبِ معاش نہ کرے تو وہ جاہل ہے منقول ہے کہ کوئے کا بچہ جب انڈے سے نکلتا ہے تو سفید ہوتا ہے جو کوئے کو بُرا لگتا ہے اور چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے حق تعالیٰ اس کی طرف رزق کے لیے مکھی اور چیونٹی بھیجتے ہیں کچھ دن میں وہ سیاہ ہونے لگتا ہے پھر کوئا اس کو لے کر پرورش کرتا ہے۔ اور اسی طرح بہت سے واقعات ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ تدبیر نہ کرے چڑیوں کا باہر نکلنا بھی تدبیر ہے اور انسان کے لیے اس کے مناسب تدبیر ہوگی البتہ بھروسہ تدبیر پر نہ کرے تدبیر صرف بھیک کا پیالہ ہے اور دینے والے حق تعالیٰ شانہ ہیں۔ یہ مثال احقر مولف کے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی تھی۔

۱۲۱ / وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرَّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَ يُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَ لَيْسَ شَيْءٌ يُقَرَّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَ يُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُمْ عَنْهُ وَ إِنَّ الرُّوحَ الْأَمِينِ وَ فِي رِوَايَةٍ وَ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي



رُوِيَ أَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَكْمَلَ رِزْقَهَا إِلَّا فَاتَّقُوا اللَّهَ
 وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ
 تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا يُدْرِكُ مَا عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ
 رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَالْبَيْهَقِيِّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ إِلَّا أَنَّهُ
 لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ رُوحَ الْقُدُسِ - (شرح السنّة ص ۳۳۰ ج ۷
 رقم ۴۰۰۸، بيهقي ص ۲۹۹ ج ۷، رقم ۱۰۳۷۶)

الْمَغْنِيَا

حَمْدُ اللَّهِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کوئی ایسی چیز نہیں
 ہے جو تم کو جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور رکھے مگر وہ
 جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تم کو دوزخ سے
 قریب کر دے اور جنت سے دور رکھے مگر وہ چیز جس سے میں نے تم کو
 منع کر دیا ہے اور جبرئیل نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی
 جاندار اس وقت تک نہیں مرنے تک کہ اپنا رزق پورا نہیں کر لیتا
 (پس جب ایسا ہے کہ جو رزق مقدر کیا ہے وہ پہنچنے والا ہے تو خبردار
 اللہ تعالیٰ سے ڈرو) یعنی پجو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، اور رزق کے
 حاصل کرنے اور ڈھونڈنے میں اعتدال سے کام لو اور رزق پہنچنے میں تاخیر
 کہیں تم کو اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کو گناہوں کے ارتکاب سے
 حاصل کرو اس لیے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ

کی طاعت ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔

تشریح: اگر گناہوں اور نافرمانیوں کے باوجود کسی کو اللہ تعالیٰ کے لطف سے نعمتوں اور کثادگی و دولت میں دیکھو تو وہ نعمت اس کے لیے عذاب ہے نعمت نہیں۔ اسی طرح مضمون ایک حدیث میں احقر مولف کی نظر سے گذرا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مصیبت اللہ تعالیٰ سے قریب کر دے تو وہ بندہ کے لیے نعمت ہے اور جو نعمت اللہ تعالیٰ سے دور کر دے وہ اس بندہ کے لیے مصیبت ہے۔ احقر مولف عرض کرتا ہے کہ میرے مرشد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عارف محقق نے کسی صوفی کو دیکھا کہ اس نے لذیذ شوربہ کو زہد کے خلاف سمجھ کر اس میں پانی ملا دیا اور بے مزہ کر کے کھایا محقق عارف نے فرمایا کہ یہ صوفی عارف ہوتا تو ایسا نہ کرتا لذیذ شوربہ کھاتا اور اس کے دل میں ہر قسم پر شکر نکلتا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میاں اشرف علی جب پانی پیا کرو تو ٹھنڈا پیا کرو تاکہ ہر بن مٹو سے شکر نکلے۔

۱۲۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الرَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا كَيْسَتْ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةَ
الْمَالِ وَلَكِنَّ الرَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ
أَوْ تَقِ بِمَا فِي يَدَيْ اللَّهِ وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا





أَنْتَ أَصْنَبَتْ بِهَا أَرْغَبَ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا أَبْقَيْتْ لَكَ رِوَاةً
 التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ
 غَرِيبٌ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الرَّاوِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ (ترمذی)
 أَبْوَابُ الزُّهْدِ بَابُ الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا ص ۵۹ ج ۲ فِي الدُّنْيَا
 ص ۳۰۱ -)



ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا زہد حلال کو حرام بنانے اور مال کو ضائع
 کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھوں میں ہے
 (یعنی مال و دولت) اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو اللہ تعالیٰ
 کے ہاتھوں میں ہے اور زہد یہ ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت پڑے تو تو اس
 مصیبت میں ثواب کا طالب ہو اور اس میں بہت رغبت کرنے والا ہو اگر
 وہ مصیبت تیرے لیے باقی رکھی جاتی۔

تشریح: بعض جاہل فقیر زہد کا مطلب اللہ کی حلال نعمتوں کو اپنے اوپر حرام
 کر لینے کو سمجھتے ہیں اور یہ محض جہالت ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتے
 ہیں: لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ ۗ تَرْجُمَهُ: نہ حرام
 کرو پاکیزہ چیزوں کو کہ جنہیں حق تعالیٰ نے حلال کیا ہے تمہارے لیے۔
 حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کون کمال رکھتا ہے
 پس فرماتے ہیں کہ یہ جو بعضے جاہل کرتے ہیں کہ زہد بننے کے لیے گوشت

حلوا اور پھلوں اور اچھے کپڑوں کو ترک کر دیتے ہیں یہ زہد نہیں ہے۔ اسی
 طرح مال کو ضائع کرنے کا نام بھی زہد نہیں ہے بلکہ زہد نام ہے کہ حق تعالیٰ
 کے وعدوں پر پورا اعتماد کرے رزق کے باب میں اور حق تعالیٰ کی
 طرف سے ایسی جگہ سے رزق پہنچانے پر کہ تیرا وہاں سے گمان بھی نہ
 ہو اور اعتماد اپنے فانی خزانوں سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے باقی خزانوں
 پر کرے جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا
 عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ترجمہ : جو کچھ تمہارے پاس ہے فانی ہے اور جو
 اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی ہے اور دنیا سے انس اور طمینان نہ کپڑے
 اور آخرت کو محبوب رکھے اور آخرت کے ثواب کی امید پر دنیا کے مصائب
 سے نہ گھبرائے یہ باتیں سب زہد کی ہیں نہ کہ حرام کرنا حلال کا اور ضائع
 کرنا مال کا۔



۱۲۳۱ ر وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظَكَ
 احْفَظِ اللَّهَ تَجِدَ لَهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَ
 إِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِينِ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ
 عَلَيَّ أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ
 اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَيَّ أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
 (صَلَّى)

إِلَّا بَشِيءٌ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ
الصُّحُفُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ - (ترمذی : أبواب
صِفَةِ الْقِيَامَةِ ص ۲۷۸، مسند احمد ص ۲۰۰ ج ۱ رقم
۲۸۰۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔
آپ نے فرمایا اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے احکام امر و نہی کو محفوظ
رکھو اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھے گا (دنیا میں آفات و گرفتاریوں
سے اور عقبیٰ میں طرح طرح کے عذاب سے) اور محفوظ رکھو تو اللہ کے
حق کو (یعنی اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس کی قدرتوں میں فکر کرو اور اس کا شکر
ادا کرو) تو اللہ کو اپنے سامنے پاتے گا اور جب تو سوال کا ارادہ کرے تو
اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ
اور یہ بات یاد رکھ کہ ساری مخلوق اگر جمع ہو کر تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہے تو
ہرگز تجھ کو نفع نہ پہنچا سکے گی مگر صرف اتنا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر
میں لکھ دیا ہے اور اگر سب آدمی جمع ہو کر تجھ کو ضرر پہنچانا چاہیں تو ہرگز تجھے
ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر صرف اتنا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں
لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا کر رکھ دیتے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کو سامنے پاوے گا یعنی گویا کہ حق تعالیٰ کو دیکھ
رہا ہے کیونکہ اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور اور بالیقین دیکھ



أَلْهَمَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ.

ترجمہ: اے اللہ! میری ہمت دے کہ میں تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کے ساتھ جیسا کہ تیرے ساتھ آل ابراہیم کے ساتھ تھا، اسی طرح محمد اور آل محمد کے ساتھ بھی کرے۔

سہے ہیں اور اس مراقبہ کا نام شریعت میں احسان ہے اور اس مراقبہ اور فکر و دھیان کی برکت اور شوق سے جب ماسومی اللہ نظر سے فنا ہو جاوے تو یہ کمال ایمان ہے اور گویا کہ تو اس وقت حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے پس پہلا حال مراقبہ کہلاتا ہے اور دوسرا حال مشاہدہ کہلاتا ہے اور بعض علمائے نے یہ کہا ہے کہ جب تو اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی تو حق تعالیٰ تیری ہر حالت اور شکل میں مدد فرمائیں گے اور اس کو آسان فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہی سے ہر حالت میں دعا کرے کہ حدیث میں وارد ہے جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں اور زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک ہی سے مانگنا بھی چاہیے۔ اور حق تعالیٰ ہی کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی نصرت صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے یعنی ہر تنگی کے بعد کشادگی ہے اور ہر غم کے بعد راحت اور خوشی ہے جیسا کہ **إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا**۔ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

۱۲۴۔ وَعَنْ سَعْدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ سَعَادَةٍ ابْنِ أَدَمَ رِضَاةً بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةٍ
ابْنِ أَدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ وَمِنْ شَقَاوَةٍ ابْنِ أَدَمَ سَخَطُهُ
بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ

۵ له سورة اشراخ پارہ ۳۰ آیت ۵



غَرِيبٌ - (مسند احمد ص ۲۱۳، ج ۱ رقم ۱۳۴۸،
کتابُ القَدْرِ بابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالْقَدْرِ -)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی نیک نختی یہ ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر دیا ہے اس پر رضی رہے اور آدمی کی بد نختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور مجبلائی کو مانگنا چھوڑ دے اور انسان کی بد نختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے وہ اس سے غضب ناک اور ناخوش ہو۔

تشریح: آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرتا رہے اور پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں اس پر رضی رہے اور رضی ہونا قضائے الہی پر بڑی نعمت ہے اس مقام کا نام انعم ہے اور ابن آدم کے لیے یہ بڑی سعادت ہے کیونکہ جب بندہ تقییر الہی پر رضی رہتا ہے تو عبادت کے لیے فارغ رہتا ہے برعکس اس کے کہ ناراض ہو فیصلہ الہی سے ہر وقت متنفر اور پریشان رہتا ہے کیونکہ کوئی انسان مصائب اور حوادث سے خالی نہیں۔ اہل اللہ تسلیم و رضا کی برکت سے ہر حالت میں پرسکون

ہیں۔

خوشا عو ادثِ پیہم خوشایہ اشکِ و اں
جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
سَمِيعٌ عَلِيمٌ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
مُعْتَبِدًا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَأَرْكَتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
كَأَنَّكَ رَكَّتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
فِي الْمَكِينِ إِنَّكَ حَكِيمٌ

ۛ وہ تو کہتے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غم زیست گوارا کرنا
فکر اور ہر تردّد میں استخارہ اور استشارہ کر لے پھر ان شاء اللہ تعالیٰ
کوئی خطرہ نہیں جیسا کہ حدیث میں بشارت ہے استخارہ اللہ تعالیٰ سے
مشورہ کرنا اور استشارہ اہل تجربہ عاقل بندوں سے مشورہ لینا ہے۔

مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ
(مرقاۃ ص ۱۶ ج ۹)

ترجمہ: نہیں نامراد ہوا جس نے استخارہ کیا اور نہیں نادم ہوا جس نے مشورہ
کیا اور نہیں تنگدست ہوا جس نے خرچ میں میانہ روی کی یعنی فضول
خرچ سے احتیاط کی اور عمدال کی راہ پر خرچ کیا (حدیث)
حضرت مولانا حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غم
سے نفس کو تکلیف ہوتی ہے مگر روح میں نور پیدا ہوتا ہے۔

ۛ میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دل تباہ میں ہے

ۛ عارف جنون درد پسندی نے بار ہا
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاودا نہ تھا

انسان اپنے خیر و شر کو نہیں سمجھ سکتا حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں
عَلَيْتِي أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَلَيْتِي أَنْ تُحِبُّوا



شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
سورة البقرة پارہ ۲ آیت ۲۱۶ -

ترجمہ: قریب ہے یہ کہ تم بُری سمجھو کسی چیز کو اور بھلی ہو تمہارے لیے
اور قریب ہے کہ درست سمجھو کسی چیز کو اور وہ بُری ہو تمہارے لیے
اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
سَمِيعٌ عَلِيمٌ

فَصِلْ سَوْمَ

١٢٥ - عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ عَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَذْرَكَتَهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمْرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ عُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلْتًا قَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللَّهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا سَمِعْتَنِي فِي صَحِيحِهِ فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِي فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقَالَ كُنْ خَيْرًا أَخِي فَقَالَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَا وَلَكِنِّي أَعَاهِدُكَ عَلَى أَنْ لَا أَقَاتِلَكَ وَلَا أَكُونَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُونَكَ فَخَلَى سَبِيلَهُ فَأَتَى أَصْحَابَهُ



جَلَالَةُ عَمْرٍو



أَلَهُمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ
وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مُجِيدٌ



فَقَالَ جَنَّتُكُمْ مِّنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ هَكَذَا فِي كِتَابِ الْمُحْسِنِيِّ
 وَفِي الرِّيَاضِ - (مسند احمد ص ۴۲۶ - ۴۲۷ ج ۳ رقم ۱۳۹۴۰)
 بُخَارِي بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الْوَرَعِ ص ۵۹۲ ج ۲ ذَكَرَهَا الْحَمِيدِي
 ص ۳۰۹ ج ۲ رقم (۱۵۲۶) رِيَاضُ الصَّالِحِينَ: بَابُ الْيَقِينِ
 وَالتَّوَكُّلِ ص ۴۷



ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں
 نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا۔ جب
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد سے واپس ہوئے تو وہ بھی
 آپ کے ہمراہ واپس ہوئے صحابہ کو دوپہر ایک جنگل میں ہوئی جس میں گیکر
 کے درخت زیادہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں اتر گئے
 صحابہ بھی سایہ کی تلاش میں (ادھر ادھر) درختوں کے نیچے متفرق ہو گئے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گیکر کے درخت کے نیچے ٹھہر
 گئے اور اپنی تلوار اس کی ٹہنی میں لٹکا دی اور ہم تھوڑی دیر کے لیے سو گئے
 ناگہاں ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکار رہے ہیں
 اور آپ کے پاس ایک دیہاتی (بدو کافر) موجود ہے آپ نے ہمارے
 مجمع ہونے پر فرمایا اس دیہاتی نے مجھ پر تلوار کھینچی اس حال میں کہ میں سو
 رہا تھا۔ میں جاگ گیا اور دیکھا کہ نگلی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ مجھ
 سے کہ رہا تھا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ
 بچائے گا تین مرتبہ یہی الفاظ فرماتے اور اس اعرابی کو آپ نے کوئی سزا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ - (مسند احمد ص ۴۲۶ ج ۳)

نہ دی اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور ابو بکر اسماعیلی نے جو روایت اپنی صحیح میں
 درج کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ اعرابی نے تلوار ہاتھ میں لے کر کہا
 اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا اللہ بچائے
 گا یہ سن کر اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے تلوار کو اٹھالیا اور فرمایا اب کچھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے
 گا؟ اعرابی نے کہا آپ بہترین پکڑنے والے ہیں (یعنی مہربانی کیجئے اور
 معاف کر دیجئے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی شہادت
 دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں دیہاتی
 نے کہا میں مسلمان نہیں ہوتا لیکن آپ سے اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ
 نہ تو آپ سے لڑوں گا اور نہ اس قوم کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑے گی
 پس آپ نے اس دیہاتی کو چھوڑ دیا وہ دیہاتی اپنی قوم کے پاس آیا اور
 کہا میں تمہارے پاس ایک بہترین شخص کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔
 ۱۲۶۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ آيَةً تَوَاخَدُ النَّاسُ بِهَا لِكَفْتِهِمْ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ
 يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ رَوَاهُ
 أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالِدَّارِيُّ. (مسند احمد ص ۲۱۲ ج ۵
 رقم ۲۱۶۰۹ دارمی ص ۲۴۱ ج ۲ رقم (۲۷۲۵) ابن ماجه
 باب الورع والتقوى ص ۳۱۱)
 ترجمہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
 الْأَمِينِ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 (۱۰۰۰)

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے (اور وہ آیت یہ ہے) وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو خیال اور گمان تک نہیں ہوتا۔

تشریح: یعنی متقی بندہ کو حق تعالیٰ شانہ ہر غم سے خلاصی دیتے ہیں اور بے رنج و تردد ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں سے گمان بھنی ہو اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے کسی متقی بندہ کی صحبت اور اس کی تربیت سے لہذا اللہ والوں کی صحبت کا اہتمام نہایت ضروری سمجھنا چاہیے کیونکہ مقدمہ ضروری کا ضروری ہوتا ہے۔

۱۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَنَا الرِّزَاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی: کتاب القراءات ص ۱۲۲ ج ۲ -)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ آیت سکھائی کہ میں رزق دینے والا اور طاقت ور اور متین ہوں۔

البلاغ

جلالہ عمرو اللہ

جلالہ

أَنَّهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ عَزِيزٌ مُجِيبٌ

تشریح: یہ قرآن شاذہ ہے اور قرآن مشہور یہ ہے إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ حاصل یہ ہے کہ بندہ کو صرف اپنے قومی متین رزاق مولیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

۱۲۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَخْوَانِ عَلِيٍّ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَزِفُ أَخَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ (ترمذی: باب مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا ص ۶۰ ج ۲ -)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور دوسرا کچھ پیشہ کرتا تھا۔ پیشہ ور بھائی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ یہ کچھ کام کاج نہیں کرتا پس اس کے خرچ کا بوجھ بھی مجھ ہی پر پڑتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تجھ کو اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریفہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین سیکھنے



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ - (انقلیٰ) مکتبہ دارالعلوم دیوبند

کے لیے دنیا کا غفل اور تندہی کسبِ معاش کا ترک جائز ہے بشرطیکہ اہل عیال نہ رکھتا ہو اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کر کے اپنے کو ذلیل نہ کرتا ہو یعنی متوکل ہو اور کسی کا حق واجب ضائع نہ کرتا ہو اور یہ بات بھی اس حدیث سے ثابت ہوتی کہ اپنے رشتہ داروں اور بیکیوں کی خبر گیری اور ان پر خرچ کرنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

۱۲۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَلْبَ ابْنِ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ أَتَبَعَ قَلْبَهُ الشُّعْبَ كُلَّهَا لَمْ يَبَالِ اللَّهُ بِآبِي وَادٍ أَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ كَفَاهُ الشُّعْبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

(: بابُ التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ ص ۳۰۷ -)

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا دل ہر جنگل میں ایک شاخ ہے (یعنی اس کو ہر طرح کی فکریں ہیں) پس جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکروں میں مشغول و منہمک رہا) اللہ تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا خواہ کسی جنگل میں اس کو ہلاک کر دے اور جس نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔

تشریح: اس حدیث پر عمل کرنے والوں کی زندگی نہایت پرسکون ہوتی

الْبَاقِي

جَلَالَةُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

مَدِينَةُ

الشَّجِيَّاتُ بِهِ وَالصَّلَوَاتُ
وَالظَّلِيَّاتُ. أَسْلَمُوا عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْرَفْنَا
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَأَشْرَفْنَا أَنْ مَسْجِدَنَا
عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ. وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا

ہے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیا اللہ کے قلوب میں جو چین اور اطمینان ہے سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت عطا فرمائیں۔ آمین

۱۳۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ أَنَّ عِبِيدِيَّ أَطَاعُونِي لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ أَسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ زَوَاةُ أَحْمَدُ (مسند احمد ص ۴۷۷ ج ۲ رقم ۸۷۲۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو مینہ برساؤں جب کہ وہ سوتے ہوں اور دن کو آفتاب نکالوں تاکہ وہ اپنے امورِ معاش میں مشغول ہوں، اور بادل کے گرجنے کی آواز ان کو نہ سناؤں تاکہ نہ ڈریں اور نہ گھبراویں۔

۱۳۱۔ وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَىٰ أَهْلِهِ فَلَمَّا رَأَىٰ مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ إِلَىٰ الْبَرِّيَّةِ فَلَمَّا رَأَتْ امْرَأَتُهُ قَامَتْ إِلَىٰ الرَّحَىٰ فَوَضَعَتْهَا وَإِلَىٰ الثَّنُورِ فَسَجَّرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ لِلَّهِمَّ ارْزُقْنَا فَظَنَرْتُ فَإِذَا الْجَفْنَةُ قَدْ أُمْتَلَأَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

إِلَى التُّورِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِكًا قَالَ فَرَجَعَ الرَّوْجُ قَالَ أَصْنَبْتُهُ
 بَعْدِي شَيْئًا قَالَتْ امْرَأَتُهُ نَعَمْ مِنْ رَبِّنَا وَقَامَ إِلَى الرَّحَى
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ لَمْ
 يَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُورُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ (مسند
 أحمد ص ۶۷۷ رقم ۱۰۶۶۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
 شخص اپنے اہل و عیال کے پاس آیا جب اس نے ان کی حاجت و فقر و
 فاقہ کو دیکھا تو جنگل کی طرف چلا گیا جب عورت نے دیکھا کہ اس کے شوہر
 کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ شرم کی وجہ سے باہر چلا گیا ہے، تو وہ اٹھی
 اور چکی پر پہنچی اور اس کو صاف کیا پھر تنور کی طرف گئی اور اس کو گرم کیا اور
 پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی اسے اللہ ہم کو رزق عطا فرما پھر اس نے دیکھا
 کہ اچانک چکی کا گرائڈ آٹے سے بھرا ہوا ہے پھر وہ تنور کی طرف گئی تو دیکھا
 اس میں روٹیاں بھری ہوئی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں اس کا شوہر
 آگیا اور کہا کیا تم کو میرے جانے کے بعد کہیں سے کھانے کا سامان مل گیا
 عورت نے کہا کہ ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا ہے پس
 اس شخص کو تعجب ہوا اور چکی کے پاس کھڑا ہوا اور اس کا پاٹ اٹھایا تاکہ
 اس کا اثر دیکھے اس واقعہ کا ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپ نے
 فرمایا کہ اگر وہ شخص چکی کا پاٹ نہ اٹھاتا تو چکی قیامت تک گردش کرتی رہتی

الوائت

جلالہ عنوالہ

تجلی

اللہ و اللہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِمْ صَلِّتْ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِمْ كَمَا
 بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ عَمِيدٌ
 الْمُجْتَمِعِينَ

اور اس سے آٹا نکلتا رہتا۔

تشریح: یہ انعام صبر و توکل کی برکت سے عطا ہوا تھا اور یہ واقعہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کا ہے۔ اگلی اُمت کا نہیں۔

۱۳۲ رَوَعْنُ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ۔ (ص ۸۹ ج ۶ رقم ۷۹۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق بندہ کو اسی طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح اس کی موت اس کو ڈھونڈتی ہے۔

تشریح یعنی جس طرح موت یقینی ہے اور بدون تلاش اپنے وقت پر آجاتی ہے اسی طرح رزق بھی یقینی ہے اپنے وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ رزق بندہ کو ڈھونڈ لیتا ہے بلکہ موت سے زیادہ رزق اپنی رفتار میں تیز ہے کیونکہ موت نہیں آتی جب تک کہ بندہ اپنا رزق تمام کا تمام نہیں کھا لیتا۔ پس رزق کے لیے اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد کرنا چاہیے اور مضطرب اور پریشان نہ ہونا چاہیے۔ متوسط درجہ میں تدبیر اختیار کرنا کافی ہے کہ حق عبودیت ادا ہوتا ہے تدبیر اختیار کرنے سے۔ مگر اس طلب میں اجمال ہو کاوش و مضطراب نہ ہو۔



أَنْفَعَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّى عَلَى
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَيٌّ قَدِيمٌ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَيٌّ قَدِيمٌ۔

رو توکل کن بگرداں پاو دست
رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست

۱۳۳ | رَوَعِنَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَتْ كَاتِيًا أَنْظَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مُسلم : كتاب الجهاد باب غزوة أُحُد ص ۵۰۸ ج ۲ والبخارى : كتاب استنابة المعاندين والمرتدين ص ۱۲۴ ج ۲ وشرح السنة ص ۹۴ ج ، رقم ۳۶۲۳)

ترجمہ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ گویا میں اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں جس کو اس کی قوم نے مارا اور لو لہمان کر دیا۔ وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ اے اللہ ! تو میری قوم کو بخش دے کہ وہ میری حقیقت سے واقف نہیں ہے۔

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ ساتھ جہل کے کتر ہے نسبت گناہ ساتھ علم کے پس منقول ہے وَئِيلٌ لِّدَجَاهِلٍ مَّرَّةً وَوَيْلٌ لِّلْعَالِمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ : جاہل کے واسطے ایک بار فسوس ہے اس کے

الْحَسْبُكَ

جَلالہ عمر والنہا

عَلَيْهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

بُڑے عمل پر اور عالم کے واسطے سات بار فسوس ہے اس کے بُرے عمل پر
 علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ اس
 حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام مُراد ہوں۔ روایت میں ہے کہ حضرت
 نوح علیہ السلام کی قوم ان کو اس قدر مارتی تھی کہ خون آلودہ ہو جاتے اور
 مدتوں زمین پر پڑے رہتے پھر اُٹھتے اور دعوت دیتے اللہ کی طرف
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس حدیث میں خود حضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ گرامی کو مُراد لیا ہے اور یہ ظاہر تر ہے کیوں کہ
 یہ روایت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُحد کے دن روایت
 کی گئی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خون آلودہ تھے۔

۱۳۴۱ رَوَعَنَ ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِيبْ مِنْهُ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ -
 (بخاری: کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض
 ص ۸۴۳ ج ۲، مسند احمد ص ۳۱۸ ج ۲ رقم ۲۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس شخص کو مصیبت میں مبتلا
 کر دیتے ہیں۔

تشریح: مصائب سے گناہ معاف ہو کر درجات بلند ہوتے ہیں
 اور غفلت دور ہوتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّعَةِ

ریاء اور سُعۃ کا بیان

ریاء کہتے ہیں اپنی عبادتوں سے مخلوق کے دل میں عزت و مہربانگی طلب کرنے کو اور ریاء بدون نیت کے خود بخود نہیں چپک جاتی جیسا کہ اکثر سائلین و سوسے ریاء کو ریاء سمجھ کر پریشان رہتے ہیں اخلاص کی نیت ہو یہی کافی ہے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس عبادت میں ریاء کا خوف ہو اس کو کثرت سے کرے پھر وہ عادت اور عادت سے عبادت بن جاتی ہے حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ے

وہ ریاء جس پر تھے زاہد طعنہ زن

پہلے عادت پھر عبادت بن گئی

علمت نے لکھا ہے اگر تعریف کسی سے سُنے اور اس سے خوش ہو تو یہ علامت وجودِ ریاء کی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی ستاری یاد کر کے خوش ہو کہ اس کریم ذات نے میرے عیوب و سنیات کو مخلوق سے پوشیدہ رکھا اور حُسنِ ظن ڈالا اپنی مخلوق میں اور ظاہر فرمایا ہمارے حسنات و طاعات کو اور شکر بجالایا تو یہ ریاء نہیں بلکہ فیصل و لطفِ حق

الصَّبْرُ

جَلَالَةُ عَمْرٍوَاللَّيْلُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

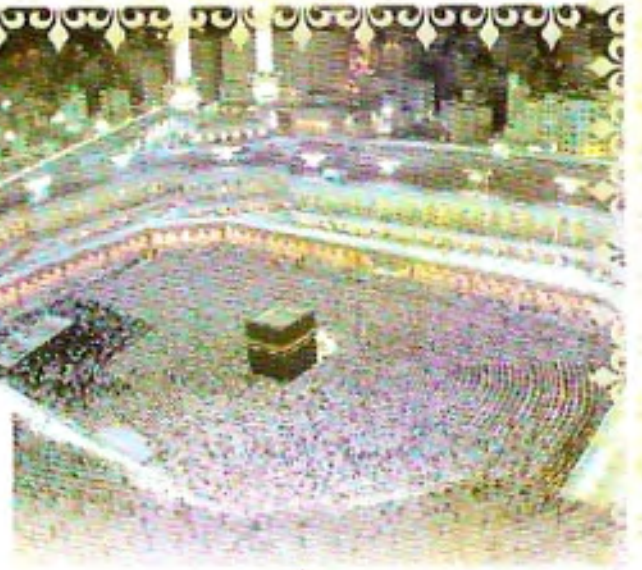
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
مُحَمَّدًا وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ
عِنْدَ تَحْرِیْرِہٖ مِنْ رِبِّہٖ

پر سرور شکر ہے یعنی شکر احساناتِ النبیہ سے ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت کے شروع میں بھی ریات سے بچے اور دُریان میں بھی اور بعد عمل کے بھی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دو حج کیے تھے کوئی مہمان آیا اس نے نوکر سے کہا کہ اس مہمان کو اس صراحی سے پانی پلا جس کو دوسرے حج میں خریدا تھا۔ فرمایا کہ اس شخص نے ایک جملہ سے دو حج کا ثواب ضائع کر دیا۔ حق تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ





فصلِ اوّل

۱۳۵ / عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ
 وَأَعْمَالِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - كِتَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَاةِ بَابُ
 تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعَرْضِهِ وَمَا
 لَهُ ص ۳۱۷ ج ۲ ابن ماجه : باب القناعة ص ۳۰۶

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور
 تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے
 تشریح : پس صورتِ ظاہری اور مال سے زیادہ قلوب کی اور اعمال کی
 اصلاح میں لگنا چاہیے۔

۱۳۶ / وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 اللَّهُ تَعَالَى أَنَا غَنِي الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا
 أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكُهُ وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنَا مِنْهُ
 بَرِّئُ هُوَ الَّذِي عَمِلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - (مُسْلِمُ كِتَابُ الزُّهْدِ
 بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَاءِ ص ۲۱۱ ج ۲ وابن ماجه : ابواب الزهد باب الرياء
 والسمعة ص ۳۱ شرح الشُّعْبَةِ ص ۳۴۴ ج ۷ رقم (۳۰۳۲)



ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شرک کے شرک سے بیزار ہوں یعنی جس طرح اور شرکاء شریعت پر رضی ہیں اس طرح میں رضی نہیں بلکہ میں شریعت سے بیزار ہوں، جو شخص کوئی عبادت کرے جس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کرے میں اس کو اور اس کے شرک کو دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں۔ وہ شخص یا اس کا مثل اسی شخص کے لیے ہے جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے۔

تشریح: ظاہر اس کا یہی ہے کہ ریا کی آمیزش اعمال کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے لیکن علمائے کبار نے کہا ہے کہ جس ریا میں ثواب کی مطلق نیت نہ ہو یا ریا کا قصد غالب ہو اس وقت ثواب بالکل ضائع ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ عنوان ریا سے منع کرنے کے لیے بطور تحویف استعمال کیا گیا ہو تاکہ بندہ طاعات میں ریا سے احتیاط کرنے میں خوفزدہ رہے۔

واللہ اعلم بالصواب

۱۳۶۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ يَرَأَى يَرَأَى اللَّهُ بِهِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ (بخاری: باب الرياء والسعة ص ۹۶۲ ج ۲، مسلم: باب تحريم الرياء ص ۴۱۲ ج ۲ -)



جَلَّالَهُ عَمْرٍو الذَّالِ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِهِ وَارْحَمِهِمْ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
وَعَلَى آلِهِمْ
وَارْحَمِهِمْ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ترجمہ: حضرت جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کرے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو مشہور کرے گا (اور قیامت کے روز رُسوا کرے گا) اور جو شخص کوئی عمل دکھانے کے لیے کرے اللہ اس کو ریاکاروں کی سزا دکھائے گا۔

تشریح: ریاکاروں کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں اس کے اعمال کو لوگ جان لیں گے لیکن آخرت کے ثواب سے اس کو محروم کر دیا جاوے گا جس سے قیامت کے دن اسے بڑی حسرت ہوگی۔

۱۳۸ / وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ وَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ رِوَاةُ مُسْلِمٍ - (مسلم کتاب البر والصلوة باب إذا اشئني على الصالح فهي البشري ولا تضرك صد ۲۳۲ ج ۲ وابن ماجه: ابواب الزهد باب ثناء الحسن ص ۳۱۱ وشرح السنة ص ۳۴۵ ج ۱ < رقم ۲۰۳۵

ترجمہ: حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اس شخص کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے جو نیک کام کرتا ہے اور لوگ اس کے کاموں کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں کیا

الْحَمْدُ

جَلَّالٌ عَزِيزٌ ذِي جَلَالٍ

الْحَمْدُ

عَلَى

بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى
رَسُولِهِ

اس کے اعمالِ خیر کا ثواب قائم رہتا ہے یا باطل ہو جاتا ہے، آپ نے فرمایا یہ (تعریف کرنا) مومن کے لیے فوری خوش خبری ہے (اور اصل خوش خبری آخرت میں ہے)

تشریح: یعنی جب اخلاص کے ساتھ صرف رضائے الہی کے لیے طاعات کیں اور پھر مخلوق بھی ایسے نیک بندوں کی تعریف کرتی ہے تو یہ مقبولیت اور محبوبیت اور تعریف اس کے لیے حق تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں نقد انعام ہے اور نقدِ بشارت ہے اور آخرت میں ثوابِ درجہ سو وہ الگ ملے گا۔



لَتَجِيَنَّاتُ الظُّنْبَاتِ وَالضُّلَّوَاتُ
وَالْمَلَائِكَةُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ



فصل دوم

۱۳۹ / وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ طَلَبَ الْآخِرَةِ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شِمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللَّهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَدَّتْ عَلَيْهِ أَمْرُهُ وَلَا يَأْتِيهِ مِنْهَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ زَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالِدَارِمِيُّ عَنْ أَبِي بَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ . (ابن ماجه: كتاب الزهد باب الهم بالدنيا ص ۳۰۲ حلية ص ۳۳۵ ج ۶ ترمذی: ابواب صفة القيامة ص ۳۷ ج ۲ شرح السنة ص ۳۴۸ ج ۷ رقم ۲۰۳۳ مسند احمد ص ۲۱۷ - ۲۱۸ ج ۵ رقم ۲۱۹۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی نیت (اعمال خیر سے) آخرت کی طلب ہو اللہ تعالیٰ اس کو غنا قلبی عطا فرماتا ہے (یعنی اس کو مخلوق سے بے پروا کر دیتا ہے) اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینان خاطر بخشتا ہے دنیا اس کے پاس آتی ہے اور وہ دنیا کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے اور جس شخص کی نیت (اعمال میں) دنیا کا حاصل کرنا ہو اللہ تعالیٰ اِفلَاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے (یعنی فقر و افلاس اس کو محسوس



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ . (ابن ماجه: كتاب الزهد باب الهم بالدنيا ص ۳۰۲ حلية ص ۳۳۵ ج ۶ ترمذی: ابواب صفة القيامة ص ۳۷ ج ۲ شرح السنة ص ۳۴۸ ج ۷ رقم ۲۰۳۳ مسند احمد ص ۲۱۷ - ۲۱۸ ج ۵ رقم ۲۱۹۴)

ہونے لگتا ہے، اور اس کے کاموں میں انتشار اور پریشانی پیدا کرتا ہے اور دنیا اس کو صرف اس قدر ملتی ہے جتنا کہ اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہے تشریح: یعنی جو آخرت کو مطلوب اور مقصود بناوے گا حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو قلبی جمعیت اور سکون عطا ہوتا ہے اور اس کے لیے رزق کو آسان فرمادیتے ہیں اور اگر آخرت کو پس پشت ڈالا اور دنیا کو مقدم اور مطلوب و مقصود بنایا تو اس کو قلبی پریشانی اور سرگردانی رہتی ہے اور رزق وہی ملتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہے محض ہوس و طمع سے تقدیر سے زیادہ نہیں ملا کرتا۔

۱۴۰ / وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَيْنَا أَنَا فِي بَيْتِي فِي مُصَلَّاهِ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَأَعَجَبَنِي الْحَالُ الَّذِي رَأَيْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لَكَ أَجْرَانِ أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ (ابواب الزهد ص ۴۴ ج ۲ وابن ماجه ثناء الحسن ص ۳۱۱ شرح السنة ص ۳۴۶ ج ۷ رقم ۴۰۳۶ والبيهقي في مواد الضمان كتاب الزهد رقم ۲۵۱۶)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے گھر میں اپنے مصطلے پر نماز پڑھتا تھا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور یہ دیکھ کر مجھ کو خوشی ہوئی کہ اس شخص نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا یعنی میرا خوش ہونا ریاکاری تو نہیں آپ نے فرمایا ابو ہریرہ! خدا تجھ پر رحم فرمائے تجھ کو دو اجر ملیں گے ایک تو خفیہ طور پر نماز پڑھنے کا اور دوسرا اجر نماز ظاہر کا۔

تشریح: ظاہر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی اس سبب سے تھی کہ دیکھنے والے کو بھی عمل کا شوق پیدا ہوگا یا حکم من سن سنة حسنة فذلة اجرها واجر من عمل بها کے ثواب اس کے عمل کا ہم کو بھی ملے گا۔ ترجمہ حدیث من سن سنة ائمة کا یہ ہے کہ جو شخص جاری کرے کوئی نیک طریقہ اس کے لیے ثواب اس طریقہ کا ہوگا اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ یا اس نعمت پر خوشی ہوتی کہ حق تعالیٰ نے اچھی حالت کو مخلوق پر ظاہر فرمایا اور برائیوں کی پردہ پوشی فرمائی۔ یا خوشی اس بات پر ہوتی کہ نماز جیسی اہم عبادت کو ایک مسلمان نے دیکھا جو اس پر گواہ ہو اور اس کی روایت سے ایک گمراہ مسلمانوں کا گواہ ہوگا اور یہ معنی السبب ہیں سر و علانیہ معنی کے ساتھ۔

واللہ اعلم بالاحوال

۱۴۱ / وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتَلُونَ الدُّنْيَا بِالْذِّينِ

لو مسلم کتاب و باب الزكاة الحث على الصدقة ص ۳۲۷ ج ۱ شرح
السنن ص ۳۲۷ ج ۷

لِلْمَلِكِ

حَمْدًا لِعَبْدِ اللَّهِ

مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِهِ وَارْحَمَهُمْ
وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَارْحَمَهُمْ

يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّانِ مِنَ الَّذِينَ أَسَدْتُهُمْ أَحْلَى مِنَ
السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الدِّيَابِ يَقُولُ اللَّهُ ابْنِي يُغْتَرُونَ أَمْرًا
عَلَيَّ يَجْتَرُونَ وَنَفِي حَلَفْتُ لَا بَعَثَنَّ عَلَيَّ أَوْلِيكَ مِنْهُمْ
فِتْنَةً تَدَا ۶ الْحَلِيمِ فِيهَا حَيْرَانٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ابواب الزهد باب ما جاء في ذهاب البصر ص ۶۹ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے

پیدا ہوں گے جو دین کے ذریعہ دنیا داروں کو دھوکہ دیں گے (یعنی اللہ
تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے
کے لیے دُنویوں کے چمڑے کے کپڑے پہنیں گے) (یعنی موٹے کپڑے
مثل کبیل وغیرہ کے تاکہ لوگ ان کو عابد و زاہد اور تارکِ دُنیا سمجھیں) ان کی
زبانیں شکر سے زیادہ شیریں اور نرم ہوں گی یعنی ان کی باتیں خوشگوار
لذیذ اور نرم ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے
(یعنی سخت اور بے رحم) اللہ تعالیٰ اس کی نسبت فرماتا ہے کیا یہ لوگ
مجھ کو دھوکہ دیتے ہیں یا میرے ڈھیلے دے دینے کے سبب سے مغرور
ہو گئے ہیں میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر انہیں میں سے بلا و فتنہ
کو مسلط کروں گا (یعنی ان پر ایسے حکام اور امرا یا اشخاص کو مقرر کروں گا
جو ان کو مصائب و آفات میں مبتلا کر دیں گے) ایسی بلا اور فتنہ کہ عقلمند



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ وَتَرَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَأَهْلِ بَيْتِهِ مَا تَرَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْآلَمِينَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ



و دانا شخص اس کے دفع کرنے سے عاجز و حیران ہوں گے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے خصوصی عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جب کوئی نیک کام کریں مثلاً مدرسہ، مسجد، بنوانا، وعظ کنا وغیرہ تو خالص نیت رضائے الہی کا قلب میں استحضار کریں اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اعمال میں بدون صحبت اہل اللہ کے اخلاص نہیں پیدا ہوتا لہذا ہر شخص کو صحبت بزرگان دین کا اہتمام کرنا چاہیے۔



۱۴۲ | وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَ لِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ فَإِنْ صَاحَبَهَا سَدَدٌ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ وَإِنْ أَشِيرَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - (ابواب صفة

الْقِيَامَةِ ص ۴۲ ج ۲)



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ذَكَرَكَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا ذَكَرْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز میں حرص و نشاط ہے (یعنی زیادتی و انہماک) اور ہر زیادتی میں سستی ہے (یعنی ہر اس فعل میں جو زیادتی کے ساتھ کیا جائے سستی پیدا ہو جاتی ہے) پس اگر عمل کرنے والے نے میانہ روی سے کام لیا اور میانہ روی کے قریب رہا (یعنی افراط و تفریط سے بچا رہا) تو اس کی نجات پا جانے کی امید ہے (یعنی اس کی کامیابی کی امید ہے) اور اگر اس کی طرف نگلیوں سے اشارہ کیا گیا یعنی

امْرِي مِنَ الشَّرِّ اَنْ يُشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِي دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا
مَنْ عَصَمَهُ اللهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ - شُعْبُ
الايْمَانِ ص ۳۶۷ ج ۵ رقم ۶۹۷۸

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی بُرائی کے لیے اتنا کافی ہے کہ
دین یا دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر وہ شخص جس
کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

تشریح: مشائخ نے فرمایا ہے کہ: اخْرَمَا يَخْرُجُ مِنْ رَاسِ
الصِّدِّيقِيْنَ حُبُّ الْجَاهِ ترجمہ: سب سے آخر میں صدیقین اولیائے
کرام کے سر سے جو نکلتی ہے وہ حُبِّ جاہ ہے۔ پس گوشہ نشینی اور گمنامی
ہر حالت میں مفید اور سلامتی کا راستہ ہے اور یہ حدیث ان لوگوں کے لیے
ہے جو مخلوق میں دنیا کے لیے حُبِّ جاہ اور شہرت اور قبولیت کے طالب
ہیں اور جو محفوظ اور مقبول اور مخلص بندے ہیں وہ مستثنیٰ ہیں چنانچہ اللہ ربُّ
العزت اپنے کلام میں فرماتے ہیں: وَاجْعَلْنَا لِمُتَّقِيْنَ اِمَامًا مَّا حَسَبُ
بَنَدُوں کے لیے اس حالت کو بیان فرمایا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ
اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر یوں نقل فرماتی ہے کہ اے اللہ ہمارے
ازواج و ذریات کو متقی بنا دیجئے تاکہ مجھے جو آپ نے ان کا امام اور بُرا

لہ مرقاة ص ۱۸۶ ج ۹ لہ سورة الفرقان پارہ ۱۹ آیت ۷۳

التَّعْلَا

جَلَالِ عَمْرٍوَالِدِ

عاقب

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَسْبُنَا مَجِيْدٌ

بنایا ہے تو میں امام المتقین بنوں۔ نقل ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تو لوگوں میں مشہور ہے یعنی انگشت نمائی تیری طرف ہوتی ہے تو فرمایا کہ اس حدیث سے مراد آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ دین میں بدعتی ہو اور اس کی بدعت کے سبب انگشت نمائی اس کی طرف کی جاتی ہو یا دنیا میں فاسق ہو اس کے سبب ایسا ہو اور جو دنیا میں غنی ہو اور مالداری کے ساتھ مشہور ہو لیکن فسق و فجور میں نہ پڑے اور دین میں سنت کے طریقہ کی اتباع کرتا ہو وہ اس کلیہ میں داخل نہیں، و باللہ لتوفیق۔ اور معلوم ہو کہ بدون طلب جاہ اور شہرت کے بعض اہل اللہ بہت مشہور ہو جاتے ہیں ان کے لیے یہ شہرت مضر نہیں بلکہ یہ شہرت دین کی اشاعت کے لیے مفید ہوتی ہے اور کثیر مخلوق ان سے فیض حاصل کرتی ہے اور ایسے مخلص بندے حق تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہوتے ہیں اور یہ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ دُوًّا لَّهُ (الآیۃ) کا ظہور ہوتا ہے ترجمہ: اللہ تعالیٰ عنقریب ان کے لیے (صالحین کے لیے) محبت پیدا فرمائیں گے یہ شہرت منجانب اللہ ہوتی ہے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے

میں تو نام و نشاں مٹا بیٹھا
میرا شہرہ اڑا دیا کس نے

ایسی شہرت مضر نہیں -



اللہم صل علی محمد و آلہ
و علیٰ اہل بیتہ
و علیٰ اہل بیتہ
و علیٰ اہل بیتہ
و علیٰ اہل بیتہ



فَضْلِ سَوْمِ

۱۴۴ / وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ يُبْكِينِي شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شَرُّهُ وَمَنْ عَادَى لِلَّهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللَّهَ بِالْمُحَارَبَةِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ الَّذِينَ إِذَا غَابُوا لَمْ يُتَفَقَدُوا وَإِنْ حَضَرُوا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يَقْرَبُوا قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدَى يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءٍ مُظْلِمَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي هَاشِمٍ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ - (ابن ماجه من ترجمي له السلامه من الفتن ص ۲۸۷، بيهقي ص ۳۲۸ ج ۵ رقم ۶۸۱۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک روز مسجد نبوی کی طرف گئے تو دیکھا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے روئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا معاذ! کون سی چیز تم کو رولا

المؤمن بما

فإن

صلى الله عليه وسلم

اللهم صل على محمد وعلى
آل محمد كما صليت على
آل إبراهيم محمد وآل محمد

رہی ہے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھ کو وہ بات رُلا رہی ہے جس
 کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تھوڑا سا ریا بھی
 شرک ہے اور یہ کہ جو شخص اللہ کے دوست سے دشمنی رکھے (یعنی اپنے
 قول و فعل سے اس کو اذیت پہنچاتے) اس نے گویا اللہ سے جنگ کی
 اور مقابلہ کیا (اور جو شخص اللہ سے مقابلہ کرے گا تباہ و رسوا ہوگا) اللہ تعالیٰ
 نیکو کاروں پر ہیزگاروں اور ان مخفی حال کے (گمنام) لوگوں کو پسند کرتا ہے
 کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھنا نہ جاتے اور جب معبود
 ہوں تو ان کو بلایا نہ جاتے اور (بلایا جاتے تو) پاس نہ بٹھایا جاتے ان
 لوگوں کے دل چراغِ ہدایت ہیں (کہ اس کے نور سے راہِ راست پائی
 جاتی ہے) اور یہ لوگ ہر تار یک زمین سے ظاہر و پیدا ہوتے ہیں۔
تشریح: "شُرک ہے" سے مراد شرکِ عظیم ہے یا ایک نوعِ شرک سے
 ہے یعنی وہ نہایت پوشیدہ ہے اور بہت کم لوگ اس سے مسلم رہتے
 ہیں یعنی اقویا بھی چہ جائیکہ ضعیف۔ پس یہ منجملہ اسبابِ گریہ سے ہے اور
 سببِ گریہ دوسرا اولیا کو ایذا دینا ہے اور اکثر اولیا پوشیدہ ہیں جیسا
 کہ حدیث میں ہے کہ: **أَوْلِيَاءُ تَحْتَ أَفْنَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ
 غَيْرِي** ترجمہ: اولیا میرے عرش کے صحن کے درمیان ہیں ان



كَلِمَةُ فَضْلِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
 الْأَمِينِ وَفَضْلِ آلِ مُحَمَّدٍ

کو میرے علاوہ نہیں پہچانتے ہیں دوسرے۔ اور انسان بدزبانی سے
 خالی نہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ بدون ارادہ بعض اولیاء کی شان میں گستاخی ہوتی ہو
 اور ان کو اذیت ہوتی ہو اور مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا كَا وِبَالٍ اٰرِطَے اور
 بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دیندار وہ ہے جو حق تعالیٰ کے احکام کی عظمت
 کو پہچانے اور خلق خدا پر شفقت کرے اور شرک جلی و خفی اور تمام منوعات
 سے پرہیز کرے۔ بعض مقبول بندے ایسے پوشیدہ ہیں کہ وہ پریشان
 بال و حال ہیں روایت ہے: رَبِّ اَشْعَثْ اَخْبَرَ لَا يُعْبَاؤُہٗ لَوْ اَفْتَمَّ
 عَلٰی اللّٰہِ لَا بَرَّۃَ ترجمہ: بعضے بندے پرگندہ بال غبار آلود ہیں اور
 لوگ ان کی پروا بھی نہیں کرتے یعنی مخلوق میں بے قدر و منزلت ہوتے
 ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے درجے کے مقبول ہوتے ہیں کہ
 اگر وہ قسم کھالیں کسی بات پر تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دیتے ہیں۔

خاکسار ان جہاں را بحقارت منکر
 توجہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ترجمہ: دنیا کے خاکساروں کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو تجھے
 کیا خبر کہ اس گرد و غبار میں دُرّ شہسوار پوشیدہ ہو۔ ان کو چراغ ہدایت فرما
 کہ اس حدیث سے یہ بتا دیا گیا کہ خالی خاکساری اور فقیری اور خواری بے اختیار
 میں فیضیلت نہیں جب تک کہ تقویٰ اور نورانیت باطن میں نہ ہو۔

اَللّٰہِمْ

جَلّالہٗ عَظِیْمًا

یٰھٰکَ

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ
 مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
 اِبْرٰہِیْمَ وَآلِ اِبْرٰہِیْمَ
 اِنَّکَ اَبْرٰہِیْمٌ کَرِیْمٌ



حق تعالیٰ فرماتے ہیں: **إِنَّ أَوْلِيَاءَ ذُوِّكَ إِلَّا الْمُتَّقُونَ** - ترجمہ:
اور نہیں ہیں ولی اس کے مگر پرہیزگار بندے پس غیر متقی ہرگز ولی نہیں
ہو سکتا۔

۱۴۵/رو عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى يُرَاءِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَاءِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَاءِي فَقَدْ أَشْرَكَ
رَوَاهُ أَحْمَدُ - (مسند احمد ص ۱۵۵ ج ۴ رقم ۱۷۱۳۵) حاکم:
(ص ۳۲۹ ج ۲)



جَلَالَةُ عَمْرٍوَالِدِنَا

ترجمہ: شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس نے
نماز پڑھی دکھانے کے لیے اس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا دکھانے کے
لیے اس نے شرک کیا اور جس نے خیرات کیا دکھانے کے لیے اس نے شرک کیا نقل کیا اسکو احمد نے
تشریح: یعنی جو عمل دکھانے کے لیے کیا جاوے وہ شرکِ خفی ہے اور
شرکِ جلی بُت پرستی کرنا ہے مشائخ سے منقول ہے مَا مَنَعَكَ مِنَ
اللَّهِ فَهُوَ وَثْنُكَ ترجمہ: جو چیز تجھ کو روک دے اللہ سے (یعنی اللہ
کی اطاعت سے) وہ تیرا بُت ہے۔



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
مُحَمَّدٍ - (مسند احمد ص ۱۴۲ ج ۲)

۱۴۶/وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ إِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ أَعْدَاءُ
السَّرِيرَةِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ قَالَ ذَلِكَ
بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ إِلَى بَعْضٍ وَرَهْبَةً بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ -
(مسند احمد ص ۲۷۹ ج ۵ رقم ۲۲۱۱۶)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں چند قومیں ایسی پیدا ہوں
گی جو ظاہر میں دوست ہوں گی لیکن ظہن میں دشمن۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ یہ
کیونکر ہوگا؟ فرمایا یہ اس طرح ہوگا کہ ان میں سے بعض بعض سے غرض و
لاچ رکھیں گے اور بعض بعض سے خوفزدہ ہوں گے۔

تشریح: یعنی اغراضِ دنیویہ کے سبب دوستی رکھیں گے جب غرض نہ
ہوگی بیگانہ ہوں گے اور غرض متوقع نہ پوری ہونے سے دشمن ہو جائیں گے
خلاصہ یہ کہ نہ ان کی محبت اللہ کے لیے ہوگی نہ ان کا بغض اللہ کے لیے ہو
گا۔ پس اس زمانہ میں نہ مخلوق کی محبت کا اعتبار ہوگا نہ مخلوق کی عداوت کا
اعتبار ہوگا کیونکہ ان کی محبت و عداوت کا تعلق اغراضِ فاسدہ اور مقاصد
کاسدہ سے ہوگا۔

۱۴۷ / وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ بَلَغَ فَقِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ
شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
فَدَكَرْتُهُ فَأَبْكَانِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

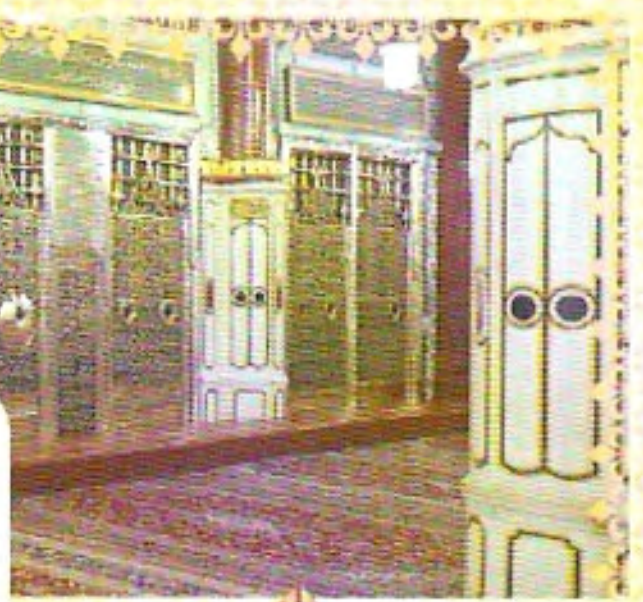
أَتَجِيآتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةِ
وَالطَّيِّبَاتِ. أَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُهُ.

يَقُولُ اتَّخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ
 قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَشْرِكُ أُمَّتَكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ أَمَا
 إِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجْرًا وَلَا وَشًا وَ
 لَكِنْ يُرَآءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ أَنْ يُصْبِحَ
 أَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهِ فَيَتْرِكُ
 صَوْمَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - (مسند
 أحمد ص ۱۲۳ ج ۴ ، بیہقی رقم (۶۸۳۰) ص ۳۳۳ ج ۵ ، حاکم
 ص ۳۳۰ ج ۴)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 کہ (ایک روز) وہ روئے پوچھا گیا کیوں روتے ہو انہوں نے کہا مجھے
 اس بات نے رلایا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی
 ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے
 کہ میں اپنی امت پر شرکِ مخفی اور مخفی خواہشات سے ڈرتا ہوں۔ میں نے عرض
 کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی۔ فرمایا ہاں
 خبردار! میری امت سورج کو نہ پوجے گی، چاند کی عبادت نہ کرے گی۔ پتھر
 کی پرستش نہ کرے گی اور نہ بتوں کے آگے سجدہ کرے گی لیکن اپنے اعمالِ خیر
 لوگوں کو دکھاتے گی اور مخفی شہوت یہ ہے کہ مثلاً ان میں سے کوئی شخص صبح کو
 روزہ دار اٹھے گا پھر کوئی خواہش نفسانی خواہشات میں سے پیش آئے گی
 (مثلاً کھانے پینے کی خواہش یا جماع کی خواہش) اور وہ روزہ کو توڑ دے گا۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ
 إِبْرَاهِيمَ.



اور نماز پڑھتا ہے اور زیادتی کرتا ہے نماز میں (یعنی لمبے چوڑے ارکان ادا کرتا ہے) محض اس لئے کہ کوئی شخص اس کو نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔

تشریح: دجال سے ربا کا خطرہ زیادہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ دجال کے جھوٹے ہونے کی علامات ظاہر ہوں گی اور مقدمہ رباہ دل میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

کلیدِ درِ دوزخ اُست آں نماز

کہ درِ چشمِ مردم گذاری دراز

ترجمہ: وہ نماز دوزخ کی کنجی ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لئے لمبی چوڑی پڑھی جاتے۔

۱۴۹ ر وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِي صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةَ خَرَجَ عَمَلُهُ إِلَى النَّاسِ كَأَنَّ مَا كَانَ. (بيهقي في شعب الايمان رقم الحديث ۶۹۴۰)

ترجمہ: حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی ایسے بڑے پتھر کے اندر کوئی عمل کرے جس میں نہ تو دروازہ ہو اور نہ کوئی روشندان اس کے عمل کی خبر لوگوں کو ہو جائے گی خواہ وہ عمل کسی قسم کا ہو۔



أَلْهَمَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيبٌ مُجِيبٌ. وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيبٌ مُجِيبٌ.

تشریح: مراد یہ ہے کہ اگر کوئی مخلص بندہ اپنے اخلاص کے سبب اپنے نیک اعمال کو بہت ہی مبالغہ کے ساتھ پوشیدہ کرے اور ایسی جگہ چھپ کر ذکر و نوافل ادا کرے جہاں سے مخلوق کو پتہ چلنا نہایت مشکل ہو تب بھی حق تعالیٰ اس کے اعمالِ صالحہ کی اطلاع مخلوق تک پہنچا دیں گے۔ یعنی بندہ کو خود اپنے اعمال کے اظہار کی حاجت نہیں اور دکھانے کی نیت سے اعمال کو ضائع کرنے اور ثواب سے خود کو محروم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ اخلاص کے ساتھ صرف رضائے حق کے لیے عبادت کرنے کی خوشبو کو خود حق تعالیٰ پھیلا دیتے ہیں۔ پس بندے کو چاہیے کہ اپنے مولیٰ کی رضا کے لیے اپنے اعمالِ صالحہ و طاعات کو مخفی کرنے میں کامل احتیاط سے کام لے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ جس طرح مخلوق کو دکھانے کے لیے نیکی اور عبادت کرنا زیادہ ہے اسی طرح مخلوق کے خوف سے یعنی ریا کے خوف سے ترکِ عبادت بھی ریا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مخلوق کو نظر سے ہٹا دے اور عظمت و کبریائی حق تعالیٰ کی سامنے رکھے جیسا کہ آفتاب کے ہوتے ہوتے ستارے نظر نہیں آتے مگر یہ تمام منتہی اور کامل کا ہے۔ مبتدی کے لیے طاعات و معمولاتِ نافلہ کا اخفا۔ ہی مناسب بلکہ ضروری ہے اور بعضے جاہل صوفیہ جو جماعت سے مسجد

مگر اس نیت سے عمل کو مخفی نہ کرے بلکہ صرف خالص رضائے حق کے لیے ہو۔

المتکبر

حلالہ عمولہ

مشہور

أَلْهَمَهُ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

میں نماز نہیں ادا کرتے اور ریاء کا خوف ظاہر کر کے فرض بھی گھروں میں ادا کرتے ہیں تو یہ ان کی سخت نادانی اور جہالت ہے۔ صرف نوافل اور طاعاتِ نافلہ کے لیے یہ حکم سمجھے۔ حدیث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص کے اندر کوئی چھپی یا بُری خصلت چھپی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ایک علامت اس سے ظاہر فرماتے ہیں جس کے سبب وہ صورت سے پہچان لیا جاتا ہے۔

۱۵۰ / وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ كُلِّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ - (ص ۲۸۳ ج ۲ رقم ۱۷۷۷) -

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا میں اس اُمت پر (یعنی اپنی اُمت پر) بہر منافق کے شر سے ڈرتا ہوں جو علم و حکمت کی تو باتیں کرتا ہے اور ظلم کے کام کرتا ہے۔

تشریح: یعنی وعظ کہتا ہے لوگوں کو معتقد بنا کر ان سے دُنیا کا کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لیے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا کہ اس کا دل تقویٰ کے نور سے خالی ہوتا ہے اور یہی صفت منافقوں کی ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ





علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے وجود سے اپنی اُمت پر خوف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ خدام دین کی اس فتنہ سے حفاظت فرمائیں۔ آمین ! اور سب کے صدقہ میں اس عبدِ ناکارہ کی حفاظت فرمائیں۔ آمین !

۱۵۱ / وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي لَسْتُ كُلَّ كَلِمَةٍ الْحَكِيمِ اتَّقَبَلُ وَلَكِنِّي اتَّقَبَلُ هَمَّهُ وَهَوَاهُ فَإِنْ كَانَ هَمُّهُ وَهَوَاهُ فِي طَاعَتِي جَعَلْتُ صَمْتَهُ حَمْدًا لِي وَوَقَارًا وَإِنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ سَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ - (دارمی ص ۵۶ ج ۱ رقم ۲۵۲)

ترجمہ: حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حکیم کے ہر کلام کو قبول نہیں کر لیتا لیکن میں اس کے ارادہ اور نیت کو قبول کرتا ہوں۔ اگر اس کی نیت اور محبت میری اطاعت میں ہے تو میں اس کی خاموشی کو اپنی تعریف قرار دیتا ہوں اور وقار اگرچہ وہ کلام نہ کرے۔

تشریح: یعنی اگر کلام کرے دین کا اور نیت دنیا ہو تو وہ دنیا ہی ہے اور اگر خاموشی اختیار کرے اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت کے لیے تو وہ خاموشی محمود اور حمد و ثناء کے رتبہ میں مقبول ہے اور مایہ وقار علم کا ہے ہی سب سے مشائخ سے منقول ہے کہ اللہ والوں کی خاموشی بھی ہادی ہے



جلالہ عنوالہ



أَلْهَمَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآرَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآرَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَجْمَلِ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

جس طرح سے ان کا نطق درجہِ قال سے ہادی ہے ان کا سکوت بھی
درجہِ حال سے ہادی ہے۔

خامش اند و نعرہ تکرارِ شاں
میر و دتا یار و تختِ یار شاں

ترجمہ: مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ خاموش
بھی ہوتے ہیں اس وقت بھی ان کے باطن سے حق تعالیٰ تک مناجات
خاصہ و فریادِ خاص کا رابطہ قائم رہتا ہے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ

بَابُ لِبْكَاءِ وَالْخَوْفِ

روزے اور ڈرنے کا بیان

فَصِيلُ أَوَّلٍ

۱۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لِبَيْكَيْتُمْ كَثِيرًا وَأَضْحَكْتُمْ قَلِيلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - (بخاری : باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا و ص ۹۴۰ ج ۲ ، مسلم : كتاب الفضائل باب توفيرة صلى الله عليه وسلم ص ۲۶۳ ج ۲ ، شرح السنة ص ۳۴۳ ج ۲ ، رقم ۲۰۶۶)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روؤ اور بہت کم ہنسو۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

الْبَيْتِ

حَمْدًا لِلَّهِ الْعَزِيزِ

تَدْنِيهِ

الْبَيْتِ الصَّلَاةُ بِهٖ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

تشریح: اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے اُمت کو کہ جاہلوں اور غافلوں کے طریقہ حیات سے اجتناب کرے یعنی زیادہ ہنسنے اور زیادہ راحت و عیش سے زندگی کو بچانے اور اُمید پر خوف کو غالب رکھے مگر بڑھاپے میں خوف پر اُمید کو غالب رکھے بخصوص دُنیا سے رخصت ہونے کے قریب ایام میں عفو و رحمت کا مراقبہ زیادہ رکھے۔

۱۵۳/ رَوَعْنُ أُمَّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا أَدْرِي وَاللَّهِ لَا أَدْرِي وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ذَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

(کتاب الشہادات باب القرعة فی المشكلات ص ۳۶۹ ج ۱)

ترجمہ: حضرت اُم العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اگرچہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں لیکن اللہ کی قسم یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا (معاملہ) کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (معاملہ) کیا جائے گا۔

تشریح: یہ حدیث اس وقت وارد ہوئی جب حضرت عثمان بن مظعونؓ کا جو کبارِ مہاجرین صحابہ میں سے تھے انتقال ہوا اور جنت البقیع میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی موت کے بعد ان کی پیشانی کا بوسہ دیا اور آنسو بہائے اور بہت عنایات فرمائیں۔ ایک عورت جمع وہاں حاضر تھی کہا کہ اے ابن مظعون بہشت تجھ کو مبارک ہو کہ عاقبت تیری خیر ہے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ
 الْحَكِيمَ الَّذِي فِيهِ
 آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
 وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
 تُعْمَلُونَ



پس آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت کو زجر و تنبیہ فرمائی کہ غیب کے فیصلوں پر ایسے یقین کے ساتھ دعویٰ کرنا اور پھر روبرو پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی جرأت سے بولنا بے ادبی اور نادانی ہے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے متعلق یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا یہ دراصل آپ کا غلبہ استحضارِ عظمت و کبریائی حق سے راہِ ادب اختیار کرنا ہے اور حقیقت کلام کی مراد نہیں یا یہ مراد ہو کہ عاقبت کا حال تفصیل کے ساتھ معلوم نہیں اگرچہ مجھلا آپ کو علم تھا کہ عاقبت جملہ انبیاء علیہم السلام کی بخیر ہے یا مراد یہ ہو کہ میں نہیں جانتا موت سے مروں گا یا قتل سے اور نہیں جانتا میں کہ تم پر اگلی امتوں کی طرح سے عذاب نازل ہو گا یا نہیں اور حق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس آیت کے نزول سے قبل ہے لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَهُ اس آیت کے نزول کے بعد آپ کو یقین ہو کہ عاقبت بخیر ہے۔ کذا قبل واللہ اعلم۔ (مرقات ص ۱۹۸ ج ۹)

۱۵۴ / وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
تُعَذِّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطُهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ
مِنْ خَشَائِشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا وَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ

المصون

حلالہ عن والدہ

ذی الحج

بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ

عَامِرُ بْنُ خُرَإَعٍ يَجْرُ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ

السَّوَابِيبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم: كتاب الكسوف ص ۲۹۷ ج ۱)

شرح السنّة ص ۳۸۲ ج ۷، رقم ۴۰۷۹)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پیش کی گئی میرے سامنے دوزخ کی آگ (یعنی شب معراج میں یا خواب میں یا بیداری میں) میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بتی کے معاملہ میں عذاب کیا جا رہا ہے جس کو اس نے باندھ کر رکھا تھا نہ تو وہ اس کو کھانے کو دیتی تھی اور نہ اس کی رسی کھولتی تھی کہ وہ حشرات الارض میں سے (چل پھر کر) کچھ کھالے یہاں تک کہ وہ بتی بھوک سے مر گئی اور میں نے عمرو بن عامر غزاعی کو دیکھا جو اپنی آنتوں کو دوزخ کی آگ میں کھینچ رہا تھا اور یہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے سائڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

تشریح: پہلے زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ جو اونٹنی ہمیشہ مادہ جنتی یا کوئی مسافر دور دراز سے آتا یا کوئی بیمار شفا پاتا تو اونٹنی آزاد کرتے اور اس کو چھوڑ دیتے۔ اس پر سواری نہ کرتے جہاں سے وہ چاہتی چرتی پانی پیتی اور اس عمل کو بت کے تقریب ذریعہ سمجھا جاتا۔ اس رسم کی ابتداء کرنے والا اور بنیاد رکھنے والا



الْحَيَاتِ الطَّيِّبَاتِ وَالصَّلَوَاتِ
وَالْمَلِكُ يَوْمَ السَّلَامِ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ.

یہی عمرو بن عامر خزاعی ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ بتوں کی پرتس
کی ایجاد کرنے والا بھی یہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ بعض آدمی ابھی سے دوزخ میں ہیں اور بعض علماء نے کہا ہے
کہ قیامت کے دن جو اس پر ہونے والا ہے وہ حالت آپ پر
منکشف کی گئی اور صورت اس کی دکھا دی گئی۔ واللہ اعلم

۵۵۱ رَوَعْنُ أَبِي عَامِرٍ أَوْ أَبِي مَالِكٍ الشَّعْرِيِّ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِيَكُونَنَّ مِنْ
أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزْوَ وَالْحَرِيرَ وَالْخُمْرَ وَالْمَعَارِفَ
وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنِّبِ عِلْمٍ يَبْرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ
لَهُمْ يَا تَيْهَهُمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا
فَيُذَبِّتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعِلْمَ وَيَمَسُخُ الْآخِرِينَ قِرْدَةً وَ
خَنَازِيرًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميته بغير اسمه ص ۸۲ ج ۲ -)

ترجمہ: حضرت ابی عامر یا ابی مالک شعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
سنا کہ میری امت میں کچھ قومیں ایسی ہوں گی جو خنز اور ریشم کو اور شراب
کو اور باجوں کو حلال و جائز کر لیں گی اور ان میں سے کچھ قومیں اونچے
پھاڑوں کے پہلو میں قیام اختیار کریں گی یعنی ان کی جائے قیام مشور

الْغَيْثُ

حلالہ عن والدہ

شَيْخُكَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ

اور نمایاں جگہ ہوگی کہ گدا اور محتاج سب ان کو دیکھنے آئیں گے اور محتاجین طلب کریں گے۔ رات کے وقت ان کے مویشی (جو چرنے کو گئے تھے) واپس آئیں گے (پیٹ بھرے ہوتے اور تھنوں میں دودھ بھرا ہوا) اور ایک سائل ان کے پاس حاجت کے سبب آنے گا (تاکہ مویشی کے دودھ سے محفوظ ہو) وہ اس سے کہیں گے کہ کل ہمارے پاس آنا پھر رات ہی کو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرماتے گا اور پہاڑ کو ان کے بعض آدمیوں پر گرا دے گا اور بعض کی صورتوں کو مسخ کر دے گا اور بندر اور سوڑ بنا دے گا جو قیامت تک اسی شکل و صورت میں رہیں گے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خسف اور مسخ کا عذاب اس امت پر بھی ہوگا جیسا کہ اگلی امتوں پر ہوا پس حدیثوں میں جو اس کی نفی آتی ہے وہ یا تو محمول ہے اس معنی پر کہ اس امت کے اول زمانہ میں ایسا نہ ہوگا اور یا محمول ہے کہ تمام امت پر خسف و مسخ نہ ہوگا پس بعض پر ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۵۶ / وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَىٰ أَعْمَالِهِمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (بخاری: باب إذا أنزل الله بقوم عذابا ص ۱۰۵۳ ج ۲، مسلم: باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت ص ۲۸۴ ج ۳، شرح السنة ص ۲۹۳-۲۹۴ ج ۲، رقم ۳۰۹۹)



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأَمِينِ (بُخَارِي)



القَبْرَاتُ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو یہ عذاب ہر اس شخص کو گھیر لیتا ہے جو اس قوم میں ہوتا ہے (یعنی صاچ اور غیر صاچ) پھر (آخرت میں) لوگوں کو مع ان کے اعمال کے اٹھایا جائے گا۔

تشریح: یعنی دنیا میں عذاب کے اندر نیک اور بُرے سب شامل ہوں گے لیکن آخرت میں ہر ایک اپنے عمل کے موافق جزا دیا جائے گا اگر نیک ہے اچھا بدلہ دیا جاوے گا اور بُرا ہے تو بُرا بدلہ پائے گا۔

۱۵۷ / وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت ص ۳۸۷ ج ۲، شرح السنّة ص ۲۹۵ ج ۷ رقم ۴۱۰۲)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر بندہ اس حال میں اٹھایا جائے گا جس حال پر کہ وہ مرا ہے۔

تشریح: یعنی ایمان پر یا کفر پر طاعت پر یا معصیت پر ذکر پر یا غفلت پر جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جاوے گا۔

هَيَاتِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

پس اعتبارِ خاتمہ کا ہے کہ دیکھنے آخری حالت کس کی کیا ہوتی ہے
 اسی سبب سے حق تعالیٰ کے مقبول بندے یعنی اولیائے کرام اپنے
 خاتمہ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور جاہل فقیر اور وہ اہل علم جو
 اہل اللہ کی محبت سے خود بینی کے سبب دور رہتے ہیں وہ دعویٰ اور پندار اور تکبر
 کی باتیں کرنے میں دلیر ہوتے ہیں حق تعالیٰ اس بیماری سے اُمتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ ہ

ایماں چو سلامت بہ لبِ گورِ بریم
 اخذت بریں چستی و چالاکی ما

ترجمہ: جب ایمان کو سلامتی کے ساتھ ہم قبر میں لے جائیں گے
 تو اس وقت ہم اپنی موجودہ چالاکی اور چستی پر حسین و تعریف کریں گے
 کیونکہ اعتبارِ خاتمہ کا ہے اور ابھی اس کا علم ہم کو نہیں۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ
 إِنَّكَ خَبِيرٌ بِمَجْهَدِهِمْ

فصل دوم

۱۵۸ / عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ . (:بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّارَ وَمَا ذَكَرَ مِنْ مَخْرُجٍ مِنَ النَّارِ ص ۸۴ ج ۲ ، شرح السنن : ص ۳۴۵ ج ۴ رقم ۴۰۶۹)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کی آگ کے مانند نہیں دیکھا (یعنی ایسی شدید و ہولناک چیز نہیں دیکھی) کہ اس سے بھاگنے والا سوتا ہے اور جنت کی مانند نہیں دیکھا کہ اس کا طلب کرنے والا سوتا ہے ۔

تشریح : یعنی دوزخ کے عذاب سے جیسا کہ بھاگنا چاہیے اس طرح لوگوں کا عمل نہیں بلکہ بھاگنے کے بجائے سوتے ہیں اور دوزخ سے بھاگنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کو گناہوں سے بچایا جاوے اور نیک اعمال میں سستی نہ کرے ۔

اسی طرح جنت کی نعمتوں کی طرف جس طرح رغبت کے ساتھ دوڑنا چاہیے اس طرح عمل نہیں بلکہ دوڑنے کے بجائے سوتا

العقاب

حلالہ العنبر

مہلک

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَا نَعْمَدُ .

ہے اور جنت کی طرف بھاگنے کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال کا اہتمام
کیا جاوے اور گناہوں سے بچا جاوے۔

۱۵۹ / وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ
وَحُقِّ لَهَا أَنْ تَأْطُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا مَوْضِعٌ أَرْبَعِ
أَصَابِعٍ إِلَّا وَمَلِكٌ وَأَضْعُجُّ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللَّهُ لَوْ
تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَ
مَا تَلَدُّذُكُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى
الصُّعَدَاتِ تَجَارُونَ إِلَى اللَّهِ قَالَ أَبُو ذَرٍّ يَلَيْتَنِي كُنْتُ
شَجَرَةً تُعْضِدُ رِوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

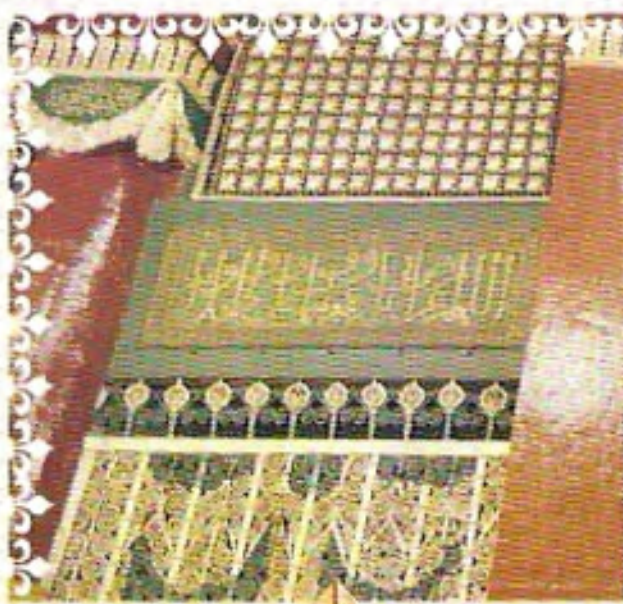
(ترمذی: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم
لضحکتکم قليلا ص ۵۷، ج ۲، شرح السنۃ ص ۳۷، ج ۷، رقم ۳۰۶۷
مسند احمد ص ۲۰۶، ج ۵، رقم ۲۱۵۷۲، ابن ماجہ: باب الخزن
والبکاء ص ۳۰۹ -)

ترجمہ: حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جس چیز کو دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے
(یعنی علامات قیامت اور حق تعالیٰ کی صفات قہریہ) اور جس بات
کو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے (یعنی احوال آخرت کے اسرار اور قیامت
کی ہولناکیاں اور عذاب دوزخ کی شدت) آسمان آواز بلند کرتا ہے اور
اس کو آواز کرنے کا حق ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں یہی

التَّلَاقُ

مِلَاحٌ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَجِيدٌ



جان ہے آسمان میں چارا نگشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا سر رکھے سجدہ میں نہ پڑے ہوں۔ اگر تم کو اس بات کا علم ہو جائے جس کو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور نہ عورتوں سے بستروں پر لذت حاصل کرو اور جنگلوں کی طرف اللہ تعالیٰ سے نالہ و فریاد کرتے ہوئے نکل جاؤ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد غلبہ خوف سے فرمایا کاش میں کوئی درخت ہوتا جس کو کاٹ ڈالا جاتا۔

التَّلَاقُ

تشریح: بعض فرشتے قیام میں ہیں اور بعض رکوع میں ہیں بعض سجدہ میں ہیں اور اس حدیث میں صرف سجدہ کا تذکرہ ہے تو ممکن ہے کہ یہ صورت ایک آسمان کے ساتھ ہو۔ واللہ اعلم

حَمْدُ الْعَمْرَاءِ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ کاش میں درخت ہوتا اسی طرح کے اقوال اور بھی اکابر صحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں ایک صحابی نے کہا کہ کاش میں بکری ہوتی اور ذبح کر کے مجھے کھا جاتے دوسرے صحابی نے کہا کاش کہ میں پرندہ ہوتا جہاں چاہتا چلا جاتا اور کچھ احکام شریعت اس پر نہیں اور یہ حضرات وہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت جنت کی دی گئی تھی پھر اوروں کو کیا کہئے۔ اگرچہ وعدہ منجبر صادق کا ہے۔ لیکن خوف درگاہ بے نیازی کو ٹوٹے لٹاتا ہے۔ آسمان آواز بلند کرتا ہے اس کا مفہوم

مِطَاحُ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَيُّ قَدِيمٌ مُبِينٌ

یہ ہے کہ ازدحام و هجومِ ملائکہ سے آسمان چرچر بولتا ہے۔

۱۶۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَذْلَجَ وَمَنْ أَذْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ الْأَرَانَ سِلْعَةَ اللَّهِ غَالِيَةً إِلَّا إِنْ سِلْعَةَ اللَّهِ الْجَنَّةُ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ (شرح السنّة ص ۳۷۳ ج ۷، رقم (۴۰۶۸)، ترمذی: ابواب صفة القيمة ص ۷۱ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص (آخر شب میں دشمن کی غارت گری سے) خوف رکھتا ہے اول رات ہی میں بھاگتا ہے۔ (تاکہ دشمن سے نجات پائے) اور جو شخص اول رات میں بھاگتا ہے منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی متاع بہت مہنگی ہے خبردار اللہ تعالیٰ کی متاع جنت ہے۔

تشریح: یہ مثال بیان فرمائی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخرت کی راہ چلنے والوں کی کہ شیطان ہر سالک کے پیچھے لگا رہتا ہے اور نفس اور خواہشاتِ باطلہ ایمان و دین پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں پس جس نے ہوشیاری سے راستہ طے کیا اور اپنی نیت کو خالص رکھا وہ شیطان سے امن میں ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار خدائی سودا بڑا مہنگا ہے یعنی آخرت کی راہ ہمیشہ مشکل ہے تھوڑی سعی سے نہیں حاصل ہوتی یعنی خوب محنت کرو آخرت کے لیے۔ اور جنت اللہ تعالیٰ



منجی منجی
اللہ والوہ
صلی اللہ علیہ وسلم

کی متاع ہے جس کی قیمت نیک اعمال ہیں

۱۶۱ رَوَعْنِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَقُولُ اللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا
أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ
كِتَابِ الْبَعَثِ وَالنُّشُورِ - (بيہقی شعب الایمان ص ۲۶۹ ج ۱ رقم
۴۲۰ ترمذی: باب ماجاء ان للنار نفسین وما ذکر من ینخرج
من النار ص ۸۷ ج ۲)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن)
فرمائے گا (ان فرشتوں سے جو دوزخ پڑتے ہیں) آگ میں سے اس
شخص کو نکال دو جس نے مجھ کو ایک دن بھی یاد کیا ہے یا کسی مقام پر مجھ
سے ڈرا ہے۔

تشریح: ذکر سے مراد اخلاص ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کو ایک
جاننا خالص دل سے اور سچی نیت سے۔ دلیل اس مفہوم پر یہ حدیث
ہے کہ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ
ترجمہ: جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا خالص دل سے وہ جنت میں داخل
ہو گیا اور مراد خوف سے یہاں اپنے اعضا کو گناہوں سے محفوظ رکھنا ہے
اور اپنے اعضا کو اطاعت و عبادت میں مشغول رکھنا ہے اور دلیل اس



اللہم صل علی محمد وعلی
آل محمد كما صلیت علی
سائر المرسلین

کی یہ حدیث ہے: **اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ نَحْشِيَّتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ** ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے خوف کا وہ حصہ عطا فرما جو میرے اور تیرے معاصی کے درمیان حائل ہو جاوے۔ پس **خوفِ خُدا** ہی کا نام ہے جو گناہ سے دُور رکھے اور گناہوں میں ملوث آدمی کا **خوفِ خُدا** پر دعویٰ غلط اور جھوٹ ہے اسی سبب سے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تجھ سے کہے کہ کیا تو اللہ سے ڈرتا ہے؟ تو خاموشی اختیار کر لے کیونکہ اگر کہتا ہے کہ نہیں ڈرتا ہوں تو کافر ہوتا ہے اور اگر تو کہتا ہے کہ ڈرتا ہوں تو تیرا دعویٰ جھوٹ ہے کیونکہ گناہوں سے تو محفوظ نہیں ہے۔

۶۲/ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَهْمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ قَالَ لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيقِ وَلَكِنَّهُمْ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ أَوْلَئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ (ابن ماجہ: باب التوقی علی العمل ص ۳۰۹، ترمذی: کتاب التفسیر سورۃ المؤمنین ص ۱۵۱ ج ۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول



حَوْلَهُ عَمْرًا



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا۔
 وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقَلُّوا بِهِمْ وَجِلَّةٌ (یعنی وہ لوگ
 دیتے ہیں جو کچھ کہ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ترساں فرزاں
 ہیں) کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 کی بیٹی! نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں
 اور صدقہ دیتے ہیں اور اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں
 کہ ان کے ان اعمال کو (شاید) قبول نہ کیا جاتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو
 نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔

تشریح: یعنی نہایت رغبت کرتے ہیں طاعات میں اور دوڑتے
 ہیں اعمالِ صالحہ کی طرف۔ لیکن ڈرتے ہیں اس خوف سے کہ عبادات میں
 حق تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا حق ادا نہ ہو سکا اس لیے استغفار کرتے ہیں
 پس عام لوگ تو صرف سنیات سے استغفار کرتے ہیں اور خوہں اُمت
 حسنت کے بعد بھی استغفار کرتے ہیں کہ جو کوتاہیاں ادائیگی حسنت میں
 ہوئی ہوں وہ معاف ہو جائیں

اور دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مالی اور بدنی جو
 عبادتیں کرتے ہیں ساتھ ساتھ ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ قبول ہوتی



یا نہیں۔ احقر مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کرتا ہے اور ڈرتا ہے یعنی نیک اعمال کر کے بے ڈر نہ ہو اور ناز نہ ہو اور نہ اتنا ڈر مطلوب ہے کہ خوف سے اعمال ہی چھوڑ بیٹھے۔ یہ اس لیے کہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بھی فرمادیا کہ یہ بندے ڈرنے والے وہ لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی کرنے والے ہیں۔

۱۶۳۔ وَعَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ كُرُوا اللَّهَ إِذْ كُرُوا اللَّهَ جَاءَتْ الرَّاحِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ رَوَاهُ ابْنُ مِزْيَةَ (أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَمَةِ ص ۷۲ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھتے (نماز تہجد کے لیے) اور فرماتے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو زلزلہ آیا اور اس کے پیچھے آتا ہے پیچھے آنے والا۔ موت آپہنچی مع ان احوال کے جو اس میں ہیں موت آپہنچی مع ان احوال کے جو اس میں ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوز



والوں اور غافلوں کو اس حدیث میں تہجد کی تاکید فرمائی ہے اور زلزلہ آنے کا مطلب قیامت کے قرب کا بتانا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ سونا مشابہ موت ہے جو علامتِ نَفْخَةُ اُولٰی ہے اور جاگنا نَفْخَةُ ثَمَانِيہ ہے اور یہ دونوں نشانی قیامت ہیں جو سونے اور جاگنے میں موجود ہیں پس ہر رات عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ نیند موت کا بھاتی ہے پھر جاگنے کے بعد کی دُعا جو وارد ہے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں زندگی دی بعد موت دینے کے اور اس کی طرف حشر و نشر کے لیے جانا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سونے اور جاگنے میں حشر و نشر کے علامات موجود ہیں۔

۱۶۴ / وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّوا فَرَأَى النَّاسَ كَانَهُمْ يَكْتَشِرُونَ قَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوَأَكْتَرْتُمْ ذِكْرَهَا ذِمَّ اللَّذَاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى الْمَوْتَ فَأَكْتَرُوا ذِكْرَهَا ذِمَّ اللَّذَاتِ الْمَوْتَ فَإِنَّهُ لَمَ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمَ إِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرَحَبًا وَأَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ يَمِشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَى فَاذْ وَلِيَّتْكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَى فَسْتَرِي صَنِيعِي بِكَ قَالَ فَيُتَسَعَّرُ لَهُ مَدٌّ بَصِيرَةً وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى

الْحَيَاتِ لِلَّهِ وَالصَّلَاةِ وَالطَّيِّبَاتِ أَسْلَامًا عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

الْجَنَّةِ وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوْ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا
 وَلَا أَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لَا بُغْضَ مَنْ يَنْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَى
 فَادُو لَيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَى فَسْتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ
 فَيَلْتَمِعُ عَلَيْهِ حَتَّى تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِهِ فَأَدْخَلَ بَعْضُهَا فِي
 جَوْفِ بَعْضٍ قَالُوا وَيَقِيضُ لَهُ سَبْعُونَ تَبِينًا لَوْ أَنَّ وَاحِدًا أَقْنَعَهَا
 نَفْخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا فَيَنْهَسُنَّهُ
 وَيَخْدِشُنَّهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ
 الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ابواب صفة القيامة ص ۴۲ - ۴۳ - ۲۵)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے دیکھا کہ لوگ گویا
 ہنس رہے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لذتوں کو فنا
 کر دینے والی چیز کا اکثر ذکر کرتے رہو تو وہ تم کو اس سے باز رکھے جس کو میں
 دیکھ رہا ہوں (یعنی ہنسنے سے اور غفلت سے) اور وہ (یعنی لذتوں کو فنا
 کر دینے والی چیز) موت ہے۔ پس تم لذتوں کو فنا کر دینے والی موت کو
 اکثر یاد رکھو اور واقعہ یہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں قبر یہ کہتی
 ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا گھر ہوں میں



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 إِبْرَاهِيمَ



کیڑوں کا گھر ہوں اور جب قبر میں مومن بندہ کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہو تو کشادہ مکان میں آیا ہے تو میرے نزدیک بہت محبوب تھا ان لوگوں میں سے جو مجھ پر چلتے ہیں آج کے دن میں تجھ پر حاکم و قادر بنائی گئی ہوں اور تو محبوب ہو کر میری طرف آیا ہے پس تو عنقریب میرے اس نیک سلوک کو دیکھے گا جو میں تیرے لیے کروں گی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس مومن بندہ کے لیے حد نظر تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے (جس سے وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھتا ہے اور اس میں سے ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور حور و قصور اور جنت کی نہریں اور میوے اور درخت دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں)

اور جب فاجر یا کافر بندہ کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے نہ تو تیرا آنا مبارک اور نہ قبر تیرے لیے کشادہ مکان ہے تو میرے نزدیک ان تمام لوگوں میں سے جو مجھ پر چلتے ہیں نہایت مبغوض اور بُرا تھا اور آج کے دن کم میں تجھ پر حاکم و قادر کی گئی ہوں اور تو محبوب و مقہور ہو کر میری طرف آیا ہے تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا بُرا سلوک کرتی ہوں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر قبر اس کو دباتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر کی جاتی ہیں۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ عَمِيدٌ
مُجِيدٌ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں (یہ دکھانے کے لیے کہ قبر کے دبانے سے کافر کی پسلیاں اس طرح ایک دوسرے کے اندر گھس جاتی ہیں) پھر فرمایا اس کافر پر ستر اڑھے مقرر کیے جاتے ہیں (ایسے اڑھے کہ) اگر ایک ان میں سے زمین پر چنکار مارے تو قیامت تک زمین سبز نہ اُگاتے۔ یہ اڑھے اس کو کٹتے اور نوچتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس بندہ کو حساب کے لیے لے جایا جائے، راوی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک آگ کا گڑھا ہے۔



حَوْلَ الْعَمْرَاءِ



تشریح: موت کو کثرت سے یاد کرو کہ یہ لذت کو کاٹنے والی ہے یہ نہایت نصیحت ہے غافلوں کے لیے اور ایک حدیث میں ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا غافل کے دل کو زندہ کرتا ہے چنانچہ عارف باللہ مولانا نور الدین علی متقی ایک تحصیل بنا کر رکھتے تھے جس پر موت لکھا ہوتا تھا جب کوئی ان سے مرید ہوتا اس مرید کی گردن میں یہ تحصیل لٹکا دیتے تاکہ وہ جانتا رہے کہ موت قریب ہے نہ کہ دور ہے تاکہ آرزو دنیا کی کم کرے اور اعمال نیک زیادہ کرے۔

بعض نیک سلاطین کا دستور تھا کہ ایک شخص کو مقرر کرتے کہ وہ ان

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ

کے پیچھے کھڑا رہے اور لموت الموت کہتا رہے تاکہ غفلت نہ پیدا ہو آخرت سے
 قبر کے اندر مُردہ کے جسم کی بدبو سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں پھر
 وہ جسم کو کھا جاتے ہیں پھر کیڑے ایک دوسرے کو کھاتے ہیں حتیٰ کہ
 ایک کیڑا رہ جاتا ہے پھر وہ بھوک سے مر جاتا ہے اور انبیاء اور شہداء
 اور اولیائے کرام کے اجسام اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان کے بدن کو نہیں
 کھا سکتے کیڑے اور نہ زمین۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ
 تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ**۔ ترجمہ: بحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے حرام
 فرمایا زمین پر کہ کھائے وہ پیغمبروں کے بدن کو اور شہیدوں کے بائے
 میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مقتول
 ہوتے ان کو مُردہ گمان مت کرو وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور
 علماء کی شان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء جس رشتہ ناتی
 تصنیف کرتے ہیں وہ شہیدوں کے خون سے فضل ہے۔ اس سے
 اولیائے کرام کے اجسام کی حفاظت ثابت ہوتی ہے اور علماء سے مُراد
 علمائے باعمل ہیں۔

۱۶۵ / وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ شَبَّتَ
 قَالَ شَيْبَتْنِي سُورَةٌ هُوْدٍ وَأَخَوَاتُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
 شرح السنن ج ۳ ص ۲۷۵ رقم ۴۰۷۱ ترمذی فی الشمائل: باب ماجاء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴)

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ بوڑھے ہو گئے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھ کو سورۃ صود اور ان جیسی اور سورتوں نے (جن میں قیامت اور عذاب الہی کا ذکر ہے) بوڑھا کر دیا۔

۱۶۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ شُبِّتَ قَالَ شَيَّبَتْنِي هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَةُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (شرح السنہ ص ۲۷۵ ج ۷ رقم ۴۰۷۰ ترمذی: فی الشمائل باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ بوڑھے ہو گئے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا مجھ کو سورۃ صود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلت اور سورۃ عم یسألون نے بوڑھا کر دیا۔

تشریح: یعنی ان سورتوں میں جو عذاب بیان فرمایا گیا ہے مجھے اپنی امت کا غم ہوتا ہے کہ نجانے ان کا کیا حال ہو پس یہ غم مجھے بوڑھا کیے دیتا ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

فَصَلِّ سَوْمًا

۱۶۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالَ لَاهِي أَدَقُّ فِي
أَعْيُنِكُمْ مِّنَ الشَّعْرِ كَمَا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَبَّاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - (كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ مَا يَتَّقَى مِنْ

مَحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ ص ۹۶۱ ج ۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم ایسے عمل
کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (یعنی تمہارے
نزدیک بہت معمولی اور حقیر ہیں اور تم ان کو کرنے سے نہیں ڈرتے
لیکن ہم ان کاموں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں
ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔

۱۶۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّ لَهَا مِنْ
اللَّهِ طَالِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالِدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ
(بَيْهَقِيُّ ص ۳۰۴-۳۰۵ ج ۵ رِقْم ۲۶۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول

الصلح

حلالہ عمولہ

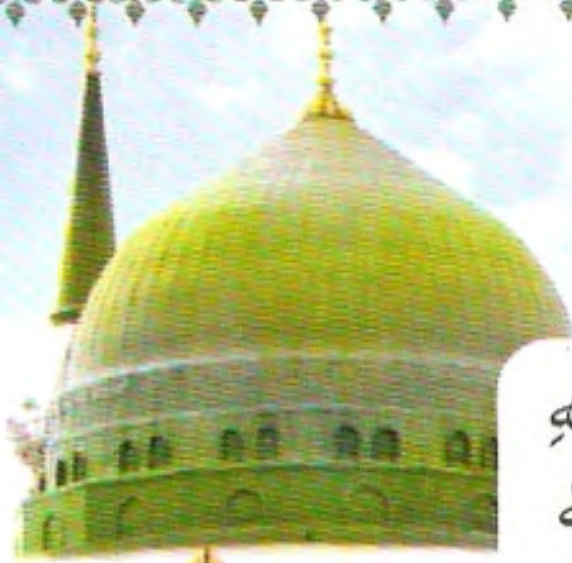
تہامی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَا جَنَّبْنَا

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچا جن کو حقیر اور معمولی خیال کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مطالبہ کرنے والا بھی ہے تشریح: چھوٹے گناہ سے غافل نہ رہے اور ان کو معمولی نہ سمجھے کہ چھوٹی چنگاری بڑھتے بڑھتے شعلہ والی آگ بن جاتی ہے۔ نیز یہ کہ جس گناہ کو چھوٹا اور سہل جانا جاتا ہے اس کی تلافی اور اس سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ پس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک قسم کا عذاب ہے کہ گناہ کو چھوٹا اور سہل سمجھ کر غفلت میں مبتلا رہے۔ نیز یہ سمجھنا چاہیے کہ چھوٹے گناہ پر اگر اصرار کیا جائے تو وہ پھر صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی سبب سے کبھی حق تعالیٰ کبیرہ گناہ معاف فرماتے ہیں اور کبھی صغیرہ گناہ پر عذاب دیتے ہیں۔ اور واضح ہو کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ اور حق تعالیٰ کا تھوڑا رضی ہونا بھی تمام کائنات و مافیہا سے فضل و اکبر ہے پس جس بات پاک کی تھوڑی رضامنت کے اعتبار سے اکبر ہے تمام چیزوں سے اسی طرح اس کی ناراضی تھوڑی بھی نہایت خطرناک و مضر ہے تمام چیزوں سے۔

۱۶۹ / وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَذَرِي مَا قَالَ ابْنِي لِأَبْنَيْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ ابْنِي قَالَ





الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
صَلَّىٰ عَلَيْنَا وَصَلَّىٰ
عَلَىٰ آبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا
وَوَصَلَّىٰ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ
وَعَمَلْنَا كَلَّمَةَ مَعَہُ بَرَدْنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهُ
نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبُوكَ لِابْنِي لَا وَاللَّهِ قَدْ
جَاءَ هَدَانَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا
وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَيَّ أَيُّدِينَا بَشَرًا كَثِيرًا وَأَنَا لَنَرْجُوا
ذَلِكَ قَالَ ابْنِي وَلَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عَمْرٍ بِبَيْدِهِ لَوِ دَرْتُ
أَنَّ ذَلِكَ بَرَدْنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَا بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ
كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ كَانَ خَيْرًا مِنْ ابْنِي
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری: کتاب مناقب الأنصار باب ہجرت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۵)

لَا بَيْتِكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسْرُكَ أَنْ إِسْلَامَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَجَرْتَنَا مَعَهُ وَجِهَادَنَا مَعَهُ
وَعَمَلْنَا كَلَّمَةَ مَعَہُ بَرَدْنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهُ
نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبُوكَ لِابْنِي لَا وَاللَّهِ قَدْ
جَاءَ هَدَانَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا
وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَيَّ أَيُّدِينَا بَشَرًا كَثِيرًا وَأَنَا لَنَرْجُوا
ذَلِكَ قَالَ ابْنِي وَلَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عَمْرٍ بِبَيْدِهِ لَوِ دَرْتُ
أَنَّ ذَلِكَ بَرَدْنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَا بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ
كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ كَانَ خَيْرًا مِنْ ابْنِي
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری: کتاب مناقب الأنصار باب ہجرت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۵)

ترجمہ: حضرت ابی بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جانتے
ہو میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؛ میں نے عرض کیا مجھ کو
معلوم نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے
والد نے تمہارے والد سے کہا تھا اے ابو موسیٰ! کیا یہ بات تجھ کو خوش
کرتی ہے کہ ہمارا اسلام جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کی بعثت)
کے ساتھ تھا اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ تھی اور ہمارا جہاد آپ کے

ساتھ تھا اور ہمارے سارے اعمال جو آپ کے ساتھ یعنی آپ کے ماننے میں تھے وہ ہمارے لیے ثابت و برقرار رہیں اور آپ کی وفات کے بعد جو عمل ہم نے کیے ہیں ان سے اگر ہم برابر برابر چھوٹ جاویں تو ہمارے لیے کافی ہے۔ تمہارے والد نے یہ سن کر میرے والد سے کہا نہیں یوں نہیں ہے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہم نے نماز پڑھی اور ہم نے روزے رکھے اور بہت سے نیک اعمال ہم نے کیے اور بہت سے لوگ ہمارے ہاتھوں پر مسلمان ہوتے اور امید ہے کہ ہم کو ان اعمال کا ثواب ملے گا۔ میرے والد نے یہ سن کر کہا لیکن میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ جو اعمال ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیے ہیں وہی ثابت و برقرار رہیں اور جو اعمال ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کیے ہیں ان سے ہم برابر برابر چھوٹ جائیں۔ میں نے یہ سن کر کہا تمہارے والد اللہ کی قسم میرے والد سے بہتر تھے۔

تشریح: برابر برابر کا مطلب ہے کہ نہ ان اعمال سے نفع پہنچے نہ ضرر اور نہ ثواب ملے ان اعمال کا نہ ان کے سبب عذاب ہو۔

طاعت ناقص ما موجبِ غفران نہ شود

رضیم گر مددِ علتِ عصبیا نہ شود



أَلْبَسْتُمْ صِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ۔



بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ
رَسُولِ اللَّهِ

ہماری ناقص عبادت باعثِ مغفرت نہیں ہوتی تو میں رضی ہوں کہ وہ عبادت عفو کر دی جائے اور سببِ زیادتی معافی نہ بنے۔

عارفین حضرات نے فرمایا ہے کہ جو گناہ دل میں ندامتِ ذلت اور شرمساری و حقارت پیدا کرے وہ بہتر ہے اس طاعت و عبادت سے جو دل میں ناز و بڑائی یعنی تکبر اور عجب پیدا کرے۔

ہے ازیں بر ملا تک شرف داشتند کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

اولیائے کرام اس سبب سے فرشتوں سے بازی لے جاتے ہیں کہ اپنے کو خاتمہ اور انجام کے خوف سے کتوں سے بھی بہتر نہیں سمجھتے اور وہ تو وضع جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اس پر بلندی کا وعدہ ہے۔

۶۰ ار وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي رَبِّي بِتَسْعِ خَشْيَةِ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَنْ أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِي وَأُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِي وَأَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِي وَأَنْ يَكُونَ صَمْتِي فِكْرًا وَأُنْطَقِي ذِكْرًا وَنَظْرِي عِبْرَةً وَأَمْرًا بِالْعُرْفِ وَقِيلَ بِالْمَعْرُوفِ رَوَاهُ رَزِينٌ -

(رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۵۸ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ کو
 نو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ۱۔ اظہار و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔
 ۲۔ سچی اور راست بات کہنا غصہ اور رضامندی کی حالت میں یعنی
 جب آدمی کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے اور اس کا
 عیب چھپاتا ہے اور جب غصہ آتا ہے تو اس کے برعکس کرتا ہے۔
 چاہیے کہ دونوں حالتوں میں یکساں رہے ۳۔ فقر اور غنا میں میانہ روی یعنی
 فقر اور غنا دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہے حالت فقر میں غصہ اور
 بے صبری نہ کرے اور غنا میں تکبر اور کبر نہ اختیار کرے۔ ۴۔ اس
 سے قرابت داری کو قائم و برقرار رکھوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے یعنی جو
 رشتہ دار مجھ سے قطع رحمی و بدسلوکی کرے میں اس کے ساتھ سلوک احسان
 ہی کروں اور یہ غایت علم و تواضع ہے۔ ۵۔ میں اس شخص کو دوں جو مجھ کو
 محروم رکھے۔ ۶۔ جو شخص مجھ پر ظلم کرے میں (باوجود قدرت انتقام) اس
 کو معاف کر دوں۔ ۷۔ میری خاموشی غور و فکر ہو یعنی جب خاموش
 رہوں تو اسما۔ و صفات اور صنوعات اللہ میں غور و فکر کروں۔ ۸۔ میری
 گویائی ذکر الہی ہو یعنی جب بات کروں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں جیسے
 تسبیح و تمجید و تکبیر و تلاوت اور وعظ و نصیحت وغیرہ۔ ۹۔ اور میری نظر
 عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو اور میرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ
 میں امر بالمعروف کروں۔



الْحَيَاتِ الْفَلِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ
 وَالْمَلِكِ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 اِنَّهَا السَّيِّئُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
 وَبَرَكَاتُهُ



تشریح: نمبر ۹ میں نبی عن المنکر نہ ذکر کیا وہ اس لیے کہ امر بالمعروف

۱۶۱ رَوَعْنُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الدُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ثُمَّ يُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهَةٍ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ - (بابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ ص ۳۰۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن بندہ ایسا نہیں ہے جس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلے اگرچہ وہ کھٹی کے سر کے برابر ہی ہو پھر وہ آنسو اس کے چہرے پر پہنچے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

تشریح: اسی حدیث کے پیش نظر ایک صحابی اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلے ہوئے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل کر پھیلا لیتے تھے تاکہ دُور تک یہ آنسو لگ جاتے اور دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جاتے۔ احقر مولف عرض کرتا ہے کہ ہمارے شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے آنسوؤں کو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی سے مل کر تمام چہرے پر مل لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے میں نے اپنے مرشد حضرت اقدس حکیم امت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

السَّمِيحُ

حَمْدُ الْعَمَلِ وَالنَّوَالِدِ

عزیز

أَلْبَسْتُمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَالْإِبْرَاهِيمِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَالْإِبْرَاهِيمِ

بَابُ تَغْيِيرِ النَّاسِ

لوگوں کی حالتوں میں تغیر و تبدل کا بیان

فَصْلِ أَوَّلِ

۱۶۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (مُسلّم: بابُ قوله صلى الله عليه وسلم الناس
كابل مائة لا تجد فيها راحلة ص ۳۱۲ ج ۲، شرح السنّة:
ص ۳۸۸ ج ۱، رقم (۴۰۹۰)، بخاری: كتاب الرقاق باب رفع
الامانة ص ۹۶۲ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی مانند ان سواؤں کے ہے
جن میں سے تو ایک ہی کو سواری کے قابل پاتے گا۔

تشریح: مراد یہ ہے کہ آدمیوں کی تعداد مت دیکھو۔ بلکہ یہ دیکھو کہ کام
کے کتنے ہیں کیونکہ ایک آدمی جو کام کا ہو بہتر ہے ان لاکھ آدمیوں سے جو
نااہل ہوں۔ سو کی تعداد سے کثرت مراد ہے یعنی تحدید مراد نہیں بلکہ کثیر



حلالہ عمورہ



مُرَاد ہے۔ پس عالم عملِ مخلص کا وجود اُمت کے لیے کمیاب ہے اور یہ مقولہ مشہور ہے کہ یہ زمانہ قحط الرجال کا ہے زمانہ نزول وحی کے وقت جب حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: **وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرُونَ** بہت تھوڑے شکر گزار بندے ہیں۔ تو اب کیا حال ہوگا۔

۶۳ ار وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبِّ تَبِعْتُمُوهُمْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ قَالَ فَمَنْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (مسلم: کتاب العلم ص ۳۳۹ ج ۲، ابن ماجہ: باب افتراق الأمم ص ۲۸۷، شرح السنّة ص ۳۸۹ ج ۷، رقم ۴۰۹۱، بخاری ما ذکر عن بنی اسرائیل ص ۳۹۱ ج ۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید و پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں باشت برابر باشت اور ہاتھ برابر ہاتھ (یعنی ان کی پوری متابعت کرو گے) یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں بیٹھے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔ حالانکہ وہ سوراخ بہت تنگ ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (کیا آپ کی مراد) یہود و نصاریٰ سے ہے۔ آپ صلی

البصیرۃ

حلالہ و حلالہ

بصیرۃ

أَنْهَضَ صَلَّى عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
وَأَزْوَاجَهُ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُ

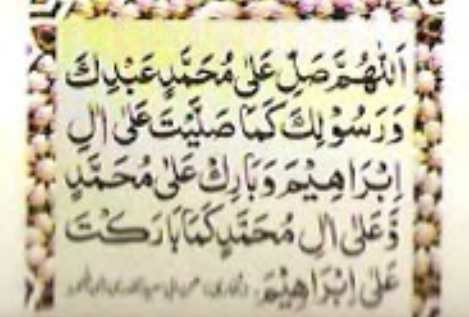
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ نہیں تو پھر) اور کون -

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس اُمت کے اندر یہود و نصاریٰ کی بیماری پیدا ہوگی۔ چنانچہ آج یہ اُمت بھی ان علما کو جو وارثینِ انبیاء ہیں یا تو قتل کرتی ہے یا ان کا مذاق اڑاتی ہے اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رزق اور اولاد اور دیگر حاجت روائی میں شریک سمجھتی ہے جیسا کہ اہل بدعت کر رہے ہیں۔

۱۶۴۔ وَعَنْ مِرْدَاسِ بْنِ إِسْلَمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَأَلَّاوُلُ وَتَنْبِقِي حَفَالَةَ كَحَفَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ الثَّمْرِ لَا يُبَالِيَهُمُ اللَّهُ بِاللَّةِ زَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ - (باب ذهاب الصالحين ص ۹۵۲ ج ۲)

شرح السنّة ص ۳۸۹ ج ۷ رقم: ۴۰۹۲

ترجمہ: حضرت مرداس بن اسمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک نخت لوگ یکے بعد دیگرے مرتے جاویں گے اور باقی رہیں گے رومی و بے کار (یعنی بُرے اور بدکار) مانند جو کی بھوس یا کھجور کی بھوس کے جن کی اللہ تعالیٰ کوئی پروا نہیں کرتا۔



فصل دوم

۱۷۵ / عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي الْمُطِيطِيَاءُ وَخَدَّ مَتَهُمْ أَبْنَاءُ الْمُلُوكِ أَبْنَاءَ فَارِسَ وَالرُّومِ سَلَطَ اللَّهُ شِرَارَهَا عَلَى خِيَارِهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ يَثُ غَرِيبٍ - (شرح السنة ج ۲۹ ص ۷۰ رقم ۴۰۹۵، قرمذی ابواب الفتن ص ۵۲ ج ۲ -)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت کے لوگ تکبر سے چلیں گے اور فارس و روم کے بادشاہوں کی اولاد ان کی خدمت کئے گی تو اللہ تعالیٰ امت کے بُرے لوگوں کو بھلے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔

تشریح: یہ حدیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے آپ نے وحی سے یہ خبر آئندہ کی دی اور پھر امت نے اپنی آنکھوں سے یہ وقت دیکھا کہ شہر فارس اور روم فتح ہوئے اور ان کے اموال قبضے میں آئے اور ان کی اولاد کو خدمت گزار بنایا گیا پھر حق تعالیٰ نے مسلط کیا بنی امیہ کو بنی ہاشم پر اور انہوں نے پھر جو کچھ کرنا تھا سب کیا۔

۱۷۶ / وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ

الحكمة

حلالہ عموز الہی

ہدایہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْبِحَاتِ الصَّلَاةُ بِمُ. السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الْمُتَّقِينَ

وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شَرَارُكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

باب ما جاء في امر بالمعروف والنهي عن المنكر ص ٢٣٢

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم اپنے امام خلیفہ یا سلطان کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنی تلواروں سے نہ مارو گے اور تمہاری دنیا کے مالک تمہارے شریر و بدکار لوگ نہ ہو جائیں گے یعنی ملک و سلطنت ظالموں کے ہاتھ آئے گی اور نافرمان و فاسق لوگ مخلوق پر حکمرانی کریں گے۔

۶۶۱ رَوَاهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالْأُدنْيَا لَكُمْ بَنُوكُمْ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ - (ترمذی:

باب ما جاء في اشراط الساعة ص ٢٣٢، رواه البيهقي:

في دلائل النبوة بحواله مشکوٰۃ ص ٢٥٩ ج ٢)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک آئے گی

جب تک کہ دنیا میں سب سے زیادہ نصیبہ ور (دولتمند اور جاہ و منصب

والا) وہ شخص نہ بن جائے گا جو یتیم اور یتیم ہے اور حقیق کا بیٹا ہے (یعنی

بدصل اور بدسیرت اشخاص دنیاوی جاہ و جلال اور دولت کے مالک

ہو جائیں گے)



الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالبَيْهَقِيُّ

۱۷۸ / وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَطِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ إِذَا لَجُئْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعْنَا عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْقٍ فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِي هُوَ فِيهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا عَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحٍ فِي حُلَّةٍ وَوَضَعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةً وَرَفَعَتْ أُخْرَى وَسَتَرْتُمْ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِمَّنَا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمَوْنَةَ قَالَ لَا أَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ - (ابواب

صِفَةِ الْقِيَامَةِ ص ۴۳، ج ۲ 'الترغيب والترهيب ص ۸۵، ۸۶ ج ۲ رقم ۵۰۵۸)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے اس وقت ان کے جسم پر صرف ایک

العالم

حلالہ عمیر

الحق

بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ

چادر تھی جس میں چڑے کے بیونڈ لگے ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانہ میں وہ کس قدر خوش حال تھے اور آج ان کی کیا حالت ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے (یعنی مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے صبح کو ایک لباس پہنو گے اور شام کو دوسرا اور تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا (یعنی انواع و اقسام کے کھانے تمہارے سامنے رکھے جائیں گے) اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے ڈالو گے جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس روز آج کے دن سے بہتر حال میں ہوں گے اس لیے کہ ہم اس وقت عبادت کے لیے فارغ ہوں گے اور محنت و شغل سے بے فکری ہوگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آج کے دن تم اس دن سے بہتر ہو۔

تشریح: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ حضرت



له جمع الجوامع ص ۲۴۶ ج ۱۱ رقم: (۱۴۵۰) عن عمر رضی اللہ عنہ قال نظر رسول اللہ إلى مصعب ابن عمير مُقبلاً عليه إهابُ كبشٍ قد تنطق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم انظروا إلى هذا الذي نور الله قلبه لقد رأيتُه بينَ أبوينِ (بعثه تخريج اگلے صفحہ پر)

التَّحِيَّاتِ الطَّيِّبَاتِ وَالصَّلَوَاتِ
وَالسَّلَامِ إِلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ.

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مصعب بن عمیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور وہ اس حالت میں تھے کہ تسمہ سے (بکری کی کھال کے) اپنی کمر باندھے ہوئے تھے پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دکھیو کہ ان کا قلب حق تعالیٰ نے روشن فرمایا ہے اور میں نے ان کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ان کے والدین ان کو نہایت عمدہ کھانا کھلاتے تھے اور یہ دو سو درہم کا لباس پہنے رہتے تھے۔ اور اللہ اور رسول کی محبت نے ان کو اس حال میں پہنچا دیا جس میں تم اب ان کو دیکھتے ہو۔

مصعب بن عمیر قریشی ہیں اکابر صحابہؓ سے ہیں ہجرت کر کے مدینہ آگئے تھے حالت کفر میں رئیس اور شاہزادہ مکہ کہلاتے تھے جب مسلمان ہوتے سب چھوڑ کے ہجرت کی اور زہد اختیار کیا اور جنگ احد میں شہید ہوئے اور اس وقت ان کی عمر چالیس سال کی تھی یا کچھ زیادہ۔ اس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفقت اور رحم کے سبب روئے کہ ایسے معزز اور رئیس اور صاحب نعمت و دولت کو عشق اللہ تعالیٰ اور رسول

— (بقیہ : گذشتہ صفحہ)

يَعْنُو أَنَّهُ أَطِيبُ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ لِقَدْ رَأَيْتُ عَلَيْهِ حَلَّةً
اشْتَرَيْتُ بِمَا تَتِي دِرْهَمٌ فَدَعَاهُ حَبُّ اللَّهِ وَحُبُّ رَسُولِهِ
(إلى ما ترون -)

الطَّيِّبُ

حَمَلَهُ عَمْرُو بْنُ
الْحَارِثِ

طَائِفَةٌ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ

أَبُو سَعْدٍ
عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
إِبْرَاهِيمَ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس حال کو پہنچایا کہ آج اس کے لیے کفن بھی پورا نہیں ہے پس یہ روزِ نرج سے نہ تھا بلکہ اس خوشی سے تھا کہ امت کے اندر ایسے شائقِ حق اور ایسے زاہد پیدا ہوتے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پشت پر کھڑی چار پانی کے باندھ کے نشانات دیکھے اور روئے کہ چین کسری اور قیصر کا کیا ہے اور لاکھوں رسول پر کیا تکلیف ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیا تم اس بات پر رضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقیر صابر فضل ہے غنی شاکر سے اور کافر فقیر کا عذاب خفیف تر ہو گا بہ نسبت کافر غنی کے دوزخ میں پس جب کہ نفع دیا فقر نے فقیر کو اس بر فانی میں تو کیونکر نفع نہ دے گا دارالقراریں (مظاہر حق) (مرقات: ۲۲۹-۲۳۰ ج ۹)

۱۶۹ / وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ إِذَا صَابَرُوا فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا (ترمذی: ابواب الفتن ص ۵۲ ج ۲، مرقاة ص ۲۲۸-۲۲۹ ج ۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ



رسول الله صلى الله عليه وآله



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہو گا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو۔ (یعنی جس طرح انگارے کو ہاتھ میں رکھنا دشواری ہے اسی طرح دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔)

تشریح: یعنی فسق اتنا عام ہو جائے گا کہ ہر طرف فساق ہی کا غلبہ نظر آئے گا پس دینداروں کا دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا بسبب قلتِ موکاروں کے۔ اور بہت صبر کی ضرورت ہوگی۔

۱۸۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَمْرًا وَكُمُ خِيَارِكُمْ وَأَغْنِيَا وَكُمُ سَمَحَاءُ كُمْ وَأُمُورِكُمْ شُورَى بَيْنِكُمْ فَظَهَرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بُطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أَمْرًا وَكُمُ شِرَارِكُمْ وَأَغْنِيَا وَكُمُ بَخَلَاءُ كُمْ وَأُمُورِكُمْ إِلَى نِسَاءِ كُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(ابواب الفتن ص ۵۲ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے امرا تمہارے بہتر لوگ ہوں اور دولت مند تمہارے سخی ہوں اور تمہارے امور باہمی مشورہ سے طے پائیں اس وقت زمین کی پشت تمہارے لیے زمین کے پیٹ سے بہتر



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَلَيْكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
عَلَيْكَ يَا كَرِيمُ

ہوگی (یعنی زندگی موت سے بہتر ہوگی اس لیے کہ تم کتاب و سنت کے مطابق عمل کرو گے اور نیک اعمال کے ساتھ درازی عمر نعمت ہے) اور جبکہ تمہارے امراء تمہارے شہر پر و بدکار لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند تمہارے بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں اس وقت تمہارے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہوگا (یعنی تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہوگی)

تشریح: عورتوں سے مشورہ لینا مناسب نہیں ہوتا کیونکہ یہ ناقصات عقل اور ناقصات دین ہیں اور ان کے لیے وارد ہے شَادِرُ وُھُنَّ وَ خَالِفُوھُنَّ عورتوں سے مشورہ تو کرو مگر اس کے خلاف کرو اور وہ مرد بھی عورتوں کے حکم میں ہیں کم عقل ہونے میں جو ان کے مشابہ ہیں یعنی جن پر مال اور جاہ کی محبت غالب ہو اور جن کو انجام کی خبر نہیں اور نہ گناہوں کے وبال کی فکر۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اکثر جھگڑا اور فساد عورتوں کی تابعداری اور ان کے کہنے پر چلنے سے ہوتا ہے۔

۱۸۱ / وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْأُمَّةُ أَنْ تَدَّاعِيَ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَّاعِيَ الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِدٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ

قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ
الْمَوْتِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّبِيهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ - (ابوداؤد
كِتَابُ الْمَلَا حِيهِ بَابُ تَدَاعَى الْأُمَمِ عَلَى الْإِسْلَامِ ص ۲۳۲، بيهقفي
في شعب الايمان ص ۲۹۷ ج ۱، رقم ۱۰۳۷۲)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کفر و ضلالت کے گروہ قریب ہیں
کہ ان کے بعض آدمی بعض کو تم سے لڑنے اور تمہاری شان و شوکت کو
مٹانے کے لیے بلائیں گے جس طرح کہ ایک کھانا کھانے والی جماعت جمع
ہوتی ہے اور اس کے بعض بعض کو کھانے کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ سن کر
صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا کیا وہ لوگ ہیں یہ ہم پر غلبہ حاصل کر لیں گے کہ
ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا تم اس زمانہ میں بڑی تعداد
میں ہو گے لیکن ایسے جیسے نالوں کے کنارے پانی کے جھاگ ہوتے ہیں
یعنی تم میں قوت و شجاعت نہ ہوگی اس لیے نہایت ضعیف و کمزور ہو گے
تمہارا رعب اور تمہاری ہمیت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تمہارے
دلوں میں ضعف و سستی پیدا ہو جائے گی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ!
وهن (ضعف و سستی) کیا چیز ہے؟ (یعنی اس کے پیدا ہونے کا سبب
کیا ہے؟) فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے بے زاری اور نفرت۔
تشریح: اس زمانہ میں اہل کفر سے اہل اسلام کا رعب جاتا رہا اور

حَمْدُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أٰلِ مُحَمَّدٍ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ آلِ إِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ أٰلِ مُحَمَّدٍ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرٰهِيْمَ إِنَّكَ
جَبَّارٌ مُجْتَبِدٌ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
أٰلِ مُحَمَّدٍ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَىٰ آلِ إِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ أٰلِ مُحَمَّدٍ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرٰهِيْمَ إِنَّكَ
جَبَّارٌ مُجْتَبِدٌ

اہل کفر جنگ میں غالب آ رہے ہیں۔ اس کا راز یہی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت پیدا ہو گئی ہے اس وجہ سے جہاد کی اصلی روح نہیں پیدا ہوتی۔ اور اسلامی ملک صرف نام کا تو اسلامی ہے۔ لیکن اکثریت اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی میں مبتلا ہے۔ بے پردگی، بھجپاتی سینما، نائٹ کلب، ٹیلی ویژن اور پوری زندگی سنتِ نبوی سے دور اور اہل مغرب کی عیاشی کے خطوط پر مچوگردشِ ہلاکت ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہماری ہدایت کے لیے اسباب پیدا فرمائیں۔

آمین



فصل سوم

۱۸۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوبُ فِي قَوْمٍ إِلَّا أَلْقَى اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشًا الزَّيْنَانِ فِي قَوْمٍ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ إِلَّا كُنِيَ الْإِلَهِيَّاتُ وَالْمِيزَانُ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمْ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ إِلَّا بَغِيَ رَحِيقُ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا اخْتَارَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ وَرَوَاهُ مَالِكٌ.

(ما جاء في الغلول ص ۴۷۶ -)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کے اندر خیانت کرنے کا عیب پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمنوں کا رعب اور خوف پیدا کر دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کاری پھیلتی ہے اس میں اموات کی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپنے تو لنے میں کمی کرتی ہے (یعنی کم ناپتی اور کم تولتی ہے) اس کا رزق اٹھا لیا جاتا ہے۔ (یعنی رزقِ حلال یا رزق کی برکت اٹھالی جاتی ہے) اور جو قوم ناحق حکم کرتی ہے (یعنی اس کے اُمراء احکام نافذ کرنے میں عدل انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور ناحق احکام جاری کرتے ہیں) اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے اس پر دشمن کو تسلط کر دیا جاتا ہے۔

الْعَظِيمُ

حلالہ غنیمت

مضوی

صلى الله عليه وآله

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ مَلَكَ مِنْكُمْ نَفْسًا
مِنْ نَفْسِ مَنْ مَلَكَ مِنْكُمْ
فَلْيُغْنِهَا عَنْهُ

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی سزا آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی بصورتِ مصائب (یعنی بے اطمینانی اور عمر میں کمی۔ رزق میں تنگی اور آپس میں خونریزی اور ظالم دشمن کا تسلط وغیرہ) ہوتی ہے اب کوئی نادان یہ کہے کہ فلاں فلاں رات دن نافرمانی کر رہے ہیں اور ان کو دنیا خوب مل رہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے دلوں کو ہرگز سکون نہیں۔ ان کی دنیا کا ٹھاٹھ باٹ صرف ظاہری جسم پر نظر آتا ہے ان کے قلب ہزاروں غم اور فکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ

از بروں چوں گور کا فر چہ سل
واندروں قبر خدائے عزوجل

ترجمہ: کافر کی قبر باہر سے بہت پر رونق ہے مثلاً پھول کی چادر روشنی کے تمغے۔ بینڈ باجے اور اندر اس کی روح پر اللہ تعالیٰ کا قہر ہو رہا ہے اور گناہ جس کو موافق آجاتے اور پکڑنے ہو اور گناہ کے ساتھ دنیا خوب ملے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے زہر کا مضمخ ہونے کا ہوتا ہے اور زہر کا قہ ہونا مفید ہوتا ہے پس گناہوں کے ساتھ نعمت نعمت نہیں عذاب ہے مصیبت ہے اور جو مصیبت غفلت دور کر دے وہ رحمت ہے۔



اللہ تعالیٰ جل جلالہ
وہوہ انعمت المؤمنین
وہوہ اول بیتہ کما
سوت علی ال ابراہیم انک

بَابُ فِي ذِكْرِ الْإِنذَارِ وَالْتِحَاذِ

دُرَانِے اور نصیحت کرانے کا بیان

فصل اول

۱۸۳ / وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّافَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فَهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِيَبْطُونَ قَرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ الْأَهْدُ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَّالِكَ سَائِرَ الْيَوْمِ الْهَذَا اجْمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ نَادَى يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ وَقَدْ نَظِقَ يَرُوبًا أَهْلَهُ فَحَشِيَ أَنْ يُسْبَقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَا حَاةَ . (بخاری :

کتاب التفسیر تبت ید ابی لہب ص ۴۳ ، مسلم باب بیان ان من مات علی الکفر فهو فی النار ولا تناله شفاعت ولا تنفعه قرابۃ المقربین

الْعَفْوُ

حلالہ محمد بن عبد اللہ

حجرت

نذیر علیہ السلام

تفسیر من عبد اللہ

تفسیر من عبد اللہ

تفسیر من عبد اللہ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور پکارنا شروع کیا اے بنی فہر! اے بنی عسی یعنی قریش کے فرقوں اور جماعتوں کو بلانا شروع کیا جب سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ جنگل میں ایک شکر آ کر اترتا ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات کو سچا مانو گے۔ قریش نے کہا ہاں! آپ ہمیشہ ہمارے تجربہ میں سچے ثابت ہوتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرنے پر مامور ہوا ہوں پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھ پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہارے سامنے سخت عذاب موجود ہے۔ یہ سن کر ابو لہب نے کہا تجھ پر سارے دن ہلاکت ہو۔ کیا اسی (غلط بات) کے لیے تو نے ہم کو جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۚ یعنی ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کر کے یہ فرمایا اے عبد مناف کی اولاد میرا اور تمہارا حال اس

۱۰ سورۃ الشعراء پارہ ۱۹، آیت ۲۱۴

۱۱ سورۃ لہب پارہ ۳۰، آیت ۱



مفسر من محمد بن عبد
المنذر بن عبد الرحمن
بن عبد الرحمن بن عبد
المنذر بن عبد الرحمن

شخص کی مانند ہے جس نے دشمن کے لشکر کو دیکھا پس وہ اپنی قوم کو
 دشمن کے قتل و غارت سے بچانے کے لیے ایک پہاڑ پر چڑھا تاکہ قوم کو
 آواز دے کر آگاہ کرے لیکن پھر اس خوف سے کہ کہیں دشمن اس سے
 پہلے نہ پہنچ جائے اس نے پہاڑی پیسے یہ چلانا شروع کیا یا صباہ حاد
 یعنی دشمن کی غارت گری سے بچو

۱۸۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ
 الْأَقْرَبِينَ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا
 فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ
 مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ
 يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ
 أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ
 الْمُطَّلِبِ أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِدِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ
 فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنْ لَكُمْ رَجْمًا سَابِلُهَا
 بِبَلَاءِ لَيْلَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ
 اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا بَنِي
 عَبْدِ مَنَاةٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ
 عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ
 عَمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ
 بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِّينِي مَا شِئْتُ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ

الْيَتِيمُونَ

حَمَلَةُ عَمْرِو بْنِ

مَطْفِيءٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



مِنَ اللَّهِ شَيْئًا - (بخاری: کتاب التفسیر سورة الشعراء ص ۲۰۲ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ڈرانیے اپنے کنبہ کے لوگوں کو جو بہت قریب کنبے ہیں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب میں تعمیم کی اور تخصیص بھی (یعنی ان کے جدِ بعید کا نام لے کر بھی مخاطب کیا تاکہ سب کو عام و شامل ہو جائے اور ان کے جدِ قریب کا نام لے کر بھی مخاطب کیا تاکہ بعض کے ساتھ مخصوص ہو جائے) چنانچہ آپ نے فرمایا اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے عبد شمس کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے عبد مناف کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے ہاشم کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے عبد المطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ اپنی جان کو آگ سے بچاؤ۔ اس لیے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں (یعنی میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا) البتہ مجھ پر تمہارا قرابت کا حق ہے جس کو میں قرابت کی تری سے ترک کرتا ہوں۔



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ - (بخاری: کتاب التفسیر سورة الشعراء ص ۲۰۲ ج ۲)



اور بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو خرید لو (یعنی ایمان لا کر اور اطاعت و فرماں برداری کر کے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچا لو) میں تم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہیں کر سکتا اور اے عبد مناف کی اولاد! میں تم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتا۔ اے عباس ابن عبد المطلب! میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اے رسول اللہ کی چھوٹی صفیہ! میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ! میرے مال میں سے جو کچھ تو چاہے مانگ لے لیکن میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

اَلْعَلِيَّ

عَلِيٍّ

اَلْحَسَنِ

وَالْحُسَيْنِ

اَلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَآلِهِمَا وَصَلَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ عَلِيمٌ

تشریح: اس حدیث سے اُمت کو یہ سبق ملتا ہے کہ جب سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی چھوٹی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محنت کی طرف متوجہ کیا گیا تو آج کس جہت و نادان کا منہ ہے کہ پیروں یا اولیاء کی سفارش پر یا خود سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بھروسے پر یا حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کے بھروسے پر گناہوں اور کشتی پر جبری اور گستاخ ہو اور نیک اعمال سے بے پروا ہو۔ خود سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو حق تعالیٰ شانہ کے لاڈلے اور محبوب رسول ہیں اور ایسے محبوب ہیں جو

آپ کے نقش قدم کی اتباع کرے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے
 جس قدر عبادت فرماتے تھے کہ طویل قیام سے پاؤں مبارک میں دم آجاتا
 تھا، تعجب ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت پر بھروسہ نہ کر فریب

دعویٰ کر کے نیک اعمال سے کاہل اور گناہوں میں چست و چالاک بنے ہیں
 یہی لوگ حق تعالیٰ کی دوسری صفتِ رزاقیت پر بھروسہ کر کے گھر میں
 نہیں بیٹھتے بلکہ روزی کے لیے مارے مارے سرگرداں و پریشاں درددل
 چکر کاٹتے ہیں اور کس کس خاکِ آستان کو بوسہ دیتے ہیں اور آخرت کے
 معاملہ میں اپنی غفلت اور کاہلی پر پروہ ڈالنے کے لیے توکل کا سہارا لیتے
 ہیں یہ کیسا توکل ہے کہ ایک صفت پر توکل ہو اور دوسری صفت پر توکل
 نہ ہو تو یہ توکل تو اپنے مطلب کا توکل ہوا ہے

مصطفیٰؐ فرمودہ باوا زبند

بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کو رسی سے باندھ
 دو پھر توکل اللہ تعالیٰ پر کرو رسی پر توکل نہ کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا
 کہ تدبیر کو چھوڑنا توکل نہیں بلکہ تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور
 تدبیر پر بھروسہ نہ کرنے کا نام صہل توکل اور صحیح توکل ہے۔ پس آخرت
 کے لیے بھی اعمالِ صالحہ اختیار کرے اور گناہوں سے بچنے کی تکالیف
 کو برداشت کرے اور پھر مغفرت کے لیے اپنے ان اعمال پر بھروسہ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ
 إِبْرَاهِيمَ

نہ کرے بلکہ حق تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرے۔

حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کیے اُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ط یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اس کلام ربّانی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید پیدا ہوتی ہے اور نافرمانی پر اصرار اور توبہ نہ کرنے سے اس امید اور نورِ ایمان میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

۱۸۵ / وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ بْنُ يَحْيَى الرَّائِي يَعْني الْإِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْإِنَاءُ يَعْني الْخَمْرَ قِيلَ فَكَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ فِيهَا مَا بَيَّنَّ قَالَ لِيُؤْمِنُوا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَجِلُّونَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

(ص ۹ ج ۲ رقم ۲۱۰۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو اٹایا جاوے گا جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

الحکیمینا

حلالہ عمیرہ

اقولہا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآذِ وَآجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى خَلْقِهِ
وَآذِ وَآجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ خَبِيرٌ
بِغَيْبِهِ

وسلم ! یہ کیونکر ہوگا؛ حالانکہ شراب کی حرمت اللہ تعالیٰ نے خوب واضح کر کے بیان فرمادی ہے۔ فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس طرح اس کو حلال قرار دیں گے۔

تشریح: جیسا کہ آج کل شراب کا نام جامِ صحت رکھا ہوا ہے اُمت مسلمہ کو حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے ہدایت فرمائیں۔ آمین !

الحمد للہ تعالیٰ کہ آج ۱۳ رمضان مبارک ۱۳۹۴ھ بروز دوشنبہ اس کتاب کا مسودہ تکمیل اور اختتام کو پہنچا۔ ناظرین حضرات سے احقر دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے اور اپنے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں اس کتاب کو قبول اور نافع فرمائیں۔ اور احقر کے لیے اور مجلس اشاعت الحق کے معاونین کے لیے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ آمین !

رقم الحروف محمد احقر عفا اللہ عنہ

۱۳ رمضان ۱۳۹۴ھ

مجلس اشاعت الحق ۳-جی-۱۲

ناظم آباد، کراچی نمبر ۱۸

